

"بیل۔ آخر کیوں۔ نہیں چاہے سکتا تھا" اس کی بھی وضاحت کر دیں۔  
"اس کی وضاحت تو خیر میں نہیں کر سکتا۔ میرے کچھ زرائع ہیں۔ ان کے ذریعے مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ ہیرا میرے کسی وقت نے چیز لایا ہے۔"

"ان زرائع سے آپ کو یہ بات کیوں معلوم نہیں ہوتی کہ کس وقت نے چیز لایا ہے۔"

"بس زدرا کی رہ گئی۔ یا یوں کہ لیں کہ زدرا پوک ہو گئی۔ اور اہل فنch سامنے نہ آسکا۔"

"آپ ہم سے کچھ چھپا رہے ہیں۔ اس بات کی کوئی نہیں وجہ بنا دیتی۔ کہ ہیرا کسی دوست نے چیز لایا ہے۔"

"تم لوگ تو یاں کی کھال اتارتے گئے۔ خیر میں مان لیتا ہوں کہ اس بات کی ایک نہیں وجہ ہے۔"

"تو وہ وجہ آپ ہمیں کیوں نہیں بتا دیتے۔"

"میرے اس ہوٹل میں ایسے آلات لگے ہوئے ہیں کہ اگر کوئی پانلا کر سکے کوئی اور غلط کام کرے تو اسے دیکھ لیا جاتا ہے۔" اس نے بتایا۔

"تب پھر۔ ہیرے کی پیوری کے وقت کسی کو کیوں نہیں دیکھا کیا۔"

کی بھی باری آئے گی۔"  
"اس کا طریقہ یہ نہیں ہے۔ آپ پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کرائیں۔ اور اپنے بیک کا اعتماد کریں۔ پولیس ٹھیک کرے۔ آپ کا ہیرا ٹھاٹش کر دے گی۔"

"میں یہ کر چکا ہوں۔" ڈینے نے مسکرا کر کہا۔

"آپ نے کیا کہا۔ آپ ایسا کر چکے ہیں۔"

"ہیں! کر چکا ہوں۔ لیکن ہیرا نہیں مل سکا۔ پولیس آن کی ذمے داری سے کام کب کرتی ہے۔ لہذا مجھے خود کو شش کرنا پڑتا ہے۔ پورے ایک کروڑ کا ہیرا ہے۔ اب میں کیا کروں۔"

"آپ یہ وار و اتنی چھوڑ دیں۔ ہیرا آپ کو ہم ٹھاٹش کر دے گی۔ شوکی نے کہا۔

"چلو یونہی سی۔"

"آپ کو جن دوستوں پر بیک ہے۔ ہمیں ان کے ہاتھ نوٹ کرو دیں۔ ان کی تصاویر بھی دے سکتیں تو اچھا ہے۔" ۸۳  
روز میں ہیرا ٹھاٹش کر دیں گے۔ لیکن شرط ایک ہے۔

"اور وہ کیا؟" ڈینے بولا۔

"یہ کہ ہیرا ان میں سے کسی ایک کے پاس ہو۔" "اس بات سے آپ بے گفرنیں۔ ہیرا میرے کی یہ کے علاوہ کوئی دوسرا تو چاہی نہیں سکتا تھا۔"

"آلات میں عین اس لمحے کوئی خرابی ہو گئی تھی۔ جو "وہ دن جا کر نمیک کروائی جا سکی۔ لیکن میں نے اس ملازم کو قادر آئے کامل لکھتے ہیں۔" -  
وہاں.... سزا کے طور پر۔ جس کی موجودگی میں خرابی ہوئی تھی۔" -  
"ہوں۔۔۔ ہیرا تھا کہاں۔" -

"میری جیب میں۔۔۔ دراصل اس روز اس کے کچھ گاہک تر اور بکھر تر۔" -  
والے تھے۔۔۔ اور انہیں دکھانے کے لئے میں نے جیب میں رکھا۔ "اس کا یہاں ضرور میرب رجسٹریٹ میں درج ہو گا۔۔۔ لیکن میں نہیں تھا۔" -  
"اس پتے پر ہوں گے کا یا نہیں۔" -

"ہوں! اگر ہم آپ کا وہ ہیرا ٹلاش کر دیں تو آپ اہل کام انعام دیں گے۔" -  
"ہماں میں دے دیں اور اپنے ڈرائیور سے کہیں۔۔۔ ہمیں وہاں اٹھک اس لئے کہ ہمارے پاس ٹکسی کے پیسے دینے کے لئے اس ہے۔۔۔ اور آپ ہمیں ایڈوائیس کیوں دینے لگے۔" -

"غرض کیا ہم ہوٹل کی ملازمت کرنا پسند نہ کریں تو۔" -  
"اس صورت میں ایک ہزار ڈالر دوں گا۔" -

"کیا بات کرتے ہیں۔۔۔ ایک کروڑ ڈالر کا ہیرا ہے۔" -  
"تو کیا ہوا۔۔۔ صرف ٹلاش کر کے دو گے نا۔۔۔ اتنے سے کام لائیں ہیں۔" -

"اہ! نمیک ہے۔۔۔ میں ابھی ڈرائیور کو بلاتا ہوں۔" -

"سوری! اس بھاؤ ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔" - شوکی نے مٹھا لایا۔  
"اٹھا دو ہزار۔" -

"کیا خیال ہے بھتی۔۔۔ یہ کام کروالا جائے۔" -  
"ہاں نمیک ہے۔" -

لہا گھم نہیں کی تھی۔

"نہیں۔" اس نے بتایا۔

"بیس تو پھر آپ کا ہمارا ای سے ملے گا۔"

"لیا واقعی؟"

"ہاں! انہوں نے کہا۔

"وہ دار اگر آپ کو دیجے جائیں تو کیا اس صورت بات  
لیں گے آپ۔"

"سب پھر۔"

"تم لوگ دیں تمہوں وہ فرار نہ ہو جائے۔ میں آ رہا  
کے تم مجھے۔"

"لیکن آپ اس سے کوئی سختی نہیں کریں گے۔"

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔" ذیلی نے کہا۔

"وہ دیں کھڑے رہے۔ جلد ہی ذیلی دوسری کار میں وہاں پہنچ  
اک اس کے دروازے پر پھر دستک دی گئی۔ جو نہیں دروازہ کھلا۔

اس کے دستے لٹکا۔

"لیکن آپ۔"

"الہ الہ میں۔ ان لوگوں نے ابھی تم سے ملاقات کی تھی۔"

اک نام لے ان سے بات چیت کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر کیوں۔

"تم کام کی بات کرو۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"آپ اس شخص کو گرفتار کروائیں۔ پلیس لے اے۔"

"ہاں تھی کیا بات ہے؟"

"آپ سے کچھ باتیں کرنے کے لیے آئے ہیں۔"

"میں فارغ نہیں۔ پھر کسی وقت آئیے گا۔" اس نے کہا۔

میں کہا۔

"وہ دار اگر آپ کو دیجے جائیں تو کیا اس صورت بات  
لیں گے آپ۔"

"سوڈا روٹ بھی نہیں۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"اچھا ہزار ڈالر۔" شوکی بولا۔

"دیاغ تو نہیں چل گیا۔ صرف بات چیت کرنے کا ہزار ڈالر۔"

"ہاں دیں گے۔ آپ بات کرنے کے لیے تارہیں باہمیں۔"

"نہیں۔" اس نے سخت لیجے میں کہا۔

"وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ پھر شوکی نے کہا۔

"اکو بھی چلیں۔"

باہر نکل کر وہ کار میں بیٹھ گئے۔ کار میں فون ہو چکا۔

"لیکن آپ۔"

نے فوراً ذیلی سے رابطہ کیا۔

"بیلوڈین۔ یہ آپ کا نام کیا ہے؟"

"تم کام کی بات کرو۔" اس نے بھنا کر کہا۔

"آپ اس شخص کو گرفتار کروائیں۔ پلیس لے اے۔"

ہیں۔"

"میں اس وقت بہت مصروف تھا۔"

"ابھی پندرہ دن کی تو بات ہے۔ جب مجھے لازم سے فارغ کو تیار ہو یا نہیں۔"

"نہیں! مجھے کام بہت ہے۔"

"وکھوڑا۔ مجھے حتیٰ پر مجبور نہ کر۔ تم ان سے بات لو۔ اس میں تمسارا فائدہ ہے۔ ابھی تم ڈیٹ کو نہیں جانتے۔ اس

لجد سرو ہو گیا۔

"اچھا! پوچھو۔" اس نے جمل کر کما۔

"جس دن ڈیٹ کا ہیرا جھایا گیا۔ اس دن جاسوسی کے آلات خرابی ہو گئی اور یہ خرابی میں اس وقت ہوئی۔ جب ہیرا جھایا گیا۔"

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"لیکن اس سے پہلے کبھی آلات خراب ہوئے تھے۔"

"نہیں۔" اس نے کہا۔

"اور آلات اگلے دن تھیک ہوئے۔"

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"مشڑا۔ اب آپ کہاں کام کر رہے ہیں۔"

"کہیں بھی نہیں۔" اس نے کہا۔

"تو آپ اپ تک بے کار ہیں۔"

"ابھی پندرہ دن کی تو بات ہے۔ اب ان سے بات بیٹھ کر ایسا ہے۔ اس نے مذہبیا۔"

"میں نے پوچھا۔ آپ آج کل بے کار ہیں۔"

"اہ! ایسی بات ہے۔"

"بالکل بے کار یا کوئی کام کر رہے ہیں۔"

"ٹھیک۔ بالکل بے کار۔"

"ابھی آپ کہ رہے تھے۔ آپ بہت مصروف ہیں۔"

"انہیں دید تو میں گھر کا کام کر رہا تھا۔"

"لیکن گھر کے کاموں کی بنا پر کوئی کسی ملاقاتی کو یہ نہیں کہتا کہ

انہیں صرف ہوں۔"

"لیکن نہیں کہ سکتا۔" ڈالی نے بھنا کر کہا۔

"اچھا آپ اس وقت گھر کا کیا کام کر رہے تھے۔"

"ابھی اس عقال و غیرہ کا کام۔"

"آپ نے دیکھا۔ انہیں کوئی کام نہیں تھا۔ لیکن آپ کا کام

انہیں بات کرنے سے انکار کر دیا۔ آلات میں خرابی میں

انہیں۔ جب ہیرا جھایا جائے والا تھا۔۔۔ درد آلات اس آدمی

کی پر لیتے اور وہ پکڑا جاتا۔۔۔ لیکن بات ہے نا ڈیٹ۔"

"لیکن اس نے کھوئے کھوئے لجھے میں کہا۔"

"بیوڑا میرا دعویٰ ہے کہ اس وقت ہال میں اس کا کہنا موجود تھا..... اور اسی نے بیڑا چ لایا تھا.... اب یہ دونوں اس کی پکر میں ہوں گے۔" جب یہاں سے کسیں جانے کے قابل رہ جاؤ گے۔ "کیوں ڈالی..... یہ نمیک ہے یا غلط۔"

"پاکل غلط۔ بیڑے کی چوری سے میرا کوئی تعلق نہیں۔" اس طرح جاؤ گے پولیس اشیش۔ ڈین کا لجہ حد و درج سرد ہو۔ اب اس کے چہرے سے نرمی کے تمام اثرات ختم ہو گئے۔ تو پھر ہمیں اس گھر کی خلاشی لینے کی اجازت دے دے۔" "اوہ بدمخاش نظر آئے گا۔ آنکھوں میں خون اتر آیا۔ ڈالی تو ہرگز نہیں۔ تھارا تعلق پولیس سے نہیں ہے۔" اب اکر رہ گیا۔ خود ان کا بھی مارے حیرت کے برائی حال تھا۔ ڈین طرح خلاشی لے سکتے ہو۔"

"تو پھر ابھی پولیس کو بلایتے ہیں۔" "ہاں نمیک ہے۔ میں رپورٹ میں اب ڈالی کا ہدایہ کر دیوں گے۔" "میکر کے کام ہے۔" میکر اس معاملے کی دیکھ بھال خود کر لیں گے۔

"کہا کہاں ہے۔ پسلے تم یہ بتاؤ۔"

"بیڑے پاس کھاں۔ ان لوگوں کا اندازہ غلط ہے۔"

"میک ہے۔ تم لوگوں کا اندازہ پاکل نمیک ہے۔ اگر تم نے میرے تین بھی نہ بتایا تو تھارے جسم میں ان گھست سوراخ ہو جائیں۔ ایک طرف ہٹ جاؤ۔"

"مگر.... کیا آپ اس پر بخوبی کریں گے۔"

"تحوڑی بیت تو کرتا پڑے گی۔"

"من... نہیں.... مشرُوف ہیں۔ اگر آپ نے مجھے بازاں میں پولیس میں رپورٹ درج کراؤں گا۔" اپنے گلے کی آواز لرائی۔

"خوب ذیلی... چاقو نہ کھولو... بند کر دو۔"

"یہ لو کر دیا بنت... اب تاؤ۔"

"ان کے ساتھ اندر آئے اور انہوں نے ہیرا نکال کر ذیلی کو بے دیا۔

"میت خوب! جو کام پولیس نہیں کر سکی... میں نہیں کر سکا۔" "ہیرا میرے پاس نہیں ہے... مجھے تو صرف دس لاکھاں" "ان پہلے نے کردکھایا... آخر تم لوگ ہوٹل کی ملازمت کیوں نہیں کیا ہے؟" - ذیلی نے خوش ہو کر کہا۔  
دونوں کی پلاٹک تھی، لیکن مجھے ساتھ ملائے بغیر وہ کامیاب نہیں کئے تھے۔ لذا انہوں نے مجھے ساتھ ملایا اور میری مدد سے "شاید ہم کر بھی لیں۔ لیکن فی الحال تو ہم میر کرنے کے موڑ ملائیں۔ گھر سے میاحت کے لیے لٹکے ہیں۔"

"راٹور اور روشا کے پاس۔ تم تینوں کو ایک رات پہنچاؤں گا۔" "اور غالباً جیب لٹکے ہو۔" اس کے لمحے میں جھرت تھی۔ "یہ ہمارا شوق ہے۔ مان باپ پر بوجھ نہیں بختن۔ اسی طرح

لٹکتے رہتے ہیں اور آگے چلتے رہتے ہیں۔" "عنن۔ نہیں۔" - ڈالی لرز گیا۔  
اور پھر ذیلی راٹور اور روشا کے گھر پہنچا۔ وہ ایک رات کی بھت سماں ہے۔ ہوٹل کے کمرے میں جب تک چاہو رہ کتے ہو۔" -  
رہتے تھے... ذیلی کو دیکھ کر ان کے رجھ اڑ گئے۔ اس کے راستے پر ڈالی کو دیکھ کر تو ان کی شیعی گم ہو گئی۔ ذیلی نے اپسیں گرانی لیا۔  
"میت بہت شکریہ... لیکن ہمارا انعام۔"

"اُبھی ابھی دے دیتا ہوں۔"

لٹکتے ان تینوں کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ اور شوکی برادر ز اس کے ہوٹل پہنچا۔ انعام کی رقم ان کے حوالے کی اور پھر ایک بھت سے کمل۔

"اُنہیں میرے ساتھ والا کرہ دے دو۔"

"اُڑ کے سر۔" اس نے کما اور انہیں ساتھ لے کر اوپر کی طرف

"خوب ذیلی... چاقو نہ کھولو... بند کر دو۔"

"یہ لو کر دیا بنت... اب تاؤ۔"

"ان کے ساتھ اندر آئے اور انہوں نے ہیرا نکال کر ذیلی کو بے دیا۔

"میت خوب! جو کام پولیس نہیں کر سکی... میں نہیں کر سکا۔" "ہیرا میرے پاس نہیں ہے... مجھے تو صرف دس لاکھاں" "ان پہلے نے کردکھایا... آخر تم لوگ ہوٹل کی ملازمت کیوں نہیں کیا ہے؟" - ذیلی نے خوش ہو کر کہا۔  
دونوں کی پلاٹک تھی، لیکن مجھے ساتھ ملائے بغیر وہ کامیاب نہیں کئے تھے۔ لذا انہوں نے مجھے ساتھ ملایا اور میری مدد سے "شاید ہم کر بھی لیں۔ لیکن فی الحال تو ہم میر کرنے کے موڑ ملائیں۔ گھر سے میاحت کے لیے لٹکے ہیں۔"

"راٹور اور روشا کے پاس۔ تم تینوں کو ایک رات پہنچاؤں گا۔" "اور غالباً جیب لٹکے ہو۔" اس کے لمحے میں جھرت تھی۔ "یہ ہمارا شوق ہے۔ مان باپ پر بوجھ نہیں بختن۔ اسی طرح

لٹکتے رہتے ہیں اور آگے چلتے رہتے ہیں۔" "عنن۔ نہیں۔" - ڈالی لرز گیا۔  
اور پھر ذیلی راٹور اور روشا کے گھر پہنچا۔ وہ ایک رات کی بھت سماں ہے۔ ہوٹل کے کمرے میں جب تک چاہو رہ کتے ہو۔" -  
رہتے تھے... ذیلی کو دیکھ کر تو ان کی شیعی گم ہو گئی۔ ذیلی نے اپسیں گرانی لیا۔  
"میت بہت شکریہ... لیکن ہمارا انعام۔"

"اُبھی ابھی دے دیتا ہوں۔"

لٹکتے ان تینوں کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ اور شوکی برادر ز اس کے ہوٹل پہنچا۔ انعام کی رقم ان کے حوالے کی اور پھر ایک بھت سے کمل۔

"اُنہیں میرے ساتھ والا کرہ دے دو۔"

"اُڑ کے سر۔" اس نے کما اور انہیں ساتھ لے کر اوپر کی طرف

"ہیرا کمال ہے۔"

"تبت... تو... اس نے۔" راٹور نے کہتا ہوا۔

"ہاں! اس نے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"ہیرا بیس ہے... ہمارے پاس۔"

"چلو... نکلو۔"

چل پڑا۔

"کوئی ہمارا تعاقب کر رہا ہے۔" ایسے میں رفتہ نے کہا۔  
"کوئی بات نہیں.... پرواٹ کرو۔"

بھرا انسیں ان کے کمرے تک لے آیا۔ تالا کھولا، جانی ان۔  
حوالے کی اور واپس مزدگیا۔ وہ کمرے میں آگئے۔ دروازہ بند  
بند کر کے کمرے کو درست کرنے لگے۔ لیکن ابھی ایک منڈی  
نہیں گزرا ہو گا کہ دروازے پر دھک ہوتی۔

○☆○

طرف پرھا۔

## چار ارے

اس کے بعد پر پتی بندگی ہوتی تھی۔۔۔ پتی پر بھی خون نظر آ رہا

"یہ آپ کے پاؤں پر کیا ہوا؟"

"کوئی توکیلی چیز چیز کی تھی۔" اس نے من بھایا۔

"ہوں خوبی۔ مسٹر سوداہ۔ آپ کے ساتھی 2 گئے ہیں، اب  
آپ فرمائیں۔ آپ کے ساتھ کیا ہوا۔"

"ہاں ضرور کیوں نہیں۔۔۔ میں بیان کرتا ہوں۔۔۔ سچ اور ان  
لے ہادہ ساتھی۔۔۔ اس مکان میں آ کر چھپ گئے تھے۔۔۔ دروازے اندر  
سے بند کر لے گئے تھے۔۔۔ لیکن پھر ہوا یہ کہ بادشاہ کی فوج دہاں پہنچ  
گئی۔۔۔ اس نے مکان کے گرد گھیرا ڈال دیا۔۔۔ دروازہ کھول کر انہوں  
لے ان میں سے ایک کو گرفتار کر لیا۔۔۔ ان کے خیال میں سچ وہی  
لگ۔۔۔ لیکن وہ سچ نہیں یہوداہ تھا۔"

"ایسا کہا۔۔۔ یہوداہ تھا۔۔۔ یعنی وہ آپ تھے۔" ایسپکٹر کامران مرزا  
دھک سے رہ گئے۔

"نہیں..... وہ یہوداہ سکریوٹی تھے۔ میں دوسرا یہوداہ ہوں۔  
خداوند نے اس وقت اس کی ٹھلی تبدیل کر دی اور یہودہ سکریوٹی کی  
ٹھلی سچ جیسی ہو گئی..... اس بات سے انہوں نے دھوکا کھلایا اور  
اسے لے گئے سولی جس کو دی گئی۔ وہ یہوداہ تھا۔ سچ تو اپنا  
اپنے حواریوں کے ساتھ رہ گئے تھے۔ جنہیں اس مکان سے آمان،  
انہا لیا گیا۔ پھر ان میں سے ایک حواری اس میدان میں گیا جہا  
یہوداہ کو سولی دی گئی تھی۔ وہ اس کی لاش کو اتار کر لے آیا۔ اب  
اس مکان کے بجائے وہ ایک غار میں پھنس گئے۔ غار کا نام انہوں  
پتوں سے بن کر دیا۔ انہوں نے وہاں رہ کر پوری۔۔۔ ایک کتاب  
لکھی۔ جس میں تمام واقعات درج کئے گئے۔۔۔ پھر ان پارہ حواریوں  
خداوند نے یہ خوشخبری سنائی۔۔۔ کہ وہ سچ کو دوبارہ دنیا میں بیجے گی۔  
اس وقت ان لوگوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔۔۔ لہذا وہ اب اگر  
موت دے رہا ہے۔ اس کے بعد ان پر موت طاری ہو گئی۔۔۔ کہاں  
بھی اس غار میں رہ گئی۔۔۔ بعد میں اس غار میں کیا ہوا۔۔۔ ہماری اشے  
کس طرح اس غار کے ایک ٹھانے میں پنچھیں اور اس کتاب  
بنائی ہیں نہیں معلوم۔۔۔"

"وہ خاموش ہو گیا۔۔۔ اس کے ساتھی بتوں کی طرح پہنچے تھے۔  
آخر اسکریٹ کامران مرزا بولے۔۔۔

"آپ کا مطلب ہے۔۔۔ آپ حضرت عیینی کے وہی حاضر

ہیں۔۔۔

"ہاں!" اس نے کہا۔

"لیکن یہ غلط ہے۔۔۔ اسکریٹ کامران مرزا بولے۔

"یہ غلط ہے۔۔۔ کیا غلط ہے۔۔۔"

"آپ لوگ وہ نہیں ہو سکتے۔۔۔ اس نے کہ ان کے حواری تو  
بعد میں زندہ رہے تھے۔ انہوں نے ان واقعات کی کتابیں لکھی  
تھیں۔ توقا، مرقس، متی، برہماس وغیرہ تھے۔ اپنی اپنی کتاب لکھی  
تھی۔ پاں ان میں سے سات حواری ضرور لاپتا ہو گئے تھے۔ جن کا  
بعد میں کوئی پتا نہ چلا۔۔۔ اور پانچ حواریوں کے حالات مختلف ہیں کہ  
کتابیں لکھنے کے بعد وہ کہاں کہاں قوت ہوئے وغیرہ۔۔۔ پھر آپ کس  
لئے حواری ہو سکتے ہیں۔۔۔"

"صلی حواری ہم ہیں۔۔۔ ہم تمام بند ہو گئے تھے۔ لذا بعد میں  
بادا اور آدمیوں نے خود کو حواری کے طور پر مشہور کرایا ہو گیا۔۔۔ اور  
کتابیں لکھ ماری ہوں گی۔۔۔ ہمارے حواری ہونے کا سب سے بڑا  
ثبوت یہ ہے کہ اس وقت دنیا پر سچ نازل ہو چکے ہوں گے اور ہمیں  
لب ان کے پاس پہنچا ہے۔۔۔"

"یہ بات سختے میں آئی ہے کہ سچ کا نزول ہو چکا ہے۔۔۔ لیکن وہ  
کتابیں کوئی جھوٹا ہے۔۔۔"

"کام مطلب ہے۔۔۔ جھوٹا کیسے؟؟"

اب انسوں نے تیز تیز چلتا شروع کیا۔  
”ایک بات اور آپ لوگوں کے جھوٹے ہونے کا ثبوت“۔ اسکر  
کامران مرز نے بلند آواز میں کہا۔  
”اور وہ کیا؟“ وہ ایک دم مڑے۔

”حضرت عیسیٰ اور ان کے حواری اگر بزری میں باقی نہیں کرتے  
تھے۔ جب کہ آپ نے اب تک ہتنی ہاتھی بھی کی ہیں۔ اگر بزری  
میں کیا ہیں؟“

”اس لئے کہ بات تمہاری سمجھ میں آئے۔ ورنہ ہم عبرانی  
نہیں میں بھی بات کر سکتے ہیں۔“

”لیکن حضرت مسیح کے ساتھیوں کو اگر بزری کس طرح آگئی۔۔۔  
وہ اس ندانے میں ٹکرائیں جا سوئے تھے۔ یہ بات ہمیں خود آپ نے  
چالی ہے۔“

وہ پڑتے پڑتے رک گئے۔ اور ان کی طرف مڑے اور انسین گر  
گرد بکھنے لگے۔

”لیکن بات ہے۔۔۔ آپ لوگ ہمیں اس طرح کیوں دیکھ رہے  
ہیں؟“

”تم کون ہو؟“

”ہم تھا چکے ہیں۔ مسلمان ہیں۔“  
”اور ملنے تم نے عیسائیوں جیسے ہمارے کے ہیں۔“

”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کے نال  
ہونے کے پارے میں بہت وضاحت سے بتایا ہے۔ لہذا جن حالات  
میں انہیں آتا ہے۔۔۔ ابھی وہ حالات دنیا میں نظر نہیں آتے۔“  
”نہیں۔۔۔ تم قلط کرتے ہو۔۔۔ کیا ان کے بعد بھی دنیا میں تاکہ  
نے ثبوت کا دعویٰ کیا تھا؟“

”ہاں! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے۔۔۔ آپ ان کے چھ سال  
بعد دنیا میں تشریف لائے تھے۔۔۔ اور دنیا کو اسلام کی تبلیغ دی  
تھی۔۔۔ آج پوری دنیا میں مسلمان موجود ہیں۔۔۔ اگر آپ چھ دارال  
یمن تو آپ کو معلوم ہو گا۔۔۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے بعد ان کے کافی  
کی خبر دی تھی۔“

”نہیں! انسوں نے ایک کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔ اور ۱۵ سو  
چھ ہونے کا ثبوت بھی بھی ہے کہ مسیح کا نزول ہو چکا ہوا گا۔  
تک۔۔۔ ہم ابھی آبادی میں جا کر معلوم کرتے ہیں۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر فڑے ہوئے۔ وہ مکان سے باہر  
نکل آئے۔

”لیکن آپ لوگ بستی کی طرف جائے کے بجائے۔ اس مکان  
میں کیوں آگئے تھے؟“

”ہم دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔ یہ مکان اب تک موجود ہے بالآخر۔  
اس کو دیکھ کر ہمیں ایک انجانی سی خوشی ہوئی ہے۔“

"ہاں اس کی وجہ ہے..... اس وقت مسلمانوں کے لئے بینا بہت مشکل ہو گیا ہے"۔ وہ بولے۔  
 "ہم بستی کو چادریں دیں کہ تم لوگ مسلمان ہو"۔  
 "اور ہم انہیں چادریں گے کہ تم لوگ جھوٹے ہو"۔ ہمارے ساتھ اگریزی میں ہاتھیت کرتے رہے ہو"۔ اسپنڈ کامران مزا مسکرائے

"لیکن ارادے ہیں دوستو"۔  
 "ہم تم لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ رکھنا نہیں چاہتے..... اس مکان میں تم لوگوں کو بند کر دیتے ہیں..... اس طرف کوئی نہیں آئے گا۔ لہذا تم بھوکے پیاسے اس مکان میں ایڑیاں رکھو رکھ کر مر جاؤ گے"۔  
 "لیکن یہ سارا چکر کیا ہے"۔  
 "ہم کچھ لوگوں کے سامنے ان تابوتوں سے اٹھ کر ہاہر آتا چاہتے تھے۔ مگر ہماری کمائی آن کی ان میں مشور ہو جائے اور لوگ ہمیں کا کے پاس پہنچا دیں اور اس کمائی میں حقیقت کا رنگ بھر جائے"۔  
 "تو پھر... اب کیا پروگرام ہے"۔  
 "اب ہمارا کوئی ساختی..... کچھ سیر کرنے والوں کو غار کے آگے نکالنے گا اور جو کام آپ لوگوں سے نہیں ہو سکا۔ ان سے ہو سکتا ہے"۔  
 "تو حضرت میسی کے نزول کا ذریما رچالا جا رہا ہے..... پوری دنیا ادا دیا جائیا ہے"۔  
 "اہ! ہم پوری دنیا کو الوبانے میں پوری طرح کامیاب ہو ہیں گے۔ تم دیکھ لیتے۔ لیکن نہیں۔ تم نہیں دیکھ سکو گے۔ تم تو اس مکان میں ہی مر جاؤ گے"۔  
 "تو آپ ہمیں دیکھنے کے لئے زندہ رہنے دیں"۔ آفتاب نے

مش بیانیا۔

"اک تم ہمارے پارے میں دوسروں کو چلتے ہجھو۔ کیا تم ساری باتوں پر یقین کرے نہ کرے۔ تمہارے مسلمان تو تسلیں لے والیں نہیں لگے گی.... اور تمہارا تو قصد یہیں ختم ہو رہا ہے۔"

"تمہارا مالک ہے۔"

اور پھر وہ مکان تک بھی گئے  
اندر داخل ہو جاؤ دوستے دیے کیس ہماری ملاقات انپکڑ  
ایسا فیروزے بھی ہوتی تو تم انہیں آپ لوگوں کے پارے میں بتا دیں  
بُولے

"اس کا مطلب ہے۔ ہمارا اندازہ درست ہے۔ ہم بت  
تھے۔ تم میں سے کوئی پارلی گار کے آخر تک ضرور آئے گی۔  
اور وہ مکان میں داخل ہو گئے۔ دردازہ باہر سے بند کر دیا گی۔  
اس کے چاروں طرف کھڑے ہو جاؤ۔" ان میں سے ایک نے

"ایسا ارادے ہیں استاد۔"

"بھی اس طرح تو یہ لوگ یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جائیں  
سکتے۔ یہ وہ نہ کہا۔"

"تو پھر۔" اس کے ساتھی بولے۔

"یہیں نہ ہم اس مکان کو آگ لگا دیں۔"  
"اس مکان کو۔ ہاں نجیک ہے۔ نہ ہو گا ہاں نہ پہنچے گی

"آپ کی مرضی۔" انہوں نے کہہ کے اپنکا نے

"ویسے تم لوگ کون ہو۔ کیا انپکڑ جسید ہو؟"

"اوارہ۔ تو یہاں تک معلومات یہیں تم لوگوں کو۔" وہ جان بُولے

"اس کا مطلب ہے۔ ہمارا اندازہ درست ہے۔ ہم بت

تھے۔ تم میں سے کوئی پارلی گار کے آخر تک ضرور آئے گی۔  
تم آئے گے ہو۔" یہ اور بات ہے کہ ہمارا اور لاما ناکام ہو گیا۔

"یہیں ہم انپکڑ جسید وغیرہ نہیں ہیں۔"

"تو پھر؟"

"انپکڑ کا مران مرزاق وغیرہ۔" وہ بولے۔

"ایک ہی بات ہے۔ ہمارے لئے تم دونوں ایک بھی ہے۔"

"انپکڑ جسید بھی اس غار تک ضرور آئیں گے۔"

"آتے رہیں۔" اس نے منہ بیانیا۔

"ویسے ہم پتھر کے صندوق کو دیکھ کر ہی سمجھے گے۔ اس  
ازھائی ہزار سال پرانا نہیں ہے۔ بلکہ ابھی چند ماہ پہلے تباہ کیا گی۔"

”تو پھر ادھر ادھر سے لکڑیاں جمع کر کے پڑوں اب یہاں کم سے لائیں۔“

”یہ حضرت سعی کے خواریوں کو کماں بھیجا گیا ہے بھلا۔“

”بیت المقدس جائیں گے۔ وہیں سعی سے ان کی ملاقات ہوں گے۔“

”بہت خوب۔ شکریہ۔“

اب انہوں نے بھی ایک گاڑی کرائے پر لی اور بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

”ایسا یہ لوگ پوری دنیا کو الونت میں کامیاب ہو جائیں گے اُن۔“

”پہلے بھی ایک بار ایسا ہو چکا ہے۔ اس بار تو یہ زیادہ تیاریوں ہوں گے۔ انپکٹر کامران مرزا بولے۔“

”میں جلد از جلد جا کر دوتوں پاٹیوں سے مل جانا چاہیے۔“

”لندن اور ایڈمز میں بولے۔“

”یہرے خیال میں وہ اب تک بیت المقدس میں پہنچ چکے ہوں گے۔“

”جب تو جلدی کریں۔“

”اب یہ بے چارہ گاڑی کو اڑا کر تو لے جائیں سکتا۔“ انہوں نے اپنے بیان۔

انہوں نے لکڑیاں ڈھیر کرنا شروع کر دیا۔ ادھر اپکڑا، مراز اور ان کے ساتھی ان کی کارروائی سے بے خبر تھے۔ ادا، تیاریوں میں مصروف تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ مکان کو ٹال کر سکتی۔ وہ باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اب ان کے ساتھ مناسب نہیں تھا۔ لہذا وہ ایک طرف چھپ گئے۔ یہودا اور ان ساتھی ٹال لگا کر چلے گئے۔ پھر انہوں نے اپنے ٹلنے تبدیل کیا۔ بستی کی طرف میل پڑے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو بارہ کے ارد گردان کر پوری بستی جتنی مٹا رہی تھی۔ وہ اچھل رہے تھے، کوہبے اور گارہے تھے۔ غالباً یہودا نے غار کی کمانی انسیں شاری تھے۔ دور کھڑے یہ مظہر دیکھتے رہے۔ پھر انہیں ایک بڑی گاڑی نیز کے بھیج دیا گیا۔ غالباً اس مقام کی طرف جماں اس وقت تھی موجود تھا۔

”اب ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے۔ ہم بھی ملتے ہیں۔“

”لیکن ہم کسی سے یہ تو معلوم کر سکتے ہیں کہ یہودا اور ادا ساتھیوں کو کماں بھیجا گیا ہے۔“ فرحت بولی۔

”ضرور کیوں نہیں۔“

الپکٹر کامران مرزا نے کہا اور پھر گزرتے ہوئے ایک بھر لے گئے بیان۔

"آپ فکر نہ کریں..... ہم ان لوگوں میں سے نہیں جو معمولی  
ہال سے پریشان ہو جاتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور یہ کیاں چل پڑیں..... چلدی ہی وہ ہوٹل شارن کے سامنے  
اکٹیں۔ ہوٹل واقعی شادر تھا۔

"بھی واہ..... مل خوش ہو گیا۔" اپنے کامران مرزا بولے۔

"بھی اور بھی ہو گا۔" ڈرامجور ہے۔

"اچھا اچھا..... دیکھ لیں گے۔ آپ نے اپنا فرض پورا کر دیا۔"  
اکٹیں۔

"آپ کے پاس زیادہ دولت تو نہیں ہے۔"

"کیا؟"

"س ہوٹل میں زیادہ دولت والا آدمی محفوظ نہیں رہتا۔"

"آپ ہم بمحض گئے۔ یہاں لوگوں کی جیسیں کاٹ لی جاتی ہیں۔"  
ہلکا جواب۔

"آپ فکر نہ کریں..... ہم زیادہ نقد رقم جیب میں رکھنے کے  
لیے نہیں۔"

"پھر یہ اچھی بات ہے۔"

مل ادا کر کے وہ ہوٹل میں داخل ہوئے۔ کوئی ملازم ان کی  
لذت پکائے۔ جس سے انہیں اندازہ ہو گیا کہ ہوٹل ظاہر میں بہت  
بہت ہوتے ہیں۔

"اور انہوں نے وہاں بچن کر کسی ہوٹل میں ڈیرہ جملایا ہوا۔"  
"کوئی بات نہیں۔ ہم اپنیں تلاش کر لیں گے۔"

ان کا سفر جاری رہا۔ آخر وہ بیت المقدس میں داخل ہو گئے۔

"آپ یہاں کے ہوٹلوں کے بارے میں تو کچھ نہیں یادتے ہیں  
گے۔"

"نہیں جاہب! اس کے لئے آپ کسی بھی ڈرائیور کی خدمت  
حاصل کریں۔"

"اچھی بات ہے۔ پھر ہمیں میں اتار دیں۔"

گاڑی والا اپنا کرایہ لے کر چلا گیا۔ انہوں نے ایک بھی

روکا۔

"یہاں کا سب سے اچھا ہوٹل کون سا ہے؟"

"ہوٹل شارن۔۔۔ میں اس ہوٹل کا مالک بہت بخوبی ہے۔  
ہے جناب۔"

"ہمیں ہوٹل کے مالک سے کیا یہاں۔" وہ مسکرائے۔

"تو میں آپ کو وہاں لے چلتا ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہ

"اور آپ مسکرائے کیوں؟"

"اس ہوٹل میں لوگ جاتے بھی ضرور ہیں۔۔۔ جا کر خوش  
بہت ہوتے ہیں۔۔۔ لیکن کبھی کبھی کوئی مسافر بہت پریشان ہیں۔۔۔  
ہے۔"

شاندار ہے۔ لیکن اس کی انتقامی بالکل ہے کار ہے۔ اور اب ذرا بھر کا مطلب سمجھے۔ لیکن وہ واپس نہ لوٹے۔ بلکہ کاڑیں کھڑے ہوئے۔

"کمرے ملیں گے۔"

"تی ضرور ملیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ دو کمروں والا سوت دے دیں۔"

"جی اچھا۔"

کرایہ ادا کرنے کے بعد انہوں نے ایک نظر ہال پر ڈال۔ کامران مراز کی نظریں ایک جگہ چپک کر رہے تھیں۔ وہ جلدی بولے۔

"تم اپنے کمرے میں بعد میں جائیں گے۔ پہلے یہاں ہاں کھانا کھائیں گے۔ آپ ہمارا یہ سامان اور پہنچوادیں۔"

"جی، بہتر۔" اس نے روکے انداز میں کہا۔

انہوں نے کوئی پرواہ کی اور ہال میں ایک میز کے پیشے پر آیا تو انہوں نے بلکہ سے کھانے کا آرڈر دیا۔

"آخر اس قدر جلد کھانا کھانے کی کیا ضرورت تھی؟"

بالکل۔ کیا آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہاں کا کھانا کیسا ہے۔" اُن نے حیران ہو کر۔ کیونکہ ان سب کی یہ عادت تھی کہ جب ان کھانا کھا لیتے تھے۔ تو پھر دربارہ کھانے کے وقت پر ان کے اس

تھے۔ درمیان میں کھانا نہیں کھاتے تھے۔

"یہ بات نہیں ہے۔" وہ سکرائے۔ بھروسہ انداز میں۔

"آپ بہت زیادست طریقے سے سکرا رہے ہیں، کوئی خاص بات ہے۔"

"ہاں! بہت سے بھی زیادہ خاص۔"

"اور وو کیا؟"

"ہاں من نظریں دوڑا لو۔" انہوں نے کہا۔

انہوں نے ہال کے لوگوں کو نظر بھر کر دیکھا۔ پھر سب سے پہلے انہوں کے منہ سے لکھا۔

"اے! اے! اے! اے! کہتے ہی اس نے اپنی نظریں واپس لوٹا لیں۔"

"او! فرجت نے بھی حیرت زدہ انداز میں کہا۔"

"اے! اے! آلتاپ بولا۔"

"اپ تو مجھے بھی کہتا ہو گا اے!" منور علی خان بولے۔

"یہ سب مل کر بننے چار اے!"

ایک کوڑا نے انہیں پوچھا دیا۔

○☆○

کہتے ہیں ہونے والی بات چیت آسانی سے سن سکتا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر  
بھروسے نے واپس آ کر بات چیت انہیں سنادی۔

”لیکن اب شوکی برادر اس سے انعام حاصل کریں گے۔۔۔ اور  
یہی فہرے گے بھی۔۔۔ میں سمجھ گیا۔۔۔ ان کی جسمیں خالی تھیں۔۔۔ وہ  
یہیں کسی کیوڑی یا عیسائی کی جیب صاف کرنے آئے تھے۔۔۔ لیکن پھر  
انہوں نے ہال میں ایک چوری ہوتے دیکھی۔۔۔ انہوں نے سوچا۔۔۔ کیوں  
نہ چور کو پکڑوا کر انعام حاصل کر لیا جائے۔۔۔ یہ چوری کرنے سے بہتر  
ہے گے کیونکہ اس طرح خطرہ نہیں رہ جاتا۔۔۔ محمود۔۔۔ تم سائے کی  
لیے ان کے ساتھ رہو۔۔۔ جب انہیں کرو دے دیا جائے گا۔۔۔ اس  
وقت تم ان سے ملاقات کریں گے۔۔۔“

اور جب ذیلہ نے انہیں کرو دے دیا تو وہ بھی انھیں کھڑے  
ہے۔۔۔ ان کے کمرے کے دروازے پر دستک دی گئی۔۔۔ جو نہیں دروازہ  
کھلا شکی تھے سخت لہجہ میں کہا۔

”خیدار! آپ لوگ جو بھی ہیں۔۔۔ ہاتھ اور انعاموں“۔۔۔

انہوں نے ہاتھ اور انعاموں سے دیکھا۔۔۔

”جیتنے جتاب۔۔۔ انعاموں سے ہاتھ“۔۔۔ قاروق نے فوراً کہا۔

”اے ہائی۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ یہ آواز تو اپنے قاروق بھائی کی ہے۔۔۔“

”ست۔۔۔ تو کیا۔۔۔ قاروق بھائی کسی اور کے بھی ہیں۔۔۔“ لمحن کے  
لپیٹ میں حرمت تھی۔

## بات چیت کا حصہ

”ارے۔۔۔ یہ تو شوکی ہے۔۔۔ انکے بھریدار کی قتل۔۔۔  
تعاقب میں محمود نے بھی دیکھا تو چچ بک اخدا۔۔۔“

”کیا!!!“ وہ دبی آواز میں ایک ساتھ یوں۔۔۔

”ہاں! لیکن یہ حضرت یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ دیے اب برا  
چور کو پکڑوا کیں گے۔۔۔ لیکن یہ نہیں جانتے۔۔۔“

”کیا نہیں جانتے۔۔۔ آپ تو ابھی انہی یہاں آئے ہیں۔۔۔  
کیا جان گئے ہیں اس سے پہلے۔۔۔ قاروق نے بوکھلا کر کہا۔۔۔“

”میں بھاٹ پ چکا ہوں۔۔۔ یہاں چوریاں خود ہوئیں کامکے  
ہے۔۔۔ ابھی تم لوگ دیکھی ہو گے۔۔۔“

اور پھر انہوں نے وہ سارا کھیل اپنی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔  
تک کہ شوکی برادر کو ڈینے اپنے ساتھ اپنے دفتر میں لے گیا۔۔۔

”جاڑو محمود۔۔۔ تم ان کی گفتگو من کر آؤ۔۔۔“

”جو حکم۔۔۔“ اس نے کہا اور انھیں کھڑا ہوا۔۔۔

اس کے پاس سیاہ ہٹن نما آگہ تھا۔۔۔ اس کی مدد سے ”کیا“

"نہیں نہیں۔ آپ غلرنہ کریں۔ اس بار ہم آپ کو برابر کا  
صریح کرے گے۔"

"بے ابر کا حصہ! لیکن کس چیز میں۔" پروفیسر داؤد پھر بولے  
لیکن بات چیت کا حصہ۔"

"اوہ اپھلے میں سمجھ گیا۔ بات چیت کا حصہ ہائی۔....  
گئے کیا بات ہوئی۔ بات چیت کا حصہ۔"

"لیکن اگر یہ کوئی بات نہیں ہوتی تو پھر۔ آپ سمجھ کیا گئے  
تھے۔" خان رحمان نے منہ بنا کر کہا۔

"ذرا بعدی میں کچھ غلط سمجھ گیا تھا۔" پروفیسر داؤد مکارے  
ہوتے ہیں غلر کرنے کی کیا ضرورت۔ وہ آپ خود کرتے رہیں۔

"کیا چیز بھی۔" پروفیسر داؤد بے خیال کے عالم میں بولے  
لیکن بچھے گا۔" خان رحمان بولے۔

"ہم۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔" انہوں نے گھبرا کر کہا۔  
جبکی پہلے حالات۔" انپکٹر جشید نے گویا یاد دلایا۔

"اوہ ہاں! لیکن پہلے کون سنائے۔" شوکی بولا۔  
پہلے یہاں تم توگ منئے ہو۔... لذ اپنے تم ہی سناؤ گے۔"

"لی بھتو۔ تو پھر میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا  
خان نور نمائیت رحم کرنے والا ہے۔"

میں اس لئے دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی۔ ان سب  
لچک کر ایک "سرے کی طرف دیکھا۔

"علیک سلیک سے پہلے تو شروع نہ ہو جاؤ۔" انپکٹر جشید  
بُنا کر کہا۔

"اے ہاں! یہ تو ہم بھول ہی گئے۔" محمود بولا۔  
اور پھر انہوں نے ایک دوسرے سے نہ صرف ہاتھ مالے

بلکہ گلے بھی طلب رفت اور فرزانہ ایک دوسرے سے پٹ کری۔  
لیکن تیسرا پارٹی کا دور دور تک پتا نہیں۔" شوکی بولا۔

"وہ بھی جلد یہاں آئے گی۔ غلر نہ کرو۔" انپکٹر جشید۔  
خوش ہو کر کہا۔

"چلنے آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتے غلر۔ دیے بھی آپ  
ہوتے ہیں غلر کرنے کی کیا ضرورت۔ وہ آپ خود کرتے رہیں۔"

"کیا چیز بھی۔" پروفیسر داؤد بے خیال کے عالم میں بولے  
لی غلر۔ فرزانہ مکاری۔

"بھی یہاں نہیں۔ پہلے آرام سے بینچ کر ایک "سرے  
حالات سنتے ہیں۔... اس کے بعد گپ شپ لگائیں گے۔" انپکٹر جشید  
نے گھبرا کر کہا۔

"تو کیا آپ بھی ہمارے ساتھ گپ شپ لگائیں گے۔" خان  
کے لیے میں چیت تھی۔

"بھی تم ہیوں کو بولنے کا موقع کب دیتے ہو۔... ہم نے مدد  
من کر کام چلانے کی کوشش کریں گے۔"

"یہ کون ہو سکتا ہے۔ خان رحمان بولے۔

"ہو سکتا ہے نہیں۔ ہو سکتے ہیں۔ باہر ایک سے زادہ اپنکے کامران مرزا نے مکرا کر کر ہیں۔ فرزانہ بڑی بڑی۔

"کیا ہم پوزیشن نہ لے لیں۔"

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔"

خان رحمان نے اٹھ کر دوڑا زہ کھول دیا اور پھر سارے "عد ہو گئی۔ بڑے میاں تو بڑے میاں۔ چھوٹے میاں بھان میں۔ اپنی پارٹی کھٹی تھی۔ وہ بگرمی کا انتلاق بول اٹھا۔

سے ایک دوسرے کی طرف لے کر "بھتی واحد۔ مرزا آگیا۔ ملاقات ہو تو ایسی۔" آسف لے کر بھر بھرے۔

ابھری۔ "درست اخلاق بالکل غلط موقع پر بالکل درست جملہ بول گیا۔"

"لیکن یا میں تم کے ہوئے آم کی طرح نیک کیے پا۔" "آنکھ خال رکھنا بھتی۔ بالکل درست موقع پر بالکل غلط محدود بولا۔ قاروچ نے اسے ڈائیا۔

"اسے۔ خبردار۔ جو تم نے مجھے پکا ہوا آم کیا۔ آف۔" "ایسا کہا۔ دلاغ تو نہیں چل گیا۔" آفتاب نے اسے گھورا۔ بھنا کر کما۔ "ایسے من کچھے ہم حالات۔"

"لیجھ۔ ملاقات ابھی ہوئی نہیں۔ لڑنے پسلے گئے۔" "آپھا۔ جو من چکھے۔ اب ہمیں پھر سنادیں۔" آفتاب نے فرزانہ نے جمل کر کما۔

"غلط۔ بالکل غلط۔ ملاقات تو پسلے ہو چکنے ہے۔" "یاد میں مار بیٹھوں گا۔" اپنکے کامران مرزا نے جھلا کر کما۔

"بھتی یوں نہیں۔ پسلے ہم سب اطمینان سے بیٹھ جائے۔" "کے مار بیٹھیں گے اور کیا مار بیٹھیں گے۔" اشراق نے جیران پھر ایک دوسرے کے حالات سنتے ہیں۔ اس کے بعد گپٹا

"امت تیری کی۔" اپنکے کامران مرزا نے مت پہنچا۔

"آپ تینوں کا شکریہ..... کاش ہم کہ سکتے۔۔۔ آپ پانچوں کا  
مطلوب یہ کہ ہم بھی ان کی تائید کر دیں۔۔۔ اسپکٹر جشید  
اکام از کم مجھ سے تو یہ نہیں ہو گا۔۔۔ یہ تو کجا جائیں گے ہمارے  
کما۔۔۔ اسپکٹر کامران مرزا نے گھبرا کر کہل  
"بیرا بھی لکھی خیال ہے۔۔۔"

"تو ہماری الگ کرے میں بھی جاتے ہیں۔۔۔ ہم الگ۔۔۔ ہم  
حالت سن لیتے ہیں، سنا لیتے ہیں۔۔۔ اسپکٹر کامران مرزا نے تجویز چیز  
کیا۔۔۔

"یہ فیک رہے گا۔۔۔ اسپکٹر جشید جلدی سے بولے۔۔۔

"اس طرح ہم بہت زیادہ سکون سے حالات سن سکتی گے۔۔۔"  
اور ہم بہت زیادہ اطمیناً سے پاؤں کے طوفان اٹھا سکتی گے۔۔۔

اہلی مسکرا یا۔۔۔  
بڑی پارٹی جلا کر اٹھی اور اندر رونی کرے میں چلی گئی۔۔۔ انہوں  
نے رہواںہ بھی اندر سے بند کر لیا۔۔۔

"چلو چھٹی ہوئی۔۔۔ بلکہ بیش ہو گئی۔۔۔ آفتاب نے خوش ہو کر  
کہا۔۔۔

"ہاں ہو تو گئی۔۔۔ لیکن۔۔۔ فاروق بڑھ دیا۔۔۔

"بے چارہ محمود۔۔۔ گیا اپنے سکریٹری کلام سے۔۔۔"  
لیکن کمال گیا۔۔۔ یہ بھی تباہ۔۔۔ محمود نے گھبرا کر  
"یہ تباہ ذرا مشکل ہے۔۔۔ سکریٹری کلام سے پوچھ کر تباہ۔۔۔  
"اب تم لوگوں سے کون مفرما رے۔۔۔ اسپکٹر جشید۔۔۔  
کما۔۔۔

"آپ تو ابھی سے چلانے لگے۔۔۔ ابھی تو ہم شہر کا  
ہوئے۔۔۔"

"اگر ابھی تم لوگ شروع بھی نہیں ہوئے۔۔۔ ہم اتنا  
سے دم دبا کر بھاگ لیتا چاہیے۔۔۔ تاکہ کہیں اور جا کر علاالت کرنے  
کے لئے پسلے آپ کو دموں کا انتقام کرنا پڑے گا۔۔۔  
نے صحیحہ لجھے میں کہا۔۔۔

"اور دموں کا ملتا اتنا آسان کام نہیں۔۔۔ یہ بھی تباہ کر  
کون ہی دم پسند کریں گے۔۔۔"

"تم لوگوں سے خدا سمجھے۔۔۔ بات کو کمال سے کمال سے  
ہو۔۔۔ پروفیسر واؤڈ نے۔۔۔"

"آپ اسے ہمارا کمال کہ سکتے ہیں۔۔۔ فاروق مسکرا۔۔۔  
حالات اور واقعات ہم بعد میں نہیں کے۔۔۔ پسے انہیں  
سن لیتے ہیں۔۔۔ خان رحمان بولے۔۔۔

"ہاں ذرا یہ ہیئت بھر لیں۔۔۔ منور علی خان مسکراتے

"لیکن کیا؟" آصف چونکا۔

"یہ بیش کچھ پچکی سی لگ رہی ہے۔"

"تو اور سنو۔ اب بیش بے چاری بھی پچکی کرنے کی ہے۔"

"کوئی جیلی ہے کہ پچکی لگے گی۔" آتاب نے براسانہ بنایا۔

"یہ اور کمی۔ جیلی پچکی ہوتی ہے۔" آصف نے اسے گھوڑا

"بھی میں نے تمثیل کے طور پر ایک بات کی ہے۔ تم حمل

کے طور پر دو کہ لو۔ گندو تو نہیں۔" آتاب نے گھبرا کر کہا۔

"تمثیل کے طور پر بات ضرور کرو۔ لیکن غلط تمثیل تو نہ رہ

قاروق نے جل کر کہا۔

"تمثیل تمثیل کی بات ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ وقت وقت کی

بات ہے۔" آتاب بولا۔

"پاکل ہو گئے ہو۔ اب تمثیل کو وقت کے ساتھ ملا دا۔"

"کوئی تک۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"اچھا تو پھر اب تم کوئی تک کی بات شروع کرو۔"

"لیکن کیا شروع کریں۔ مرا نہیں آ رہا۔" جب تک بہت

والے نہ ہو۔ سب کچھ پھس پھسا سا گلتا ہے۔"

"تو پھر چلو۔ بہوں کے ساتھ مل بیٹھیں۔ ان کی مان لیں۔

پہلے خاموشی سے حالات سن لیں، پھر اپنی بات شروع کر لیں گے۔"

"اپنی بات نہیں۔ اپنی باتیں۔ ایک بات سے ہمارا کیا ہے۔"

ابت گا۔" مکھن 2 گھبرا کر کہا۔

"اور کیا۔ تمہارا بیٹھ تو بھرے گا سو باتوں سے۔" فrust

خدا۔

"اپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔" مکھن بولا۔ اور سب

بنے گے۔

"اکی۔ یوں مزہ نہیں آئے گا۔"

"اخروی کرے کے دعاۓ پر آئے۔ محمود نے اپنے

کھوس اداز میں دلک وی۔

"وب کیا ہے؟" اندر سے اپنکا کامران مرزا نے جلا کر پلٹ

کاہل میں کہا۔

"ایجاداں! مرا نہیں آ رہا۔"

"نہیں آ رہا تو ہم کیا کریں۔ ہم کوئی مزے کے ٹھیکیدار ہیں۔"

اپنکا جیش کی آواز سنائی وی۔

"ہمارا مطلب ہے۔ آپ لوگوں کے بغیر ہمیں باتوں میں مرا

کرنا آ رہا۔"

"اور ہم بات سمجھیدہ گفتگو کر رہے ہیں۔ جن میں تمہاری اوٹ

اک بالا کی کوئی سمجھائش نہیں ہے۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں۔ جب تک مکمل حالات نہیں سن لے

جاتے۔ ہنگ نہیں اڑائیں گے۔"

”دیکھو۔ پاک وعدہ کرنا۔“

”جی پاکل پاکا۔“

اور دروازہ کھل گیا۔ ایک بار پھر وہ سب کے ساتھ پہنچ کر سب سے پہلے شوکی براؤز نے حالات نائے۔ پھر اسپکٹر کامران نے اور آخر میں اسپکٹر جیہید نے۔

”سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔“

”سب سے پہلے تو ہم اس کتاب کا مطالعہ کرنا ہائجے ہیں۔ ہاکہ معلوم ہو سکے۔ آگے کس حتم کے حالات سامنے آئے۔ پھر ہم اپنا پروگرام طے کریں گے۔ یہ بات تھی ہے۔“  
سلام کے لئے دنیا کی سب سے بڑی سازش تیار کی گئی ہے۔ اس سازش میں پورا عالم اسلام الجہہ کیا ہے۔ مسلمان اپنے ایمان سے دھورہے ہیں۔ جب تک ہم اس پتوں والے جب کا کہ اتنا نہیں کر لیتے۔ اس وقت تک ہماری دال ہرگز نہیں گلے گی۔  
کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ ایک مسئلہ ہے۔ اس پار ایک ایسا مجرم ہمارے مقابلے پر ہے۔ جس نکتہ پر کوئی بھی پہچانے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ کوئی یہ نہیں کہ سکا کہ اس ایطال کو دیکھا ہوا ہے۔ یا سامنے آئے پر وہ اسے پہچان سکا۔ ایسے مجرم سے کوئی کس طرح مقابلہ کرے۔“ خان رحمن نے کہا۔  
”اے بعد میں دیکھیں گے۔ سب سے پہلے پتوں والے ہمیں پکڑ سکیں گے۔“

سلسلے کو دیکھنا ہو گا۔ اگر آہمان سے پتوں کی بارشوں کا سلسلہ بند ہو  
بلکہ تو اس صورت میں مسلمان کچھ سنبھل سکتے ہیں۔“  
”لیکن اس وقت تک تو شاید دنیا کے زیادہ تر اسلامی ملک یہاں  
وپر ہوں گے۔“

”ہم ایکن یہ لوگ دل سے یہاں نہیں ہو رہے ہیں۔ اگر ہم  
ہات کا پانس پلٹ دیں تو انہیں پھر سے اسلام کے جھنڈے کے نیچے  
لئے دیے نہیں گئے گی۔“

”سوال یہ ہے کہ ہم پتوں کی بارش کو کس طرح روک سکتے  
ہیں۔ پھر ہم اپنا پروگرام طے کریں گے۔“

”اس سوال کا جواب ہم پروفیسر صاحب سے پائیں گے۔“  
”ہم ضرور کیوں نہیں۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آخر کم  
لئے یہ سوال پوچھو گے۔ ان لوگوں نے کئی شاپ ٹاکوں کو کسی  
لئے اپنے کنٹول میں کر لیا ہے۔ لہذا یہ جہاں چاہتے ہیں۔۔۔ ان  
لئے کچھ پتھر رہا دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کہیں انہوں  
لئے کنٹول مرنے بھی بٹا ہے۔۔۔ اصل ضرورت اس مرکز کو تلاش کرنے  
لئے۔ اگر ہم اس مرکز کو تلاش کر لیتے ہیں تو پھر تم لوگوں اس مرکز  
اپنے دیکھا ہوا ہے۔ لیکن جب تک تلاش نہیں کر لیتے۔ اس مرکز کا  
لئے نہیں پکڑ سکیں گے۔“

”کوئی ہمیں اس مرکز کا سراغ نگانا ہو گا۔“

"اک سچ جائیں۔۔ شام تک وہاں رہیں۔۔ پھر اگلے دن  
بائیں۔۔ اس طرح چند دنوں میں پڑھ لیں گے"۔  
"لیکن وہاں اور بھی تو بے شمار لوگ پڑھنے والے موجود ہوتے  
ہیں۔۔"

"وہاں آپ کو کتاب کے اوراق نہیں سمجھنے پڑیں گے۔ تمام  
محلات کی فونو کالپین کو دیج ارتوں پر لگا دیا گیا ہے۔ آپ ایک سفے کے  
ہاتھ کھڑے ہو کر اس کو پڑھ لیں۔۔ پھر دوسرے کی طرف چلے  
جاؤں"۔

"اوہ! تب تو تمیک ہے۔۔ آپ ہمیں لاہوری تک جانے کا  
راہتہ بنا سکتے ہیں"۔

"وہاں آپ کو کسی ٹیکسی یا بڑی گاڑی کے ذریعے جانا ہو گا۔۔  
یہاں سے بہت فاصلہ ہے"۔

"اچھی بات ہے۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ"۔  
بہرا چلا گیا۔۔ وہ اسی وقت لاہوری جانے کے لئے تیار ہو  
گئے۔۔ اب ان سے منید انتظار نہیں ہو رہا تھا۔۔ ایک بڑی گاڑی  
اہلی کرائے پر لینا پڑی۔۔ گاڑی ڈرائیور سمیت لی گئی۔۔ کیونکہ انہیں  
راہتے نہیں آتے تھے۔۔

اور پھر وہ لاہوری پہنچ کر کتاب کا مطالعہ کرنے لگے۔۔ ہزارا  
لیکن ایک ہی وقت میں کتاب کو پڑھ رہے تھے۔۔ اس کتاب میں اتم

"ہاں! اور مرکز کا پتا ہمیں ابھال کے علاوہ شاید کوئی ز  
نکے"۔

"مطلوب یہ کہ ہمیں پڑھنے میلے ہوں گے۔۔ سرانگ لگانا ہوا"۔  
"تب سے پہلے اس کتاب کا مطالعہ کرنا ہو گا"۔

"تو پھر تمیک ہے۔۔ کل ہم کتاب حاصل کر لیں گے۔۔  
تک تک۔۔ اس کتاب کی کالپنیاں تیار کر دی گئی ہوں گی اور آسمان۔۔  
جاتی ہوں گی"۔

"یہ بات معلوم کرنا ہو گی۔۔ ذرا گھٹنی بھجانا"۔  
آسف نے گھٹنی بھادی۔۔ ایک منٹ بعد ہی بہرا اندر آپ  
"بھی فرمائیے"۔

"آپ سے چند پاسیں پوچھیں گے ہم۔۔ آپ جواب دیں گے"۔  
"اگر مجھے معلوم ہوئیں تو ضرور بھاوس گا"۔

"دنیا کے بہ سے طویل غار سے جو اڑھائی ہزار سال پہلے  
کتاب ملی ہے۔۔ کیا اب اس کی کالپنی عام مل جاتی ہے"۔  
"بھی نہیں۔۔ اس کی کچھ کالپنیاں تیار کرائی گئی ہیں۔۔  
لاہوریوں میں رکھ دی گئی ہیں۔۔ دیں جا کر پڑھنا پڑتی ہیں"۔

"گویا ہم کتاب یہاں نہیں لا سکتے"۔  
"بھی نہیں"۔۔ اس نے کہا۔  
"لیکن وہاں رہ کر کوئی کب تک پڑھ سکتا ہے"۔

ترین پائیں وہی حصیں۔ جو وہ پہلے ہی اخبارات میں پڑھ پچائے تھے  
تاریخوں کے اعتبارے سے یہ کتاب آج سے اٹھائی ہزار سال پرانی  
تھی۔ اور گواہ اس وقت حضرت عیینی علیہ السلام کا نزول ہو پہنچا  
اس کتاب کی سب سے بڑی پیش گوئی یہ تھیک ہو لوگ تھی میں پہلے  
کے ذہب پر فیض ہوں گے، ان پر آسمان سے پھیلوں کی بارش ہے اُلیٰ  
جو لوگ ان کے ذہب پر آ جائیں گے۔ وہ پھیلوں کی بارش سے  
پال فیض جائیں گے۔ یہاں تک کہ پوری دنیا میں صرف اور صرف اس  
ذہب ہو گا۔ کوئی ایک بھی ایسا نہیں طے گا۔ جو اس ذہب کا  
 والا نہ ہو گا۔ کیونکہ ایسا ہوا تو وہ پھیلوں کی بارش سے نہ فائدہ  
گا۔ اس کے بعد حضرت عیینی علیہ اسلام وفات پا جائیں گے اور  
بیت المقدس میں دفن کر دیا جائے گا۔

پوری کتاب کے مطالعے کے بعد جو وہ لا جبری سے کی  
سورج غروب ہو پکا تھا۔ وہ اپنے ہوٹل پہنچے۔ کرے کا دروازہ  
تھا کہ وہ وہک سے رہ گئے۔

○☆○

جلد ہی ایک برا وہاں آگیا۔

”یہ سب کیا ہے بھائی؟“

”بھی کیا مطلب؟“۔ اس نے چوک کر کہا ”پھر اندر کی حالت دیکھے  
کر دھک سے رہ گیا۔

”یہ..... یہ تو کسی چور کا کام لگتا ہے۔“

”ڈینے کو بلا کر لا سیں۔ یہ خاص کرو انہوں نے ہی ہمیں دعا  
تھا۔“۔ شوکی نے بر اسامدہ بنایا۔

”لیں سو سو یہ تو ہے۔“۔ اس نے کہا اور چلا گیا۔

جلد ہی ڈینے وہاں آگیا۔ اس نے بھی حیران ہو کر اندر دیکھا۔

"ہم کرے کی چالی کاؤنٹر دے کر گئے تھے۔"

"میں کلر کو ملا آ ہوں۔" یہ کہ کہ اس نے فون کا رسی  
الٹھایا اور کلر کو اپر آئے کا لیے کیا۔ کلر نے اپر آ کر اس  
زیادہ حرمت کا انعام کیا۔

"آخر چانپ کے بغیر کسی نے دروازہ کس طرح کھول لایا۔  
کہ تالا توڑا نہیں گیا۔"

"ماہر چور ابھے سے ابھے تالے کھول لیتے ہیں۔ یہ (7)

"مطلوب یہ کہ آپ کا ہوش محفوظ چک نہیں ہے۔"

"جاتا! پورے بیت المقدس میں کوئی دکان، کوئی گمراہ اس  
محض محفوظ نہیں ہے۔ آپ نہیں جانتے۔ یہاں چوروں کا رہا  
ہے۔"

"خوب۔ اب جان گئے ہیں۔ اب ہم ان چوروں سے نہ  
اچھی طرح بیٹ لیں گے۔"

"کیا کہا۔ آپ جب لیں گے۔ چوروں سے۔" ڈڑ کے  
میں حرمت تھی۔ پھر وہ نور سے اچھا۔ اس کی آنکھوں میں جیسا  
حرمت جھاکتے تھی۔

"کیا ہوا۔ خرچا ہے۔"

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کہہ تو میں نے دیا تھا۔ آپ لوگوں کی  
ذلیفورا بولنا۔

"آپ کے ساتھ اتنے بہت سارے لوگ کہاں سے آگئے۔"  
"اے اچھا۔ تو یہ بات ہے۔۔۔ انہوں نے اپنے لے الگ کرے  
لے ہیں۔ لیکن یہ ہمارے دوست ہیں۔۔۔ ہم سے بعد میں ہمال آئے  
اور ہمال ملائکت ہو گئی۔۔۔ اس لئے ہم ایک ساتھ باہر پڑے گئے تھے۔۔۔  
اور ابھی ہم نے ان کے والے کرے تو دیکھے بھی نہیں۔۔۔ شوکی نے  
بلدی جلدی کہا۔

پھر دوسرے کرے کھول کر دیکھے گئے۔ ان کی حالت بھی وہی  
تھی۔ کوئا کسی نے ان کی بے درودی سے ٹھائی لی تھی۔

"بہت اطمینان سے ٹھائی لی گئی ہے۔" اسکل جمیلہ سکرانے  
ہم آئے بھی تو کسی کھٹے بعد ہیں۔" اسکل کامران مردا  
سکرانے

"اور یہ بات یہاں صرف ایک آدمی کو معلوم تھی کہ ہم بہت  
اور بعد آئیں گے۔۔۔ کیوں مشر".۔۔ شوکی نے اس بھرے کو گھوڑا۔ جس  
سے وہ کتاب کے پارے میں معلومات لے کر گئے تھے۔

"می۔۔۔ کیا مطلب؟" بھرے نے گھبرا کر کہا۔  
"مشر ڈیٹ۔۔۔ کیا ہم نے آپ کے ساتھ کوئی براہی کی ہے۔"

شوکی نے شکایت بھرے لئے میں کہا۔  
"نہیں تو۔۔۔ آپ لوگوں نے تو میرا ہیرا ٹھاٹش کر کے دتا ہے۔"

"ہمارے نیویک ہی تک آیا۔ اب آپ اسے پولیس کے حوالے کر دیں۔"

"یہ احتقان ایک بوڑھی ماں کا اکیلا بیٹا ہے۔ وہ بورو کے مر بلے گی۔ میں اسے تو کری سے نکال دتا ہوں۔" یہ سزا اس کے لئے بت کافی ہو گی۔"

"چلے یو نی سی۔" انپکڑ جشید بولے  
ہر جائے لگا۔

"یک منٹ نصو بھئی۔" ایسے میں انپکڑ کامران مزابولے۔  
وہ جاتے جاتے رک گیا۔ اور ان کی طرف مژا۔  
"تھی فرمائیے۔"

"تمہارا نام کیا ہے۔"

"میں ... میں میلان ہوں۔"

"اپنے کاغذات تو دکھاؤ۔" وہ سرو آواز میں بولے  
"تھی اکیا مطلب؟"

"میں نے کہا ہے۔ اپنے کاغذات دکھاؤ۔"

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔" ڈیٹ بولا۔

"بھی چاتے ہیں۔ اس سے کہیں۔ کاغذات دکھائے۔"

"دکھاؤ کاغذات۔" ... بولا۔

میلان نے اپنے کاغذات نکال کر دکھائے۔ ان پر اس کا نام

"تب پھر یہ آپ نے کیوں کرایا۔"

"میا کہا۔" یہ کام میں نے کرایا ہے۔"

"آپ کی مرضی کے بغیر اتنی لمبی چزوی حلائی کس میں  
سکتی ہے۔"

"آپ غلط فہمی کا شکار ہیں۔" ہم اس بھرے سے ہیں۔  
"یہ کہ کر قیڈ اس کی طرف مڑا اور سرو آواز میں بولا۔"

"ہاں! تو تمہیں معلوم تھا۔" یہ لوگ بہت دیر کے لئے  
ہیں۔"

"ہاں جاتا! انہوں نے بتایا تھا کہ یہ وہ اڑھائی ہزار میل  
کتاب پڑھنے کے لئے جا رہے ہیں۔"

"تو تم نے ان کمروں پر ہاتھ صاف کرنے کا پروگرام بنایا۔"

"آپ میں اور کیا کرتے۔ آپ بہت تھوڑی تجوہ دیتے ہیں  
گزارنا نہیں ہوتا۔"

"میکوس نہ کر۔ تم نے کیا کچھ چھایا ہے۔"

"بھی بس۔ تھوڑی بہت چیزیں۔"

"جاؤ۔ اسی وقت وہ تمام چیزیں لے آؤ۔" ورنہ تمہارا  
بہت بھی اک ہو گا۔" ڈیٹ نے سرو آواز میں کہا۔

وہ فوراً چلا گیا۔ جلد ہی اس کی واپسی ہوئی اور ان کی جگہ  
کے سامنے ڈھیر کر دیں۔

واقعی میلان درج تھا۔ اسکر کامران مرزا نے اس کا نام دھانہ نوٹ کر لیا۔ اور کافیزات والیں کرتے ہوئے بولے۔

”مگری! اب تم جاسکتے ہو۔“  
وہ چلا گیا۔

”حد ہو گئی۔ سزا گرفتی کروالوں کو مل رہی ہے۔ یا کہ آرام کے والوں کو۔“ فاروق نے اسے گھورا۔

”آپ نے یہ معلومات کیوں نوٹ کیں؟“

”آرام کرنے والوں کو۔ کیونکہ ان حالات میں آرام کون کر سکتا ہے؟“

”بس یو شی۔ یہ ہماری عادت ہے۔ آپ کا بہت بھری۔“

”بھر تم گرفتی کر لو۔ ہم آرام کر لیتے ہیں۔“ آصف بولا۔

”کیا خیال ہے اس پارے میں۔“ شوکی بولا۔

”خود ہم تیار ہیں۔“ آصف نے فوراً کہا۔

”یہ ایک ڈراما تھا۔ ذمہ کے کتنے پر یہ سب کچھ ہوا ہے۔“

”میں! جس کے قسم جو کام لگا دیا۔ میں وہی کرے گا۔ ان کے لئے وہرے کام لگائے جائیں گے۔“

اصل مقصد صرف تلاشی لینا تھا۔ چوری کا تو بھانا بھایا گیا۔ ۱۹۷۲

”لیجے پھر ہم جل دیجے۔“ فاروق مکرایا۔

بعد میلان پھر ہوٹل میں آ جائے گا۔ ظاہر ہے۔۔۔ ہم یہاں کہہ رہیں گے۔“

انہوں نے سرہلا دیا۔ تینوں باہر نکل گئے۔ ان کے شفعتی پھر بھیدنے سرگوشی کی۔

آصف، محمود اور شوکی۔۔۔ تم تینوں ان کی گرفتاری کرو گے۔“

”میں کیا مطلب۔۔۔ گرفتاری پر گرفتاری۔“ محمود نے چونکہ کہا۔

”آج ہم اس کی گرفتاری کریں گے۔“ ضرور کوئی بات ملتی آئے گی۔“

”تو پھر گرفتاری کا کام فاروق، آتاب اور بخش کریں گے۔“

”ام اس بات کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں۔۔۔ لیکن اس کو شش ایسا بکار نکل ہوں گے۔۔۔ یہ اندانہ نہیں ہے۔“

اوک آرام کریں گے۔۔۔ اسکر جسید بولے۔

لے لے گئے اور دوسری اس کے تعاقب میں... ڈینہ کا رہائشی کمرہ  
البھٹکی برا درز والے کمرے کے ساتھ تھا۔ لیکن غالباً "اس کمرے  
تک بھی" وہ ٹھکل سے ہی سوتا ہو گا۔ کیونکہ انہوں نے تو ابھی تک  
"جاوہ" کے تو گرانی کرو گئے۔ اس کمرے میں بیٹھے بیٹھے تو گرانی  
نہیں ہو گی۔ فرزانہ نے منہ بھایا۔

الپکڑ جشید نے ٹام کے دروازے پر آہستہ انداز میں دھک  
دھک۔ ہوشی اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور  
"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" ساتھ ہی الپکڑ کامران مرزا نے دروازہ بند کر کے  
لگا کاری۔

"کیا مطلب؟" ٹام سنجھلنے کے بعد بھنا کر بولا۔

"مطلب کس بات کا پوچھ رہے ہیں آپ؟"۔ رفتہ بولی۔

"آپ لوگ کون ہیں... اور اس طرح اندر کیوں آتے ہیں؟"

"ہم ذرا یہ دیکھیں گے اس کمرے میں لگے آلات کے ذریعے کیا  
اپنے جاتے ہیں؟"۔ پروفیسر داؤڈ بولے۔

"یہاں کیا پہلی بار کے محالے کے بعد بات سمجھ میں نہیں  
لگتا۔ ٹام بولتا۔

"پوری طرح نہیں آئی تھی... اب ہم فرمت میں آئے ہیں  
اس لامکھل طور پر جائزہ لیں گے۔"

"لیکن... یہ بات جان لیں... آپ لوگوں کے یہاں آجائے کا  
لگا کاری جائے گا۔"

"چلو خیبر... یو نہی سی۔"۔ الپکڑ جشید بولے  
تو پھر کیا ہم بھی جائیں؟" شوکی نے کہا۔

"جاوہ کے تو گرانی کرو گے۔ اس کمرے میں بیٹھے بیٹھے تو گرانی  
نہیں ہو گی۔" فرزانہ نے منہ بھایا۔

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جج... جی ہاں! آپ تمیک کتی ہیں۔ میں تو اجازت مانگتا  
ہوں گا۔" اس نے دروازہ کھولا، انہوں نے اسے ایک دھکا دیا۔ اور

"جان بچانے کا اگر شوق ہوتا۔ تو گھر میں بیٹھتے ہمال کیوں  
نہ۔ فرحت نے منہ بنایا۔"

"ڈیٹ کے آنے کا وقت ہو چلا ہے۔۔۔ ڈیٹ یہاں ہر حالت میں  
لئے ہے۔ اس وقت آپ کے ساتھ کیا بنتے گی۔ آپ سوچ بھی  
لئے کجھے۔"

"خیر کوئی بات ہیں۔۔۔ ڈیٹ کے آنے پر تو سونپنے کے قابل ہو  
ہمیں گے۔"

"آپ کی مرضی۔۔۔ میں نے آپ کو پوری طرح خبوار کر دیا  
ہے۔۔۔ اب ڈیٹ مجھے کوئی اولاد نہیں دے سکیں گے۔"

"یہ مسٹر نیٹ کس کے لئے کام کر رہے ہیں۔۔۔  
اپنے۔۔۔ اور کس کے لئے کام کریں گے۔۔۔"

"اس ہوٹل کی جاسوسی کرنے کے لئے اتنے زبردست آلات کی  
فروخت ہرگز نہیں تھی۔۔۔ یہ آلات صرف ہوٹل کے لئے نہیں ہو  
سکتے۔۔۔"

"آپ خوب ہے۔۔۔ اور میں نے کب کہا ہے کہ یہ آلات صرف  
ہم کے لئے ہیں۔۔۔"

"آپ ہر وضاحت کر دتا پا رے۔۔۔ انپکٹر کامران مرزا مسکرائے  
وضاحت آپ کے ساتھی کریں گے۔۔۔ اس نے جمل کر کدا۔  
چھے نہیں۔۔۔ ہم ان کی وضاحت کا انتحار کر لیتے ہیں۔۔۔"

"پروا نیں۔۔۔ بلکہ ہم تو چاہتے ہیں۔۔۔ ہم چل جائے۔۔۔" اپنی  
کامران مرزا مسکرائے۔

"وہ کرے میں اور آگے آ گئے۔۔۔ اس وقت انہیں انداز  
ہوا۔۔۔ کہ وہ ہوٹل کے سب سے اہم کرے میں موجود ہیں۔۔۔ اب"

تمام آلات روشن تھے۔۔۔ گواہ کام کر رہے تھے۔  
"اڑے پاپ رے۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔" پروفیسر داؤ جنت  
زندہ انداز میں بو لے۔

"ہم کیا بات کہتے ہیں۔۔۔ ہم تو ان آلات کے معاملے میں کوئی  
ہیں۔۔۔ آپ تائیں۔۔۔ یہ کیا ہیں۔۔۔"

"یہ تو کسی سائنس دان کی تحریر گاہ ہے۔۔۔ جب کہ ہم اب تک  
صرف یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ اس کرے کے آلات کے ذریعہ  
ہوٹل کی جاسوسی کی جاتی ہے۔۔۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔۔۔"

"تو پھر؟" وہ ایک ساتھ بو لے۔  
"پہلے مجھے ان کا بغور معاشر کرنا ہو گا۔۔۔"

"اوہ اچھا۔۔۔ تو آپ کریں معاشر۔۔۔ ہم ایک طرف پہنچانے  
ہیں۔۔۔"

"اور مسٹر نام کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لیتے ہیں۔۔۔"  
"دیکھئے۔۔۔ آپ لوگ اپنے حق میں بہت برا کر رہے ہیں۔۔۔ الی  
وقت ہے۔۔۔ اس کرے سے نکل جائیں اور اپنی جان بچائیں۔۔۔"

"آپ کو اندازہ نہیں کہ آپ کس معاملے میں دھل اندازہ بولتا ہو ہیں کر رکھا تھا۔

"ہلا آپ بتائیے۔"

"اندازہ ہو جائے گا۔"

"ان آلات کو غور سے دیکھیں۔ ان آلات پر بے شمار بہن نظر

"جب اندازہ ہو گا تو اس وقت تم کمان سے نکل چکا ہو۔" اس کے۔ ہر بہن پر اگر زی کا کوئی حرف لکھا ہے۔۔۔ مثلاً یہ دیکھو پا

"یہ تمہارا اور کمان کا ذکر یہاں کہاں سے نکل آیا۔ آنکی کہاں۔"

یوں بھی گولہ بارود کا نامہ ہے۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔ "تیاں! ہم دیکھ رہے ہیں۔ آگے کئے۔"

"اب میں کچھ نہیں بولوں گا۔"

"یہ جان کر اور زیادہ خوشی ہوئی۔"

ایسے میں انہوں نے پروفیسر داؤڈ کی حیرت زدہ آواز سنی۔

"تم کا پلا حرف ہے۔۔۔ مثلاً P سے پاک لینٹ S سے سعودی

"اف مالک۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

ایسے 0 سے چاکا۔۔۔ اسی طرح دوسرے تمام عکون کے ناموں کے

"کیا ہم بھی آپ کے پاس آ جائیں۔۔۔ وہ دیکھنے کے لئے۔۔۔ ہم موجود ہیں۔۔۔ جن کے ناموں کی وضاحت صرف ایک حرف

آپ دیکھ رہے ہیں۔"

"ہاں! لیکن نام کو ساتھ لے آتا۔۔۔ ورنہ یہ قرار ہو جائے۔۔۔ نکالتا ہو جائے۔۔۔ مثلاً آئی سے اشارجہ بھی بتتا ہے۔۔۔ آڑیلہ

وہ بولے۔۔۔

"آپ نے یہ کیسے جان لیا کہ۔۔۔ یہ حضرت فراہم اور آرلیلڈ کے لئے آئی آر۔"

"یہ بات ہماری سمجھ میں آگئی۔۔۔ کہ یہاں ہر ملک کا ایک بہن

گے۔"

"تمہارے ساتھ رہ کر میں بھی تھوڑی بہت جا سوتی تھیں۔۔۔ مہال یہ ہے کہ یہ کیا ہے۔"

"ہر بہن کے ساتھ ایک چھوٹی سی سکرین ہے۔۔۔ اس سکرین پر

وہ پروفیسر داؤڈ کے گرد جمع ہو گئے۔۔۔ نام کو ایک باتھتے اور کچھ موٹے موٹے نقطے بنے ہوئے ہیں تا۔۔۔ ان

نھیں کے ساتھ باریک "نہیں بھی گئی ہیں۔"

"ہاں پاٹکل۔ تو پھر... ہمارے پلے تو اب بھی کچھ نہیں"

"پڑ جائے گا۔ لیکن یاری بنے گا کیا۔" انہوں نے اسے

انداز میں کہا۔

"جی کیا مطلب؟"

"یہ تمام آلات صرف ماذل ہیں.... نہوں کے طور پر اس کے پرے پر ایک طنزی مسکراہت تھی۔

مگئے... یہ اصل منصوبہ کماں بنایا گیا ہے۔ جانتے کی بات امر۔ تم وگوں کے ساتھی نیچے میرے کمرے کے سامنے گمراہی کرے گے۔

"اوہ! اب ہم سمجھے۔ یہ صرف ماذل ہیں۔ اصل کام جب کہ میں اندر ہی اندر یہاں آگیا ہوں۔ کیوں کیسی

ہیں۔"

"نہیں۔ اس قسم کا اصل پلان کسی خیریہ جگہ نہایم۔ بہت اپنی۔" وہ بولے۔

میں یہاں تو اپنی آسانی کے لئے اور اپنے خاص آدمیوں کو دکھانے کے لئے اسے تم لوگ اپنے آپ کو بہت چالاک سمجھتے ہو تا۔ یہ میں نے سمجھائے کے لئے یہ سب یہاں بنایا گیا ہے۔ تاکہ ان لوگوں کا ہواب دوا ہے۔ اب وہ جھٹے ساتھی میری گمراہی کس اصل جگہ لے جائے کی ضرورت نہ رہے۔"

"اوہ.... اوہ.... اوہ۔" ان کے منہ سے ایک ساتھ ٹککا۔ "اب ہمیں کیا پتا تھا۔ اس کمرے سے اس کمرے سے تک اندر ہی

میں اسی وقت کمرے میں ایک زوردار کٹکا ہوا۔

"ذکرِ راست بھی موجود ہے۔" انکلہ جشید نے پر اسامشہ بنایا۔

"خدا! اب تو ہماں ہل کیا تا۔ جاؤ۔ اپنے ان ساتھیوں کو بھی

○☆○

ہلاکت میں ایک ہی یار سب ہاتوں کی وضاحت کر دوں گا۔"

”لیکن آپ کو وضاحت کی ایسی کیا ضرورت تھیں آگئی۔“

”اب تم لوگوں کی ابھسن بھی تو دور کرنا تھی تھا۔“ اس لئے کہ

”عجیب شریف دشمن چیز ہمارا اتنا خیال کرتے ہیں ہے۔“

”آپ لوگوں نے دیکھا نہیں۔ میں نے شوکی برداری کے

کس قدر اچھا سلوک کیا۔“

”ہاں! یہ تو ہے۔ آپ ہمیں ان آلات میرا مطلب بے

آلات کے نمونے کے پارے میں جاتائیں۔“

”تو آپ اپنے باقی ساتھیوں کو نہیں بلا کیں گے۔“

”اگر آپ کہتے ہیں تو لے آتے ہیں۔“

”ہاں! ایک آدمی جا کر لے آئے۔ میں بار بار وضاحت

کروں گا۔“ اس نے مند بیایا۔

انسپکٹر جیشید نے اس کی طرف بخوبی دیکھا پھر بولے۔

”میں لے کر آتا ہوں۔“

”کوئی لے آئے۔ مجھے کوئی غرض نہیں۔“ وہ مسکراہے۔

انسپکٹر جیشید نے انسپکٹر کامران مرزا کی طرف دیکھا۔ یہ

رہے ہوں کہ:

”بمحظی میں آ رہا ہے کہ اس شخص کا پروگرام کیا ہے۔“

”کیا جائے۔“

”آپ کا پروگرام کیا ہے۔۔۔ ڈیٹی۔“

”ہم نے خوش ہو کر کہا۔

”ادھری پارٹی بھی آئے گی اور تیسرا بھی۔“ اس نے ہنس کر

لکھا۔

”لے آئیں ساتھیوں کو۔۔۔ دیکھا جائے گا۔“ انہوں

۔۔۔ پہنچنے میں کھیل رہا ہوں۔“

"کیا کہا۔ پاس۔ اور آپ کے پاس کا نام کیا ہے؟"  
"سنو گے تو ڈر جاؤ گے"۔

ای وقت پھر ایک پار کھلا ہوا..... دو دانہ کھل گیا اور ان  
آصف اور شوکی نظر آئے۔

"آئیے۔ آپ کا یہ انتظار تھا"۔

"لیکن ابھی ہمارے انکل رہتے ہیں"۔ فرحت بولی۔

"وہ بھی اسی راستے سے آئیں گے"۔ ڈینہ چنا۔

"بھی اپنا پروگرام تو جاؤ"۔

"چیزیں آپ کی مرخصی"۔

چند منٹ گزرنے پر بھی جب اپکل جمیل نے نزول فرمایا ہے۔ ان لوگوں کی  
پیشانی پر مل پڑ گئے۔

"اوہو..... یہ حضرت کمال رہ گئے"۔

"معلوم ہوتا ہے۔ راستے میں انک گئے"۔ قارون نے د  
ہتایا۔

"خیر کوئی بات نہیں.... ثام..... تم برآمدے کے راستے پا لے  
اس راستے سے واپس آؤ۔ راستے میں دیکھو۔ کہیں اپکل جمیل  
آتے ہیں یا نہیں"۔

"اوے کے سریں۔ ثام نے کما اور کمرے سے انکل گیا۔  
تمہاری دیر بعد پھر کھلا ہوا۔ ثام اندر آیا۔ تو اس کے ہمرا

رہب سے آوار تھے۔  
"کیا بات ہے؟"۔  
"اپکل جمیل کا دور دور ٹک پتا نہیں"۔  
"اوہ! یہ کیا ہوا؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔  
"اس میں اس قدر گھرانے کی کیا بات ہے"۔ ثام نے بھی گھرا  
رکھا۔

"اب میں حکم کی چیل کس طرح کروں گا۔ حکم تو یہ ہے کہ  
ان بک رو بھجا جائے"۔

"ہم سب کو بھجا جائے۔ یہیں کہاں بھجا جائے"۔  
"واہ۔ جمال حضرت سعیج نے نزول فرمایا ہے۔ ان لوگوں کی  
پیشانی پر مل پڑ گئے۔

"اوہ!!" ان کے مت سے ایک ساتھ نکلا۔

"تو پیر ان سب کو بیسچ دیں"۔

"سر ابطال سوال کریں گے۔ اپکل جمیل کہاں ہیں۔ تو میں  
لے اپ دوں گا"۔

"یہ تو واقعی پیشانی کی بات ہے"۔

"اگر انکی کوئی بات حقی تو ہمیں بتا دیتے۔ ہم میں سے کوئی  
مال بنتے کی کوشش تو نہ کرتا۔ اس لئے کہ ابطال سے ملنے کے ت  
کوئی بہت شوقیں ہیں"۔

"لیکن اب میں تو مشکل میں پہنچ گیا ہوں... اس کا کیا گز ہے"۔

"اس کا حل ہے ہمارے پاس... تم ابطال کا پروگرام میں دو... ہم اپنے ساتھی کو یہاں بلا لیتے ہیں"۔

"تو تم لوگ انہیں یہاں بala سکتے ہو"۔

"ہاں کیوں نہیں"۔

"تو پھر بلاو"۔ وہ جلدی سے بولا۔

"پہلے معلوم تھے... چکر کیا ہے"۔

"خود مجھے بھی نہیں معلوم... مجھ سے تو صرف اتنا کہا گیا تھا۔ میرے ہوٹل میں اسکلر جشید، اسکلر کامران مرزا نے کمرے کا دروازہ کھول کر درست الوکی آواز لکالی۔ جواب میں فوراً یہ الوکی آواز ثانی دی۔.... ہر اسکلر جشید کی شکل نظر آئی۔

"یہ آپ کے بغیر بہت اوسی محوس کر رہے ہیں... اس نے آپ کو ہلاک پڑا۔" مجموعہ مسکرا کر کہا۔

"میں نے تو سوچا تھا.... ان لوگوں کا پورا پروگرام جانتے کے بعد اپنی قدم اٹاؤں گا۔... ورنہ آپ لوگوں سے دور دور ہی رہوں گا"۔

"پروگرام تو خیر وہی اچھا تھا۔ لیکن اب کیا کریں.... ابطال کا گھبے کہ ہم سب کو ایک ساتھ ہی اس کے پاس بھیجا جائے۔ میں نے سوچا۔ موقع اچھا ہے۔... ابطال سے اس بھائے ملاقات ہو رہی ہے"۔

"شکل ہے"۔ اسکلر جشید مسکراتے

"اور یہ ہیڈ کوارٹر کماں ہے"۔

"ہم بت جلد جیسیں معلوم ہو جائے گا"۔

میں اسی وقت ٹرانسیسٹر پر اشارہ موصول ہوا۔... ذین فرداں طرح متوجہ ہو گیا۔

"لیں سر"۔ اس نے کانپ کر کہا۔

"یہ لوگ یہاں جمع ہو چکے ہیں ہا۔"

"لیں سر"۔

"تو پھر اسیں فوراً یہرے پاس کیوں نہیں بھیج رہے ہو"۔

"اسکلر جشید ان سے الگ تھے۔ ان کا انتظار ہے"۔ اس نے گھبرا کر کہا۔

"چھی بات ہے۔ جلد از جلد بھیجو"۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی بیٹ بڑھ گیا۔

"اب آپ لوگ میری کریں"۔ ذین نے درخواست کی۔

"اپنالے۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔ کہ کتنے شریف و شمنوں سے باہرا تھا۔ یہ کہ کہ اسکلر کامران مرزا نے کمرے کا دروازہ کھول کر درست الوکی آواز لکالی۔ جواب میں فوراً یہ الوکی آواز ثانی دی۔.... ہر اسکلر جشید کی شکل نظر آئی۔

"یہ آپ کے بغیر بہت اوسی محوس کر رہے ہیں... اس نے آپ کو ہلاک پڑا۔" مجموعہ مسکرا کر کہا۔

"اگلے کیا مطلب۔ کیا مشکل ہے؟"

"یہ کہ ابھال سے براہ راست ملاقات ہو جائے۔ ملاقات اور ہو گی بھی تو پرے میں رکر۔"

"خوب۔ یہ بعد کی بات ہے۔ فی الحال تو ہمیں جانا ہی چاہیے۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"وہ اندر آگئے۔ ڈینے حرمت نہ نظر آیا۔"

آپ کے چہرے پر حرمت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ا خیال تھا۔ ہمیں قابو کرنے کے سلسلے میں نہ جانے کتنے پانچ بیانات ہیں۔

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"ویسے کیا یہ پروگرام پہلے سے طے تھا؟" اسکر جیشید۔ پوچھا۔

"کون سے پروگرام کی بابت پوچھ رہے ہیں؟"

"ہمیں۔ ہمیں ابھال کے پاس بھیجنے کا۔"

"نہیں۔ مجھے تو آپ لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ جب ان پانچوں نے چور کو کھدا اور اپنیں میں اپنے میں لے گیا۔ اس وقت بھی مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔ یہ میں بعد میں بتایا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کے ساتھ اور کون وہ آکر ملنے والے ہیں۔"

"ٹھکریے۔ یہ ماؤں کیسا ہے۔ اس پر تمام ٹکوں کے ناموں کے پہلے ٹوٹ کیوں ہیں؟" اسکر جیشید پولے۔

"یہ ہاتھ آپ لوگوں کے جانے کی نہیں ہیں۔ آئیے اب میں آپ کو ہیڈ کوارٹر تک پہنچا دوں۔"

"تو کیا دہاں ابھال سے ملاقات ہو جائے گی؟"

"تھیں کچھ نہیں جانتے۔ مجھے تو صرف یہ معلوم ہے کہ یہاں بالل آپنے کوارٹر کیسے ہے۔ اور بس۔"

"اور اگر ہم آپ کے ساتھ جانے سے انکار کروں۔"

"تو آپ کو زیر دستی لے جیا جائے گا۔ میرے ایک اشارہ پر اس پورے ہوش کو پولیس اور فوج گھیر لے گی۔ تمہریے، میں دھکتا ہوں۔"

ان اخفاٹ کے ساتھ ہی اس نے ایک بیٹھنے والا دوڑا۔ فوراً ہی تیز اور اسیں الارم بجتے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے صرف ایک منٹ بعد ہوش کے ارد گرد فوج اور پولیس اس قدر تعداد میں نظر آئی کہ وہ بیان رہ گئے۔

"بیس یا اور کچھ۔" اسکر جیشید نے بیگب سے مجھے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" ذیہ نے چونک کر کہا۔

"یا اس فوج اور پولیس کے مل پر ہمیں ابھال کے ہیڈ کوارٹر لے جانا چاہئے ہو۔"

"بہت خوب... اتنا تو معلوم ہوا کہ اس بار بھی انشارج نے ہی  
امال کے خلاف ایک بھائیک سازش کی ہے"۔

"یہ مجھے نہیں معلوم... میں نے تو وہ باتیں بتائی ہیں... جو مجھے  
معلوم ہیں"۔

"اپھا مسٹر ڈیلی... اب ہم حرکت میں آتے ہیں... ہم ڈیلی کو اور ز  
مکن بائیس کے... تم اور تھماری فوج اور پولیس مل کر ہمیں لے  
بلائی کو شکش کرے"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی اسپلٹر جسید نے ڈیلی پر چھلاگ لگائی اور  
اس پر چھاپ بیٹھے۔ لیکن وہ ڈیلی کے پارے میں بھی قاطع ہی میں جلا  
تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ وہ سنبھل نہیں سکے گا... لیکن اس نے تو  
لیکن کسی گیند کی طرح اچھال ڈالا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ڈیلی بھی  
بیٹھ نہ رہ سکا۔ کیونکہ اچھٹے کے پیو جوہد اسپلٹر جسید بالکل سیدھے  
لکھ لظر آئے تھے۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں"۔ ڈیلی پر بیان ہو کر بولا۔

"اس کا؟" انسوں نے کہا اور پھر اس پر حملہ کر دیا۔ اس بار  
اہل نے ڈیلی کو اچھال پھینکا اور وہ کسی گیند کی طرح لڑکتا ہوا دیوار  
سے باٹ گرا۔ ساتھ ہی اس نے چھلاگ لگا دی اور سیدھا کھڑا ہو  
گا۔ اہل اس نے اپک کر ایک بیٹن دیا دیا۔  
ٹین دیلنے کے ساتھ ہی دروازے پر نزوردار دھک ہوئی۔ کسی

"نہیں۔ یہ لوگ تو صرف آپ کو فرار ہونے سے رکھنا  
چاہئے"۔

"اور لے کر جانے کے لئے کیا کرو گے"۔

"جو بھی کرنا پڑا۔ آخر اس گھنٹو کا محدود کیا ہے"۔

"اگر ہم جانے سے انکار کر دیں"۔

"کر کے دیکھ لیں"۔

"ہم تمہارے ساتھ آسانی سے جانے کے لئے تیار ہیں۔ پہلے  
پہلے یہ تباہیں۔ ابھال کا پروگرام کیا ہے"۔

"یہی تم کے ایک منسوبے میں تم لوگوں نے ہی میں  
کھلت دے کر ان کا مخصوصہ بری طرح ناکام بنا دیا تھا۔ اس عالی  
خوف ان کے ذہنوں پر اب تک ہے.... لہذا اب وہ ایک ناقابل غصہ  
غصہ کو لے کر آئے ہیں.... تاکہ تم اس کے مقابلے میں مرن اور  
صرف کھلت کھا سکو۔ ابھال کو آج تک کوئی کھلت نہیں۔  
سکا۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کو آج تک کوئی  
شیں دیکھا۔ یہاں تک کہ اس کی حکومت کے لوگوں کو بھی سدا  
نہیں ہے کہ ابھال کون ہے"۔

"کسی کو تو معلوم ہو گا"۔

"ہاں! صرف اور صرف ایک غصہ کے اور وہ ہے۔ اکابر  
صدر"۔

نے چلا کر کہا۔

”دروازہ کھول دو۔ درتہ توڑ دیا جائے گا۔“

انپکٹر جعید نے ایک اور چلا گفت لگائی اور ڈینے کو پکڑ لایا۔ اب وہ اس کا ہاتھ موڑے کھٹے تھے۔

”اگر اندر کوئی بھی آیا تو میں تمہارا بازو توڑ دوں گا۔ ہر ساری زندگی کام نہیں کر سکے گا۔۔۔ ساری دنیا کے ڈاکٹر مل کر ہی تمہارے بازو کو دوبارہ اس حالت میں نہیں لا سکتیں گے۔ اس لئے اسی پر یا زور توڑنے کا طریقہ ذرا مختلف ہے۔“

”کمرے سے باہر رہو۔۔۔ کوئی اندر نہ آئے۔۔۔ ہن قلطی سے دپ گیا تھا۔۔۔ ڈینے نے چلا کر کہا۔

وہ سکھ دینے کا سلسلہ بند ہو گیا۔

”اپ تم پولیس اور فوج کو بھی واپس بھیج دو۔۔۔ انہوں نے اس آواز سے کہا۔

”پولیس اور فوج واپس چلی جائے۔۔۔ ہن قلطی سے دپ تھا۔۔۔ اس نے جیخ کر کہا۔

”لیکن آپ ہمارے سامنے کیوں نہیں آ رہے۔۔۔ کہیں اندر لے گزیو تو نہیں ہے۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ میں کچھ مصائب سے بات چیت میں مصروف ہوں۔۔۔“

”اچھا شکریے۔۔۔ میں انپکٹر مور ہوں۔۔۔ آپ مجھے جانتے ہیں۔۔۔“

لیں۔۔۔“

”ہم انپکٹر مور۔۔۔ ہمارا سب تھیک ہے۔۔۔ شکریہ۔۔۔“

جانتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

”اب تو ہمرا بازو چھوڑ دیں۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ البتہ میں گرفت بھلی کے رہتا ہوں۔۔۔“ وہ بولے۔

”لیکن یہ مری جان لکھی جا رہی ہے۔۔۔“

”میں نے کہا تھا۔۔۔ گرفت بھلی کر رہا ہوں۔۔۔ انپکٹر کامران مرزا

”بہادر کا جائزہ لے لیں۔۔۔“

”لاؤ کے۔۔۔“ وہ بولے۔

لیکن انہوں نے دروازے کا رخ نہیں کیا۔ بلکہ جس راستے

سے فٹا اور سب دوسرے آئے تھے۔۔۔ اس طرح مڑے۔۔۔ دروازہ

خونکے کا طریقہ وہ اس وقت تک دیکھ پکے تھے۔۔۔ وہ ہمار سے ڈینے کے

لپٹے کرنے میں پہنچے اور بہادر کا جائزہ لیا۔۔۔ فوج اور پولیس جوں کی توں

بہادر تھی۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔۔ اوپر والے کمرے کے بہادر بھی

پہنچا۔۔۔ اور فوج پرستور موجود تھی۔۔۔ انہوں نے صرف قدموں کی آواز

پہاڑ کے بھیں یہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ کہ وہ جا رہے

ہیں۔۔۔ انپکٹر کامران مرزا مکرا دیئے اور پھر وہ تیزی سے اوپر آئے۔۔۔

لہذا جعید اسی طرح کھڑے تھے۔

”یہ دوگ دھوکا کر رہے ہیں۔۔۔ بہادر پولیس اور فوج موجود ہے۔۔۔“

انہوں نے دلی آواز میں کہا۔  
ڈینے کا رنگ اڑ گیا۔  
”مسٹر ڈینے! تم ہمیں دھوکا نہیں دے سکتے... اس کام کے لئے  
ابھال کو خود آتا پڑے گا۔“  
ڈینے کی حالت بہت بیری نظر آئے گی... اسپکٹر جشید نے گفت  
”جو نبی فوج اور پولیس نے دروازہ توڑنے کی کوشش کی۔  
تمہارے پانوں نوٹ جائیں گے... ہمارے ساتھ تو دیے بھی نہ سوچ  
نہیں ہو گا۔“

”آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟“ ڈینے نے بھنا کر کہا۔  
”یہ تو تم ہتاو گے... کہ تم چاہتے کیا ہو؟“  
”مسٹر ابھال ہی جانا سکیں گے... میں کچھ نہیں جانتا۔“  
”ہم ہیڈ کوارٹر جائیں گے ضرور۔ لیکن صرف تینیں رہنے  
کے۔ پوری فوج اور پولیس کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔“  
فوج اور پولیس یہ بات پہاپ پھیلی ہے کہ تمہارے ساتھ اللہ کے کی  
ہے... اس لئے... وہ تمہارے حکم کے خاتر ہیں۔ کیا تم یہ پولیس  
اور فن کے کوئی خاص آدی ہو؟“  
”میں پولیس چیف ہوں بے وقوف۔“ اس نے جلا کر کہا۔  
”مارے پاپ رہے۔ اور یہ ہوٹل۔“

”ہاں! یہ ہوٹل بھی میرا ہے۔ لیکن میں اس ہوٹل کے ذریعے  
لگی آنونی کام کرتا ہوں۔“  
”اور وہ ہیرے کی چوری۔“  
”ہاں وہ غلط نہیں تھی... دراصل بہت کم لوگ یہ بات جانتے  
ہیں کہ میں پولیس چیف ہوں۔“  
”اوہ اچھا۔“ وہ حیران رہ گئے  
”صرف پولیس کے خاص غاص لوگوں جانتے ہیں۔ اور میں  
کا ہدایات دتا ہوں۔“  
”اور مسٹر ابھال کا عمدہ کیا ہے؟“  
”مسٹر ابھال انتشار جہ کے صدر کے علاوہ کسی کو ہواب دہ نہیں  
کہتے۔ تم ملک کے عدے دادوں کو ہدایات ہیں کہ ابھال کے حکم کی  
راہ چل رہیں۔“  
”لیکن وہیں کس طرح پتا چلتا ہے۔ کہ بات مسٹر ابھال کر  
سے ہیں لا کوئی اوس۔ جب کہ ابھال کو آج تک کسی نے دیکھا  
یہیں۔“  
”ایرے مجھے نہیں معلوم۔“

آپ کو مسٹر ابھال کس طرح ہدایات دیتے ہیں۔ اگر ان کی  
ہدایات کی آواز کی لٹک کوئی اور کڑا لے۔ تو آپ کو کیا پاٹے

"اب ان دونوں کو باندھ دیا جائے۔ جب پولیس یہاں سے چلی  
باتیں گی۔ پھر تم ذمہ کے ساتھ ہیڈ کوارٹر پہنچ گے۔" اسکے بعد  
اس نے  
ان کے ساتھی دونوں کو باندھنے لگے۔ ایسے میں ٹرانسیور پر پھر  
الله تعالیٰ دینے لگ۔

○☆○

"مجھے ایک خاص تم کا ٹرانسیور دیا گیا ہے۔۔۔ اس پر رہا  
صرف مسٹر ایطال کرتے ہیں۔۔۔ ان کے ملاوہ کوئی اور اس سیت  
واقف نہیں۔"۔

"بیس پھر یہی طریقہ دوسروں کے ساتھ بھی اختیار کیا گیا ہے۔۔۔  
ایطال نے خود ہی سیت ان لوگوں کو دیے ہوں گے۔ جن سے ان  
وابط کرنا ہوتا ہے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔" اس نے فوراً کہا۔

"اچھا بس۔۔۔ اب ہمارے ساتھ چلو اور وہ سیت بھی اخداو۔۔۔  
اس کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا۔۔۔ آخر اس نے سیت ادا  
اور ان کے ساتھ اپنے ٹھپے کر کے میں آیا۔

"اب پولیس اور فوج والوں سے بچ کر نکلنے کا راستہ تم  
گے۔۔۔ گزیدہ ہوئی تو اپنے ہاتھ کے ذمے دا تم خود ہو گے۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ میں نے تم سے زیادہ چالاک لوگ آنے  
نہیں دیکھے۔" اس نے بھنا کر کما اور پھر انہی کراپنے کر کے کاہی  
کوئی کی طرف گیا۔۔۔ اسکے بعد اس کا بازو پکڑے ان کے  
ساتھ تھے۔ اس نے ایک ہٹن دہلیا تو دیوار میں ایک غال فنوار کا ہائی  
تحوڑی بعد وہ اس ہوش سے کچھ دور ایک مکان میں تھ۔۔۔  
اور ہوش کے گرداب بھی پولیس اور فوج موجود تھ۔۔۔  
مکان کی کھڑکی سے پولیس اور فوج کو دیکھ کر مسکرا دیئے۔

"یہن کے مارڈا لے گا۔"

"یہ مجھے نہیں معلوم۔ وہ دیں بیٹھے بیٹھے... اپنے لے لے بے کار  
ماں توں کو ختم کر دتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ لو تم خود بات کرو۔ یہ تو نمیک رہے گا۔"

"ہاں شکریہ۔ اس طرح ہم دونوں کی جان بچ جائے شاید۔"

"بات کرو۔ انہوں نے کہا۔

"لڑکے سیٹ کا ہلن دیالا اور بولا۔  
لیں سر۔"

"لیا رپورٹ ہے فیڈ۔"

"یہ لوگ اب میرے قابو میں ہیں۔"

"بھوٹ بول رہے ہو ڈیڈ۔" دوسری طرف سے سرد آواز میں  
کہا۔

"لڑکا جسم جیجننا اٹھا۔

"تن نہیں۔ پاس۔"

"یہ لوگ تھارے قبضے میں نہیں۔ بلکہ تم ان کے قبضے میں  
ا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو میرے تمام حلایات قیل ہو جائیں گے۔"

"کیا مطلب؟" اس نے چوک کر کہا۔

"اب تک میں نے ان لوگوں کے بارے میں جو اندازے لگائے  
ا۔ ا۔ بالکل اسی طرح ہو رہا ہے۔ اور اس وقت کا اندازہ یہ ہے کہ

## پہلی چپت

وہ چوک اٹھے۔ انپکٹر جمیڈ اور انپکٹر کامران مرازا۔  
دوسرے کی طرف دیکھا  
"انپکٹر کامران مرازا۔ ٹرانسیور پر آپ بات کریں۔"  
گواز میں۔"

"اچھی بات ہے۔ ان دونوں کے منہ اچھی طرح بدھے  
جائیں۔" انہوں نے کہا۔

"انہوں نے اگر ذرا بھی آواز نکالی تو ہم ایسے ہی ان کو دیکھیں گے۔" انپکٹر جمیڈ کی آواز سرد تھی۔  
ڈیلے اور نام کے چہروں پر خوف دوڑ گیا۔  
"تن۔۔۔ نہیں۔ ایسا نہ کریں۔ اس طرح ہماری بہت بڑی  
جائے گی۔"

"کیا مطلب؟"  
"جو نہیں اسے معلوم ہو گا کہ ہم آپ لوگوں کی تبدیلی  
ہیں۔۔۔ وہ نہیں جان سے مارڈا لے گا۔"

یہ لوگ جسیں اور نام کو قابو میں کر پکھے ہیں.... اور اب پاندھہ رہتے ہوں گے یا پاندھہ پکھے ہوں گے.... تم اب ہوٹل میں نہیں ہو۔ ہوٹل کے ساتھ ایک مکان میں ہو۔ جب کہ فوج اور پولیس ہوٹل کو گیرب میں لے ہوئے ہے۔ میں غلط تو نہیں کہ رہا ہو۔"

"آپ سو فیصد نمیک کہ رہے ہیں۔ آپ کے دامغ کو پہنچانکے مشکل ہے۔"

"اب یہ تم دونوں سے اس ماڈل کے بارے میں پوچھ چکے کا چاہیں گے۔ جو انہوں نے تمہارے کمرے میں دیکھا ہے۔ یہ کہ ال کا اصل کماں تیار کیا گیا ہے۔ تو میں انہیں خود ہی تاوڑا ہوں۔ ال چین کا اصل ایک ایسی جگہ تیار کیا گیا ہے جہاں پر نہ بھی پہنچا۔ لے کر۔ ذیل اور نام جیسے ناکارہ آدمیوں کو بھلا اس جگہ کا پانچہ ہے تاہم سکا ہے۔ جو پسلے ہی مرطے پر ناکام ہو جائیں۔ لیکن بھی ذیل۔ بنداری کی سزا تو جسیں ملتی ہی چاہیے۔"

"عن..... نہیں سر۔"

"اگر تم اسی وقت شروع میں ہتا دیتے کہ۔ اب ہم ان پر قبضے میں ہیں۔ اور ان کی بدایات کے مطابق مجھ سے جھوٹتے ہیں تو میں تم دونوں کو ان سے بچالیتا۔ لیکن اب تم بھی ان کے ساتھ گئے۔ جاؤ جنم میں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی سلسہ بند ہو گیا۔ اچانک ان جن

لگ کر لے۔ بقی لوگ ایک دم اس جگہ سے دور ہٹ گئے۔ جب کہ ادا اور نام پر اس قدر وہشت طاری ہوتی کہ وہ حرکت نہ کر سکے۔ "اگر انہوں نے ان کی دلدوڑ جھینٹ سنی۔ ساتھ ہی کرے سے اہل اٹھنے لگا۔

"انہوں! یہ دونوں ختم ہو گئے۔"

"اور ہم بھی ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔"

" مقابلہ ابطال سے ہے۔ اس نے پسلے ہی ہر جنم کے انتقالات کا کے ہیں۔ جیش بندیاں کر رکھی ہیں۔ ہماری وال گلے بھی تو یہے؟" تھوڑی نے برائے منہ بنتا۔

"انہیں ایسے میں وال کی پڑی ہے۔" آفتاب نے منہ بنتا۔ "وال کی نہیں۔ وال گھنٹے کی۔ مخاوارات کی سوچھ بوجھ پیدا کو اپنے اندر۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے اس پورے شرپ ابطال کی نظر ہے۔"

"ہو گی۔ بھیں اس جگہ تک پہنچتا ہے۔ جہاں یہ لیبارٹری اکالی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ کسی بھی شرپ پتھر اس لیبارٹری کو اس گلات کے ذریعے ہر سائے جاتے ہیں۔" پروفیسر بولے۔

"کوئی ادا" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔ "اک ان بنوں پر شروں کے ناموں کا یہی مطلب ہے۔ اور ہر

"اپ جلد از جلد ان آلات کا معائنہ کمل کر لیں۔ پھر میں  
کسی دوسرے ہوٹل میں خل ہونا ہے۔"

"بھی نات ہے۔ پروفیسر غالب آپ بھی آئیں۔ ان آلات  
اگئے میں میری مدد کریں۔"

اور پروفیسر غالب نے کرسے میں نصب ہے شمار آلات کا جائزہ  
لے۔ یہ صرف ماڈل تھا۔ جیسے کسی عمارت کا ماڈل تیار کر لیا جاتا ہے۔  
ایک بات جو سمجھ رہا تھا میں بہت دری سے الچل چاڑی  
بجے ہے کہ۔ "کیا ایکال اب ہماری نقل و حرکت سے بے خبر ہو  
گا۔" فرزانہ بولی۔

"نہیں۔ وہ جانتا ہے۔ ہم کیا کر رہے ہیں۔" انپکٹر کامران  
لانے کو رکھا۔

"لیکن ہم وہ کیوں نہ کریں۔ جو وہ نہیں جانتا۔"

"کیا مطلب؟" وہ اس کی طرف مڑے۔ پروفیسر داؤد بھی آلات  
اچھل کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ اپنا کام جاری رکھیں۔"

"اوہ اچھا۔" وہ آلات کی طرف مڑ گئے۔

"ہم فرزانہ۔ تم نے کیا کہا۔"

"اب ہم من سے نہیں۔ اشاروں سے ہاتھ کریں گے۔"  
اندھے اشارے سے کہا۔

ٹھن کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی سکریٹس لگی ہیں۔ ان پر ہر کو  
قدرتے موئے نشانات ہیں۔ وہ چھوٹوں کے ہیں۔ جس حم کے  
پر سانے ہوتے ہیں۔ وہ ٹھن دیا کر چھوٹوں کو حرکت دی جاتی ہے۔  
اس شر کے حصے کے پتھر حرکت میں آ جاتے ہیں۔ یقین کرنے  
لئے ہیں۔

"لیکن ان لوگوں نے شاب ٹاپ اپنے قبضے میں کس طریقے  
لے ہیں۔" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔  
"یہ زمانہ سائنس کی انتہائی ترقی کا زمانہ ہے۔ شاید ان ماڈل  
دانوں کے لئے یہ بات بھی ہمکن نہ رہ گی ہو۔ اور انہوں نے  
ٹاپ اپنے قبضے میں کر لے ہوں۔"

"ہوں۔ خیر۔ سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں۔ کام  
دنیا عیسائیت کی گود میں جانے دیں۔"

"لیکن ایکال فوج اور پولیس کو اس طرف کیوں نہیں بھاگا  
چکا۔"

اور پھر انہوں نے فوج اور پولیس کو واپس جاتے دیکھا۔  
اسی خوبی راستے سے واپس چل چکے۔ ٹائم رائے کم۔

دروازے پر تالہ نگاہ دیا گیا تھا۔ لیکن وہ اس تالے کو کہا  
لا ت۔ ماضی سے فوراً ہی تالہ کھوں لیا گیا۔ وہ سب اکٹھا  
گئے۔

"ہاں! یہ سمجھ کر ہے۔ ابھال ہمیں دیکھ سکتا ہے۔ ہماری بارے میں سمجھ سکتا ہے۔۔۔ لیکن ہماری اشارتی زبان کو سن سکتا ہے۔۔۔ دیکھ سکتا ہے۔۔۔ ہاں ہم ضرور اسے ایک بھلی سے چھٹا کر دیں۔"

"بلکہ پہلی بھلی سی چیز تھی۔"

"ہاں آؤ۔"

وہ وہاں سے نکل کر عمارت کے دروازے پر پہنچے۔ اپنے بارے میں سمجھ کر دھک سے رہ گئے کہ اب فوج اور پولیس اس مکان پر موجود تھی۔۔۔ اسی لئے دروازے پر دستک ہوئی۔

انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ آخوندگار کو کھوکھو دیا۔

"مسٹر ابھال نے آپ کے لئے یہ تخفیف بھیجا ہے۔۔۔ اب اسی فیرنے کما۔۔۔ وہ دروازے کے عین سامنے کھڑا تھا۔

انہوں نے دیکھا۔۔۔ وہ ایک تنہاسڑا ٹرائیکسٹر ان کی طرف تھا۔۔۔ انہوں نے جیرت زدہ انداز میں ٹرائیکسٹر لے لیا۔۔۔ اتنی وقت پر اشارہ موصول ہوا۔

"ہاں مسٹر ابھال۔۔۔ اب کیا ہے؟"

"اشارتی زبان میں سمجھ نہیں سکتا۔۔۔ کھل کر بات۔

"لیا۔۔۔ لیا۔۔۔ اس کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے۔۔۔ انہیں ایک

کالزی میں بخلا دیا تھا۔

"لیا۔۔۔ لیا۔۔۔ ہماری ملاقات مسٹر ابھال سے ہونے والی ہے۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ اسکھ کامران مرزا نے فوراً کہا۔

"لیا۔۔۔ لیا۔۔۔ مطلب؟" وہ ان کی طرف جیرت زدہ انداز میں دیکھنے لگ۔

"جو سے ملھے میں ہوں آپ کا ابھال"۔ اس نے ہن کر

"میں۔ آپ ابھال نہیں ہو سکتے"۔ انپکز جیشید نے منہما کر

"ایامطلب۔ میں ابھال کیوں نہیں ہو سکتا"۔ اس نے چونکہ

"میں نہیں ہو سکتے آپ ابھال۔ اور اگر آپ ابھال ہیں۔ تو

"جسے اورے لے بہت حرمت کی ہو گی"۔

"وفاحت کریں"۔

"آن تک ابھال کو کسی نے نہیں دیکھا۔ پھر جلا ابھال ہمارے

کس طرح آسکتا ہے"۔

"ہوں! آپ درست کہتے ہیں، میں ابھال نہیں۔ اس کا ایک

لارڈ ٹائم ہول۔ مجھر ڈوگی"۔

"تھاں کیا فرمایا۔ مجھر ڈوگی۔ یعنی مجھر گدھا"۔ آتاب حیران

"میں۔ ڈیگی۔ نہیں ڈیگی"۔ اس نے براس س متھاپا۔

"اپھا مسڑ ڈیگی۔ اب یہ تائیں۔۔۔ نہیں یہاں کیوں

"انپکز جیشید یو لے"۔

"مسڑ ابھال کے پروگرام پر عمل کروانے کے لئے"۔

"اس کے کسی ہاب کے سامنے نہیں پیش کیا جائے گا"

بس"۔

"وہ مت تیرے کی۔ اس کا کیا فائدہ ہو گا"۔

"ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کا پروگرام اب کیا ہے"۔

ان کا سفر جاری رہا۔ آخر گاڑی رک گئی۔ پھر انہیں پیا

کر ایک عجیب سے انداز کی عمارت کے اندر لے جایا گیا۔

مارت کے دروازے بند کر دیے گئے

"یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ دروازے بند کیوں کر دیے گئے؟"

"ماکہ آپ کو باہر سے کسی کی آمد کا خدشہ نہ رہے"۔

مکرا یا۔

اس کی مکراہت بھی عجیب تھی۔ وہ چونکہ انہیں

"کیا نہیں قیدی بنانے کا پروگرام ہے؟"

"پروگرام تو مسڑ ابھال یہ تائیں گے آپ کو"۔

"اور وہ اس عمارت میں موجود ہوں گے"

"یہ نہیں معلوم تھیں"

صین اسی وقت ایک آواز گوچھی۔

"خوش آمدیں۔۔۔ معزز مہماںوں"۔

انہوں نے چونکہ کر سامنے دیکھا۔۔۔ دریافتے قد کا ایک

سا آدمی کردا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک شرسی مکراہت تھی

۔۔۔ اور آپ کو کیا آتا ہے۔"

"آپ بہت سیں، ہمیں یہاں کیوں بلایا گیا ہے۔"

"مشراطیات کا خیال ہے۔۔۔ آپ لوگ ہمارے راستے کے  
الجن ردائے ہیں۔ وہ جلد از جلد اس آخری روزے کو راستے پر  
سہنا ناچاہئے تھے۔۔۔ میں آج ہٹا دینے میں کامیاب ہو گئے۔"

"کیا مطلب۔۔۔ ہٹا دینے میں کامیاب ہو گئے۔"

"ہاں آج وہ اس روزے کو راستے سے ہٹا دینے میں کامیاب  
ہو گئے ہیں۔"

"لیکن تم آپ کے سامنے زندہ سلامت بیٹھے ہیں۔۔۔ شوکی نے  
ہل کر لکھا۔

"ہاں! بیٹھے ہیں۔۔۔ زندہ سلامت۔۔۔ لیکن مردوں سے بدتر۔"

"کیا کہا۔۔۔ ہم مردوں سے بدتر ہیں۔۔۔ آخر کیسے۔۔۔ آصف نے  
ہل کر لکھا۔

"اسے۔۔۔ دیکھو۔۔۔ یوں کھلانے یا گھبراٹے کی ضرورت نہیں۔"

"بلکہ کہر ان مردانے اسے گھورا۔۔۔

"میں نہ تو گھبرا رہا ہوں اور نہ یوں کھلا رہا ہوں۔۔۔ لیکن میں ان  
الجن کی ایسٹنگ کر رہا ہوں۔۔۔ آصف مسکرا یا۔

"میں دونوں کی۔۔۔ پروفیسر واؤڈ بے خیالی میں بولے  
"گھبراٹے اور یوں کھلانے کی۔۔۔"

"اور ان کا پروگرام کیا ہے۔"

"آئیے۔۔۔ پہلے اندر چلیں۔"

وہ انہیں ایک عالی شان کرنے میں لے آیا۔۔۔ یہ ہر طبقہ  
ہوا تھا۔۔۔ اس میں بہت سی کرسیاں دیوار کے ساتھ گلی چھیدے۔۔۔

ڈو بکھی نے انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ وہ کرسیوں پر  
گئے۔۔۔ ساتھ ہی میجر ڈو بکھی نے بلند آواز میں قفقہ لگایا۔۔۔ قفقہ  
ٹولیں بھی تھائیں اور ختم ہونے میں خیس آ رہا تھا۔۔۔ آخر خدا غادا  
کے رکا اور اسکے جشید کی آواز ابھری۔

"یہ قفقہ ہماری سمجھے سے باہر ہے۔۔۔ دیے مسئلہ لے گی۔۔۔  
آپ کا جو چہرہ دیکھ رہے ہیں۔۔۔ وہ اصل چہرہ نہیں ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"ہمارا خیال ہے۔۔۔ یہ آپ کا بالکل غلط چہرہ ہے۔"

"آپ کا اندازہ درست ہے۔۔۔ مشراطیات کی ہدایات میں  
میں آپ لوگوں کے سامنے اپنی اصل حکمل میں نہ آؤں۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔ نہ آئیں۔۔۔ ہمارا کیا جاتا ہے۔۔۔

منہ بنا یا۔۔۔

"جاٹے آئے کی بات تو اب شروع ہونے والی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ نے کہا ہے۔۔۔ ہمارا کیا جاتا ہے۔۔۔ آپ کا۔۔۔

دکر لیں ہائیں۔ جس قدر کرنی ہیں۔۔۔ کوئکہ ابھی تھوڑی  
بعد آپ سب کی نمائیں لگتے ہوئے والی ہیں۔۔۔  
”نہارا دعویٰ ہے۔۔۔ ہماری نمائیں لگتے نہیں ہوں گی۔۔۔“  
”چند منٹ بعد انداز ہو جائے گا۔۔۔“  
”مشڑو گی۔۔۔ کیا آپ کو مشراہبال کے کسی پیغام کا انداز  
ہے۔۔۔ اسکلر جشید نے پوچھا۔

”نہیں۔۔۔ میں ان کے کسی پیغام کا انداز نہیں کر رہا۔۔۔ انہوں  
نے اپنا پروگرام مجھے پہلے ہی دے دیا ہے اور اس پر عمل کرنا ممکن  
لئے کچھ مشکل نہیں ہو گا۔۔۔“

”تب پھر آپ شاید فوج اور پولیس کے انتظامات تکمل کر لیے  
انداز کر رہے ہیں۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ وہ تو پہلے ہی اس عمارت کے گرد موجود ہیں۔۔۔“  
”اوہو اچھا۔۔۔ اس قدر زبردست انتظامات۔۔۔ خان رہمان۔۔۔  
کہا۔۔۔

”آپ نے ابھی کچھ بھی انداز نہیں لکایا۔۔۔ اچھا ہوں گے۔۔۔  
ذرا کریں سے اٹھ کر دکھائیں۔۔۔“

”کیا مطلب؟“  
”میں نے کہا ہے۔۔۔ آپ ذرا ان کریں سے الہ  
وکھائیں۔۔۔“

”لیا آپ کے خیال میں ہم کریں سوں سے نہیں اٹھ سکیں گے۔۔۔“  
”لائب نے گمراہ کر کر۔۔۔“  
”نہیں اٹھ سکیں گے۔۔۔“ مشڑو گی نے سر داؤ ادا میں کہا۔۔۔  
انہوں نے کریں سوں سے احتنا چھا۔۔۔ لیکن کریں ان کے ساتھ  
کچھ بھی حص۔۔۔

”اے اے۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ یہ کریں جادو کی ہیں کیا۔۔۔“  
”اب انداز ہوا۔۔۔ میں کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ آپ لوگ تو اس  
لاد کی کریں سوں سے چیچھا نہیں چھڑا سکتے۔۔۔ اہفال کا کیا مقابلہ کریں  
گے۔۔۔“

ان کے رنگ اڑ گئے۔۔۔ کریں ان سے چٹ کر رہ گئی حص۔۔۔  
اہلر جشید اور اسکلر کامران مرزا نے بھی خود کو ان سے اوپر اٹھانے  
کے لئے پرائزور لگایا۔۔۔ لیکن کریں الگ نہ ہو سکیں۔۔۔  
اب کے مشڑ جشید۔۔۔ تم ان کریں سوں سیت اپنے ملک جانا  
ہے کر گے۔۔۔ تمہارے ملک کے لوگ۔۔۔ بلکہ پوری دنیا کے لوگ  
لیکن اس حالت میں دیکھ کر کیا کہیں گے۔۔۔

”یہ کیا نہ اتنی ہے۔۔۔ ان کریں سوں کو سمجھائیں کچھ۔۔۔ فاروق نے  
کھاڑک کیا۔۔۔“

”تم ان کریں سوں کی بات کر رہے ہو۔۔۔ اور میں اگلے اقدام کی  
جنق بنا ہوں۔۔۔“

”اگلا اندام... کیا مطلب؟“  
 ”وزرا اور دیکھیں۔“  
 انہوں نے فوراً اور دیکھا..... لیکن اور تو صرف چھت تھی۔  
 اپنے چھت پر سے ایک پردہ سا ہٹا اور لوہے کے بھرے انسیں لے  
 طرف آتے نظر آئے۔

○○○

### یہ کیا ہو رہا ہے

بھرے آہستہ آہستہ نیچے آ رہے تھے... کوں بھرے جو انسانوں  
 کی لمبائی سے قدرے ہڑے تھے... ان کی گولائی بھی بس صرف اتنی  
 تھی کہ آدمی ان میں کھڑا رہ سکتا تھا۔ یا زیادہ سے زیادہ بینچہ سکتا تھا۔  
 ان سب نے اپنی کرسیوں کو ادھر اور ڈر کر کے ان بھروسوں سے  
 بچنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کرسیوں کو ہلا بھی نہ سکے۔ شاید وہ زمین  
 میں اگزی ہوئی تھیں۔ اور ان کرسیوں سے ان کے جسم پکے ہوئے  
 تھے۔

”اہم ایک بار پھر بھروسوں کے قیدی بناتے جا رہے ہیں ایجاداں....  
 بکھر کر سکتے ہیں تو کر گزریں۔“ - فاروق نے گھبرا کر کہا۔  
 ”بیس اگھرا گئے۔“ - آصف نے منہ بھایا۔

”ہاں! اگھرا گیا۔ لیکن اپنے لے نہیں، اس لے بھی نہیں کہ  
 ام بھروسوں کے قیدی بن کر رہ جائیں گے۔ بلکہ اس لے کہ اگر ہم بھی  
 کوئی نہ کر سکے۔ تو ان حالات کا مقابلہ کون کرے گا۔“

”اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جب وہ

اواز نے اپنی پونکا دو۔ سب ان کی طرف دیکھنے لگئے پروفیسر اور  
کے چہرے پر اس وقت عجیب سا جوش تھا۔

"ہمیں انہوں نے پروفیسر صاحب۔ ہمارے ساتھ آپ کو بھی  
بھیٹے کا تدبی بنتا پڑ رہا ہے۔ آپ اس عمر میں مصیحت کس طرح  
بھیٹیں گے۔"

"تم میری غفران کو جشیدت میں کوئی موم کا بنا ہوا نہیں  
ہوں۔"

"یا اللہ ہماری مدد فرم۔" ایسے میں شوکی نے اوپر دیکھا۔

بغیر اب ان کے سروں سے کچھ اور رہ گئے تھے۔ ایسے میں  
ادگلی کی آواز اپنی۔

"آپ کو جنہوں کی قید مبارک ہو۔ آپ لوگ ہستہ ہی آسلام  
تھے اسے قابو میں آگئے۔ ورنہ ہم نے تو آپ لوگوں کو یہاں تک  
انکے لئے ان گنت انتہامات کر رکھے تھے۔ آپ کچھ بھی کر لیئے،  
کی طرف بھی کل جانتے ہم سے نفع نہیں کئے تھے۔ آتا آپ کو  
کہاں تھا۔"

آپ بالکل نجیک کہہ رہے ہیں ڈوگلی صاحب۔ ہم یہ اندازہ  
ہے اٹھے ہیں۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"لی مطلب؟" وہ نور سے چونکا۔

"مطلب یہ کہ ہم سب پسلے ہی جان پکھے تھے کہ ہم کچھ بھی کر  
سکتے تھے۔"

حناقت کرنے پر آتے ہیں تو اپنے بیلوں سے کام لے لیتے ہیں۔ گلزار  
سے کام لے لیتے ہیں۔ مجھوں سے کام لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی  
قدرت اس قدر ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔" اپکلہ کامران میرزا  
نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! یہ نجیک ہے۔ لیکن اس نے ہمیں بھی توانیاں دیتا  
ہے۔ ہمیں بھی تو کہا ہے کہ تم اپنے دین کے لئے ہر عنان کو مٹی  
کر دی۔ للہا اگر ہم ان بخوبی میں بند ہو کر رہ گئے تو اپنے دین کا  
خدمت کس طرح کر سکیں گے۔"

"ہم نے اپنی بھی کے مطابق اب تک جو کچھ کیا۔" اگلے  
کے لئے کیا ہے۔ اور آئندہ بھی ہم وہ سب کچھ کریں گے۔  
سکتے ہیں۔ لیکن۔ اگر ہم کچھ نہ کر سکے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ  
دنیا سے اسلام مت جائے گا۔ حق نہیں۔ اسلام قیامت تھا۔  
گا۔ اور جس روز دنیا میں ایک بھی مسلمان نہیں رہے گا۔ اس  
قیامت آئے گی۔"

"اگر ان لوگوں نے دنیا سے اسلام کا نام و نشان مٹا رکھ دیا  
موت کو خود آواز دیں گے۔ اسلام تو ان کی زندگیوں کے ہے  
ضروری ہے۔ لیکن عقل کے ان اندھوں کو یہ بات کب معلوم ہے۔  
اپکو جیسید جذباتی آواز میں کہتے چلے گے۔"

"خیر کوئی بات نہیں جشیدت۔ دیکھا جائے گا۔" پروفیر

لیں.... آپ لوگوں کی قید میں ہمیں جانا ہی پڑے گا۔ لہذا ہم نے تم کی کوشش ختم کر دی۔ اور خاموشی سے قید میں چلے آئے۔ "اوہ ہو اچھا۔ کیا اندازہ لگائے تھے تم نے۔"

"میں جاتا ہوں۔ ہوں شارن میں جو کچھ ہوا، ایک ڈراما فٹیٹ کو پہلے ہی ہدایات دے دی گئی تھیں۔ لہذا اس نے ہدایات کے مطابق کیا۔ اور ہم ہر چیز بھج گئے۔ اس کے بعد تو بچے کی کوشش نہیں کی۔ اس لئے کہ ہماری بھی آخر ایک ڈرامہ ہے۔" یہاں تک کہہ کر انپکل جیشید خاموش ہو گئے۔

"کیا عاالت ہے۔ ذرا میں بھی تو سنو۔"

"مسٹر ابٹھال ہمارے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ سے پوچھ لیں۔" انپکل کامران مرزا نے مٹھا لیا۔ "ہو گی۔ لیکن پھر آپ لوگ کیوں جال میں آگئے بچے کو شش کیوں نہ کی۔"

"بچے کی کوشش کر کے بھی ہمیں کوئی قائدہ نظر نہیں آیا۔ ہم نے سوچا۔ اب ان کے جال میں پھنس کر دیکھ لیتے ہیں۔" "تو پھر۔ اب دیکھو پھنس کر بخوبی اب تمہارے ہولے آگئے ہیں۔"

"وہ پہلے ہی دیکھے چکے تھے۔ یہاں تک کہ بچہ ان کندھوں تک آگئے۔"

"نجبوں میں آپ لوگ ان کرسیوں سیت رہنا پسند کریں گے یا ان کو انکال لیا جائے۔" ڈوگی نے پوچھا۔

"آپ کو جس جگہ میں قائدہ نظر آتا ہو۔ وہ کر لیں۔" انپکل بیشید ہے۔

"گوا آپ کی کوئی پسند نہیں۔" ڈوگی مسکرا لیا۔

"جب ان بنجبوں میں تھرا ہے۔ تو پسند اور پسند کا کیا ہوا۔" قائدہ نے منہ بھایا۔

اور پھر بخوبی فرش سے آگئے۔

"ان میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔ کوئی تلا نہیں۔ انہیں اور انہا بھی تم لوگوں کے لئے عکن نہیں ہے۔ ہاں جب ہم چاہیں گے۔ یا جس وقت تم لوگوں کو یہاں سے کہیں جانا ہو گا۔ اس وقت کہیں ان بنجبوں سے کسی بڑے بخوبی میں خلل کر دیا جائے گا۔ انہا بھی میں چلتا ہوں۔"

یہ کہ کر ڈوگی چلا گیا۔

"دیکھو بھی۔ صبر اور شکر کا دامن ہاتھ سے نہ پھوڑنا۔" انپکل بیشید ہے۔

"آپ غرفہ کریں انکل۔" شوکی نے کہا۔

"زدہ پر شاخی بھجے پروفسر صاحب کی طرف سے ہے۔"

"بیرے لئے غرفہ کرو جیشید۔ درستہ میں ناراض ہو جاؤں گا تم

”اں بخوبی میں اور سک کی پاتی بات تو تم بے ہمی کر رہے  
ہیں۔“ آنکھ نے جھلا کر کہا۔

”لڑنے کی فرمت ہے جمیں۔ خوب لڑو۔“ کھسن ہفت

”اے ابا۔“ اشفلق نے بلند آواز میں تقدہ لگایا۔

”لیا ہوا بھی۔ دماغ قابو میں رکھو۔ کسیں اللہ تو نہیں گیا۔“

”ہاں ہاں۔ چلے تھے۔ دنیاۓ اسلام کو بچاتے۔ اور خود  
بچتا ہو گئے۔ میں صیانتیت تقول کر رہا ہوں۔ مجھے اس قید سے  
الا۔“ اشفلق نے بلند آواز میں کہا۔

”لیا کہ رہے ہو۔ دماغ تو نہیں چل گیا۔“ اپکڑ جشید  
لے کر

”اہ چل گیا ہے۔ کیا میں تمام رات کھڑا رہوں گا۔ یا بیٹھا  
رہوں گا ای کری پے۔ آخر ہم سوئیں گے کس طرح۔ اور اگر ان کا

پروگرام لباہوا تو اف۔ مجھے یوں حسوس ہوتا ہے۔ مجھے یہ لوگ

اللئے پہنچ کو بھی کچھ نہیں دیں گے۔ اے باپ رے۔ میر

اللہ نہ نہیں۔ ذوگی صاحب۔ اے بھائی۔ جلدی آف۔ میں

بھل ہونے کے لئے تیار ہوں۔ اس بخبرے کو اٹھاؤ۔ یہ جانیں اور

لے کام۔ میں تو بازار آیا اس چکر سے۔ جیتے تھی کون جان دے۔“

”ہائی ہائی۔ اشفلق۔ کیا باقی سب لوگ مرتے ہی جان  
سکتے ہیں۔“ شوکی نے اسے ڈائیا۔

۔۔۔ اور ناراض بھی ایسا نہیں۔ بہت لمبا چڑوا۔“  
”جی بہت بہتر۔ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے لئے لگنے  
نہ ہو سکیں۔“

”عمارت کے دروازے اندر سے بند کر دیے گئے ہیں۔“  
”کوئی آنہ نہیں سکتا۔ اور یوں بھی یہ جگہ غیر آباد ہے۔ ہاتھوں سے  
ہم ان بخوبی کو توڑ نہیں سکتے۔ لذا کریں بھی تو کیا۔“

”ووصلہ ہم کسی عام آدمی کی طرح تو ہیں نہیں۔ ہم غالباً  
لوگ ہیں۔ لذا قید بھی خاص انداز کی ہے۔“

”بیرا خیال ہے،“ ہمیں اس قید سے رہا ہونے کی کوشش شدنا  
کر دیتی چاہیے۔“ منور علی خان نے کہا۔

”پہلے تو زرایہ دیکھ لیں۔ یہ بخبرے کس حد تک ملے  
ہیں۔“

انہوں نے باری باری بخوبی کو توڑنے کی کوشش شدنا  
وی۔۔۔ لیکن۔۔۔ وہ نہ انسیں توڑنے کے نہ موز کے۔

”یہ بہت مضبوط ہیں۔۔۔ دروازہ یا تالا ان میں ہے نہیں۔“  
میں سے اوپر کوئی چھٹ پر جا کر ان کو اوپر اٹھا سکتا ہے۔ اور میں  
سے کوئی اوپر اسی صورت میں جا سکتا ہے۔ جب بخبرے سے ہاں

چائے۔۔۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔  
”حد ہو گئی۔ کوئی تو تک کی بات کر لیا کرو۔“

"بھپ۔ ہے نہیں۔ میں کیا جھلک۔ میں تو بس اتنا جاتا تھا۔  
کہ اس خبرے میں منہ شہرا تو پاگل ہو جائیں گا۔"  
کہ اس خبرے میں منہ شہرا تو پاگل ہو جائیں گا۔  
"حد ہو گئی۔ ارے بھائی عیسائی ہونے سے تو پاگل ہونا ہی  
ہے۔ لہذا تم پاگل ہی ہو جاؤ۔ آصف کی آواز ابھری۔  
"حلق نہ چاڑھ۔ کوئی چیز تو سمجھ سلامت رکھ لو۔" فاروق۔  
مشورہ دیا۔  
"جی یہ ہے کہ ... اشفاق کے ساتھ میرا بھی پاگل ہے۔  
چاہ رہا ہے۔" آنتاب نے بڑی طرف انداز میں کہا۔  
"مرے تو ہو جاؤ۔ روکا کس نے ہے۔"  
آنتاب بھی زور زور سے قبیلے لگانے لگا۔ آخر کرے کھلا۔  
"اہ پھر امید ہے بھی۔ اس قدر پاگل ہو جانے کی تو ایک  
فائدہ امید نہیں تھی۔" اندر آئے والے نے ہنس کر کہا۔  
اپ کو بھی اک دن بعد ہی تارے نظر آئے گے جائیں  
ڈوکی نہیں تھا۔  
"سرڑوں کی کہاں ہے؟"  
"وہ ضروری کام سے گئے ہیں۔ تم کوئی کیا کہنا ہے؟" آنتاب۔ آپ کیے عیسائیت قبول نہیں کرتے۔  
"عسکر بھوک۔ ارے بابا رے۔ غالم۔ کیا چیز یاد دلا  
خبرے سے تکالیں۔"  
"اور مجھے بھی۔" آنتاب نے کہا۔

"تم۔ صرف دھے۔ لاتم میں سے کوئی اور بھی۔"  
الا اُوگ خاموش رہے۔  
ایک تو ہم کسی میسائی کو قید میں نہیں رکھ سکتے۔ قید صرف  
سلالہ کے لئے ہے۔"  
"بت بت شکریہ۔" اشفاق نے خوش ہو کر کہا۔  
اندر آئے والا باہر کی طرف چلا۔  
"جسے تم سے ایسی امید نہیں تھی۔" محمود نے ان دونوں کو  
ٹکسی تھی تو کیا کروں۔" آنتاب نے جل کر کہا۔  
"ایسا تھی؟"  
"تی امید اور کیا۔"

ہو جائیں۔۔۔ اس زندگی میں رکھا کیا ہے۔ لذتِ عیسائی ہو جائیں۔۔۔  
عیش کریں۔۔۔

”خاموش! دماغ پال گیا ہے تمارا۔۔۔ مجھ سے کہ رہے؟۔۔۔  
میں عیسائی ہو جاؤں۔۔۔ جاؤ جاؤ۔۔۔ چلتے پھرتے نظر آؤ۔۔۔“

”ان بیجوں میں چلتے پھرتے کس طرح نظر آئیں۔۔۔ اس  
منہ بنا کر کما۔۔۔

اسی وقت وہی آدمی پھر کرے میں داخل ہوا۔

”ہاں! کیا چاہتے ہیں؟“

”میں اور یہ عیسائی ہونا چاہتے ہیں“

”ج کہ رہے ہو؟“

”ہاں! بالکل ج“

”اس میں جھوٹی بات تو کوئی نہیں ہے تا۔۔۔“

”نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ جھوٹ ہم دیے بھی بنت مطلبا۔۔۔  
بولتے ہیں۔۔۔“

”اس کا مطلب ہے۔۔۔ بول لیتے ہو۔۔۔“

”ہاں! چند ایک موقعوں پر اجازت دی گئی ہے۔۔۔ جینا۔۔۔  
ان باتوں کا نہیں۔۔۔ پہلے آپ ہمیں ان بیجوں سے تکلیف۔۔۔“

”اچھی بات ہے۔۔۔ ایک مٹھا صرس۔۔۔“

یہ کہہ کر اس نے سیاہ رنگ کا ایک آکہ بیجھرے پر کاڑ۔۔۔

415

”ایک بھی سکریں بھی تھی۔۔۔“

”اُس جگہ اپنی انگلی رکھیں۔۔۔ اس نے شوکی سے کہا۔۔۔  
”یہ یہ کاٹ تو نہیں لے گا۔۔۔ اس نے ڈرے ڈرے انداز  
لٹکا کر۔۔۔“

”اُسے نہیں۔۔۔ وہ ہنڈ۔۔۔“

”شوکی نے انگلی رکھ دی۔۔۔ اس نے اس کا پشن دیا دیا اور بولا۔۔۔  
”تو آپ بیسالی ہوتا چاہتے ہو۔۔۔“

”ہاں! بالکل۔۔۔“

”چے ڈالے یا جھوٹ موت۔۔۔ اس بیجھرے سے نکلنے کے  
لئے۔۔۔“

”بالکل پچھے ڈالے۔۔۔“

”اور آپ باہر کل کر ان لوگوں کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔۔۔“

”تمہارا کھل کرنے والا ان کی مدد۔۔۔“

”میرے۔۔۔ اب میں ان سے بھی بات کر لوں۔۔۔“

"چالی۔ ان بھجوں کو چالی کب لگتی ہے؟"

"میرا مطلب ہے۔ اور جانے کی چالی۔"

"میں اور پر جا سکتا ہوں اور ان بھجوں کو اور اخا سکتا ہوں۔

یعنی ایسا نہیں کروں گا۔"

"آخ رکیوں۔ وجہ بھی تو بتائیں۔"

"وجہ یہ ہے کہ ہمارا یہ آکہ جھوٹ اور سچ میں فوراً تجزیہ کر لے ہے۔ آئے نے بتایا ہے کہ آپ دونوں بالکل جھوٹ بھول رہے ہیں۔"

"ارے ہاپ رے۔ شوکی نے گھبرا کر کہا۔

"تو تم واقعی جھوٹ موت کا میسائی بننے کا سوچ رہے تھے۔"

"ہم! اس لئے کہ یہاں سے باہر نکلنے کی کوئی صورت نہیں۔

آتی۔ میں نے سوچا ان حالات میں آدمی جھوٹ بول سکتا ہے۔"

"اوہ!!" ان کے منہ بن گئے۔

"کیوں! آپ لوگوں نے بڑے بڑے منہ کیوں بٹکے اور۔

اس آئے سے چیک نہ کر لیتے اور ہمیں باہر نکال دیتے تو اس میں کیا تھا۔"

"ہم نے بڑے بڑے منہ اس لئے نہیں بٹائے کہ تم نے کوئی نہ لادا۔

جسکی کوشش کریں۔"

"سچی تھی۔ ان حالات میں ایسا کیا جا سکتا تھا۔ بڑے بڑے منہ تو اس نہیں کہ ترکیب ناکام ہو گئی۔"

"ان ترکیبوں میں بس لی تو بڑی بات ہے۔ جب دیکھو ناکام ہے۔ چالی۔

"چالی ہیں۔" فاروق نے پراسماں پڑایا۔

"تو کوئی ایسی ترکیب سچو نہیں۔ جو ناکام نہ ہو۔" خان رحمان نے

ترکیب۔

"ایسی ترکیب تو فرزانہ، فرحت اور رفتہ کے علاوہ کون سوچ سکتا ہے۔"

"تو ہم انسیں دعوت دے دیتے ہیں۔"

"اے دعوت مختور کر لی۔ آپ لوگ اب ہے ٹھر ہو جائیں

"آرام کریں۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"ان بھجوں میں اور آرام۔ دماغ تو نہیں چل گیا۔" آتاب

نکال کر کہا۔

"کسیل پر بینت کر کی حد تک نیند تو آئے گی۔" میں اسی کو

آدم کہ رہتی ہوں۔"

"تمہارے کئے سے کیا ہوتا ہے۔ کوئی آرام تو کرنے میں پائے

آدم کہ رہتا۔"

"چھا غم۔ تو پھر ہمارے ساتھ مل کر آپ لوگ بھی ترکیب

کر لی کوشش کریں۔"

"سے سوچ میں ڈوب گئے۔ وہ جو انسیں میسائی بنانے آیا

لے کر لا پڑکا تھا۔ کئی سختے گز رکھتے۔ کوئی ترکیب سمجھ میں نہ

اُلیٰ..... نُنگ آکر فرزاد نے کہا۔

"شاید آج ترکیوں نے بھی مٹ موڑ لیا ہے"۔

"مُن..... نُسیں..... اس پھرمنی سی جگہ میں کوئی ترکیب سرد  
مُنکر تُم نے انہیں کھانے کو دیا نہ پہنچنے کو"۔

"اپ نے مجھے کب کما تھا کہ انہیں کھانے پہنچنے کو بھی دینا  
ہے۔ اب اُر میں آپ کی اجازت کے بغیر دینا تو آپ اس صورت میں  
کیا کھو پر گئے"۔ اس نے بھنا کر کہا۔

"توہہ بال میں دراصل بھول گیا تھا۔ میرا خیال ہے۔ اب  
امن ایک دن اور ایک رات اور رکھنا پڑے گا۔۔۔ تاکہ ہم اس داغ کو  
کھوئیں"۔

"کسی نہیں۔۔۔ بورست بے چاری کا ان جھنوں میں یا کام  
فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"تب تھمیک ہے۔۔۔ ابھی دو دن اور رہ لیں۔۔۔ تب کوئی  
دوران کھانا تھا رہا ہو گا"۔

"کھانا۔۔۔ ہاں! ہم ہوا کھاتے رہے ہیں۔۔۔ اور ہوا تھی۔۔۔  
تواب وضاحت کر دیں۔۔۔ انہیں کھانا اور پانی دینا ہے یا  
ہیں"۔

"وہو۔۔۔ میں اس الو کے پٹھے ڈالو سے نُنگ آئیں۔۔۔ جہاں اتنا  
کھانا۔۔۔ اور گز ار لیں گے۔۔۔ کیوں دوست! تم لوگ کھائے  
کھائے اور گز ار سکتے ہو"۔

"وہ دوڑتا ہوا آیا جس نے آکہ لگا کر ان کا جھٹ پڑا۔۔۔ نہیں اگر اور کتنا وقت گزار سکتے ہو"۔  
کہ کراں نے ان کی طرف دیکھا۔ آتے ہی اس نے گھبرا کر کہا۔

"میں سر"۔

اللگ کھاناتے گا اور پینے کو بھی۔ لیکن کل سے پہلے نہیں۔  
”کو تم نے جان بوجھ کر ڈالو کو ہدایات نہیں دی تھیں۔“  
”اہ! اس سے چارے نے تو میری ہدایات پر عمل کیا ہے۔“  
”تم لوگ کس قدر سُکِّ دل ہو۔“  
”بھروسی ہے۔ اگر تم نزی و کھاتے ہیں تو تم لوگ قابو میں  
بے شک ابھی دو دن اور کچھ کھانے پینے کو نہ دیں۔“

”آپ کا اشارہ پروفیسر داؤکی طرف ہے شاید۔“ ڈوکی سرکار  
”نہیں۔“ ڈوکی خدا۔  
”اہ! بالکل صحیح ہے۔ یہ ہمارا ہی تو قصور ہے۔“ خان رحمان  
ماخون۔ میں بالکل صحیح ہو۔ پروفیسر داؤک بولے  
”یہ رحم کی بھیک نہیں ہے۔ یہ لوگ انسانیت کی وجہ اور  
ادمی کراہ ہوا چلا گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف  
بھوکا پیاسا نہیں رکھا جا سکا۔“

”جسے بالی قانون بدلتے ہیں۔ صرف پروفیسر صاحب کا فکر  
”اویں کہ چکا ہوں۔ تم میرے بارے میں فلمندت ہو۔“  
”اور بیان سے تم سب کی حالت غیر ہو سکتی ہے۔“ میری  
”جتنا بھی چاہے چینو۔ چلاؤ۔“ یہاں کون آئے؟  
”کوئی... بھر جائیں دم غم ہے۔“ لذدا ایک رات اور ایک  
”بلکن یہ کیسے ہو سکتا ہے پروفیسر انہل۔“ آپ کا اور بھوک کا تو  
سمی۔ اب کل شیع ملاقات ہو گی۔ ڈوکی نے جانے کے لئے  
”ایں کام ساخت ہے۔“ افلاق نے جیران ہو کر کہا۔  
”کہستے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔“

”ایسے بات ہے جنت کی۔“ آپ کے چہرے پر بھوک کی  
”آخر تم چاہئے کیا ہو۔“ اسپکڑ کامران مرزا نے بالکل ایسے

”ویکھئے مژہ ڈکی۔“ اور سوری ڈاکٹر۔“ ہمارا تو بکھر لیں۔  
”ہمارے ساتھ بھوک کے ایک مریض یہاں موجود ہیں۔ آپ ملے  
کرنا نہیں ضرور کچھ کھانے کے لئے اور پینے کے لئے دے دیں۔“  
”تم لوگ کس قدر سُکِّ دل ہو۔“

”آپ کا اشارہ پروفیسر داؤکی طرف ہے شاید۔“ ڈوکی سرکار  
”نہیں۔“ ڈوکی خدا۔  
”اہ! بالکل صحیح ہے۔ یہ ہمارا ہی تو قصور ہے۔“ خان رحمان  
ماخون۔ میں بالکل صحیح ہو۔ پروفیسر داؤک بولے  
”یہ رحم کی بھیک نہیں ہے۔ یہ لوگ انسانیت کی وجہ اور  
ادمی کراہ ہوا چلا گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف  
بھوکا پیاسا نہیں رکھا جا سکا۔“  
”اب عالمی قانون بدلتے ہیں۔“ ڈوکی خدا۔  
”یہ کیسے سچ ہے۔“ جنہوں نے لوگوں کو قید کرنے کے بواہ  
کا حکم دیا ہے۔ میں ایسے سچ کو نہیں مانتا۔“ خان رحمان پڑھا  
”جتنا بھی چاہے چینو۔ چلاؤ۔“ یہاں کون آئے؟  
”کوئی... بھر جائیں دم غم ہے۔“ لذدا ایک رات اور ایک  
”بلکن یہ کیسے ہو سکتا ہے پروفیسر انہل۔“ آپ کا اور بھوک کا تو  
سمی۔ اب کل شیع ملاقات ہو گی۔ ڈوکی نے جانے کے لئے  
”ایں کام ساخت ہے۔“ افلاق نے جیران ہو کر کہا۔  
”کہستے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔“

”جب تم میں بٹنے جلنے کی سکت نہیں رہ جائے گی۔“ اس پکڑ

تکلیف کے آثار بالکل نظر نہیں آ رہے۔  
”ہے نا۔ یہی تو میں کہتا ہوں۔ ویسے میں تم لوگوں کو بھی اسے پر جو بھوک کی تکلیف غالب ہو گئی تھی۔  
تکلیف بنا سکتا ہوں۔“ دہ بولے۔  
”جی۔۔۔ کیا مطلب؟“

”ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ میری طرح تم بھی بھوک پیاس چھوڑ کر بھی جو بھوک پر لگا کر اڑ گئی۔۔۔“  
”ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ پھر باقی لوگوں نے دیکھا۔۔۔ ان کے پر جو بھوک کی تکلیف غالب ہو گئی تھی۔۔۔“

”ایں! اور یہ کمال ہے پروفیسر کا۔۔۔ بلکہ ان سے ہاتھ ملا让ے کا۔۔۔“

”ہم سے دور ہیں۔۔۔ ہم ان سے ہاتھ کس طرح ملا کتے ہیں۔۔۔ خان رحمان نے منہ بٹایا۔۔۔“

”تم مجھے ہاتھ ملا لو۔۔۔“ دہ مکارے۔

”اس سے کیا ہو گا؟؟؟“

”زی ہو گا۔۔۔ جو میرے ساتھ ہوا ہے۔۔۔“

”تو یہم اُنے ملا دیا ہاتھ۔۔۔“ خان رحمان نے ہاتھ پر جھلایا۔

بلدہی ان سب نے خان رحمان کے چہرے سے بھوک کے انتاب ہوتے دیکھے۔۔۔

”یہ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔“

”یادو۔۔۔ اسکے جشید مکارے۔۔۔“

”اب تم میرے ہاتھ سے ہاتھ ملا کر بھوک سے نجات حاصل کر لے۔۔۔“ خان رحمان نے منور علی خان سے کہا۔۔۔ کیونکہ ان کے

”ہاتھ۔۔۔“ انہوں نے بھی جیران ہو کر ہاتھ آگے پر جھلایا۔

”کوئی اس طرح باری باری سب کی بھوک غائب ہوتی چلی گئی۔۔۔“

”ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ میری طرح تم بھی بھوک پیاس چھوڑ کرو۔۔۔“

”اگر ایسا ہو سکتا ہے۔۔۔ تو آپ نے اب تک اس نے۔۔۔“ خان رحمان نے منہ بٹایا۔۔۔“

قدم کیوں نہیں اٹھایا۔۔۔“

”اس کی بھی وجہ ہے۔۔۔ میں چاندا چاہتا تھا۔۔۔ ان لوگوں پر گرام ہمیں کب تک یہاں رکھنے کا ہے۔۔۔ اب جب کہ ططم ہے۔۔۔ میں تم لوگوں کی بھوک کا انقلام کر سکتا ہوں۔۔۔“

”اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔۔۔“

”چھا تو پھر بھرے سے ہاتھ نکالو۔۔۔ مجھے سے ہاتھ ملک تھماری بھوک پیاس غائب ہو جائے گی۔۔۔ انہوں نے پر امراء اور ائمہ کما۔۔۔“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ صرف ہاتھ ملانے سے۔۔۔“ اسکے

کے لئے میں جرت تھی۔۔۔

”ہاں جشید۔۔۔ تم تجربہ تو کر لو۔۔۔“

اور پھر انہوں نے پروفیسر صاحب سے ہاتھ ملایا۔۔۔“

”کوئی اس طرح باری باری سب کی بھوک غائب ہوتی چلی گئی۔۔۔“

ایسے میں انہوں نے ڈالو کی حیرت زدہ آواز سنی۔  
”یہ کیا ہو رہا ہے۔“

○☆○

### پنجھرے

”چھک کر اس کی طرف مڑے۔  
”ایسا مطلب مشرقاً والے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔“  
”یہ آپ توگ کیا کر رہے ہیں۔  
”تم نے بس ایک دسمبر سے ہاتھ ملائے ہیں.... اور اس  
لئے بات ڈابت ہو گئی ہے کہ اتفاق میں برکت ہے۔“  
”یکن اس طرح تمہاری بھوک کس طرح غائب ہو سکتی ہے۔“  
”آپ بھی ہم سے ہاتھ ملا کر دیکھ لیں۔“  
”یکن میں نے تو ابھی ابھی کھانا کھایا ہے.... مجھے تو بھوک  
کھانی نہیں ہو رہی۔“  
”اس صورت میں ہو سکتا ہے.... آپ کی بھوک مر جائے۔“  
”تن۔۔۔ تین۔۔۔ میں ہاتھ نہیں ملا دیں گا۔۔۔ البتہ یہ بات میں  
کوئی ضرورت نہیں گا۔“  
”کہو، تائیں۔۔۔ ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔“  
”اگر دوسرے دن جب توگی آیا تو ان کے چہروں پر بھوک اور

کچ کی جم۔ پلے تصدیق کر لیں.... اگر میرا جرم ثابت ہو جائے تو پھر  
خدا آپ ایسا کریں۔"

"مجھے تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا جرم ان کے  
ہلاں سے بھائیک رہا ہے۔"

"ان الفاظ کے ساتھ ہی ڈوگنی نے فائز کر دیا۔ ڈالو کا منہ پلے  
اسے خوف کے کھلا پھر خوف کی جگہ تکلیف نے لے لی۔ وہ جن مار کر  
ہم سے گرا اور ترپنے لگا۔ ایسے میں اس نے مشکل سے کما۔

"یہ۔ یہ۔ یہ آپ نے کیا کیا سب سے میں نے ائمہ کھانا نہیں  
انقلہ برگز نہیں دیا تھا۔ یہ ایک مرتب ہوئے آدمی کے الفاظ  
ہے۔ یاد کیے گا۔ ہا۔"

اور اس کی گردن ڈھلنک گئی۔ ڈوگنی ان کی طرف مڑا۔  
"مرتا ہوا آدمی جھوٹ نہیں بوتا۔ اس کا مطلب ہے۔ اس  
نے تم لوگوں کو کھانا نہیں دیا تھا۔"

"ہاں! نہیں دیا تھا۔ اور نہ تم نے یہ بات کی تھی کہ اس نے  
اگلی کھانا دیا تھا۔"

"لیکن تم نے مجھے روکتے کی کوشش کیوں نہیں کی۔"

"آپ نے تو اس کی بات نہیں سنی۔ اپنے ساتھی کی۔ ہماری  
بے کامیت۔ اپنکے کامران مرزا نے برا سامنہ بنا لیا۔

"نہ۔ اب مجھے تم لوگوں کو یہ یوں سمجھ کے دربار میں لے جانا

پیاس کا ہم و نشان تک نہیں تھا۔

"ڈالو کے پیچے۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ بالکل وہی میں دیکھ رہا ہوں۔"

"تو تم نے ائمہ کھانے پینے کو دے دیا۔" وہ دھماڑا۔

"نہیں سو۔ آپ ان سے پوچھ لیں۔"

"یہ کیوں بچ بولنے لگے۔"

"تو پھر؟" ڈالو بولا۔

"تمہیں اس غداری کی سزا ملے گی۔ یہ ہے۔ مسٹر الہلی  
حکم کیا ہے۔ یہ کہ ان لوگوں کو ہر حالت میں آج سعی کی خدمت میں  
پیش کرنا ہے۔... لیکن بھوک اور پیاس کی حالت میں۔ جب کہ  
بھوک اور پیاس سے تو بالکل نظر نہیں آ رہے۔"

"آپ یقین کریں سب سے میں نے ائمہ کیجھ نہیں دیا۔"

"کیوں اپنکے جھیلید۔"

"بات تو میں ہے۔ آگے آپ جو سمجھیں۔"

"نہیں۔ میں یقین نہیں کر سکا۔ ان لوگوں نے خود کا  
لائچ دے کر یا چکر چلا کر کھانا حاصل کیا ہے۔ اور ڈالو کو اس کی  
ضرور ملے گی۔"

ان الفاظ کے ساتھ تھی مسٹر ڈوگنی کے ہاتھ میں پتھول لغڑا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ مسٹر ڈاکی۔ آپ کو برا

"میں باہر لے جاؤ۔ اور ان کی جگہ پر پہنچا دو۔"  
لئے "تھی بھتر۔ وہ چاروں آدمی بولے۔ اور پھر اسیں باہر لے

"اب پروفیسر داؤڈ ہمارے قبضے میں ہیں۔ چاروں طرف سے کلاشن کوفوں کی ندیں۔ لہذا اگر تم لوگوں نے کوئی فلاح حرکت کرنے کی کوشش کی تو انسیں اسی وقت گولیوں سے بھون دیا جائے گا۔"

"اُس صورت میں تم ہمیں سُج کے درپار میں کس طرح پیش کر سکتے ہیں۔ اسکے لامراں مرزا نے طرفہ انداز میں کہا۔

"ان سے کہ دیں گے۔ آپ کے پافی مارے گئے۔"

"اُسی بات ہے۔ ہمیں منید سمجھانے کی کوشش نہ کریں۔"

اور پھر چار کلاشن کوفوں والے اور کمرے میں آگئے۔

"آپ کے تکالیں سر؟" ان میں سے ایک نے کہا۔ لیکن یہ "ہاں نہ تھے۔ جو پروفیسر داؤڈ کو لے کر گئے تھے۔

"اے۔" اس نے اشفاق کی طرف اشارہ کیا۔

اس طرح اشفاق کو نکالا گیا۔ پھر اشفاق، پھر رخمن، شوی اور

ان کے بعد ڈیگی نے ان سے کہا۔

"ہمارے قبضے میں تمہارے وہ سب ساتھی آگئے ہیں۔ جو لا الہ  
اللہ کے ماہر ہرگز نہیں ہیں۔ لہذا اگر تم نے ذرا بھی حرکت کرنے  
ماطل کی تو ان لوگوں کو کبھی خیس دیکھ سکو گے۔"

ہے۔ اب میں اور دیر نہیں کر سکتا۔ ورنہ میری جواب ٹھیک ہے۔  
گی۔" اس نے گھبرا تھی آواز میں کہا۔ پھر باہر نکل گیا۔  
جلد ہی وہاں زیست میں پہنچا۔ معلوم ہوا کہ  
بے شمار فوجی وہاں بلائے گئے ہیں۔ پھر ہمیں کے قریب کلاشن کوفوں  
والے کمرے میں آکر کھڑے ہو گئے۔

"صرف ایک بھجو پسلے کھولا جائے گا اور وہ بھجو ہے پروفیسر داؤڈ  
کا۔" ڈوکی نے شوخ آواز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" ان کے مدد سے ایک ساتھ لکھا۔  
"بس دیکھتے جاؤ۔ تم دنیا کے چالاک ترین آدمی ہو۔ لیکن۔  
مسٹر اقبال تمہاری تمام تر چالاکوں کا جواب دینے کی صلاحیت رکھے  
ہیں۔"

پروفیسر داؤڈ والا بھجو اوپر اٹھنے لگا۔ چار فوجی ان کی طرف  
بڑھنے لگے۔ جو شی بھجو ان کے سر سے اوپر ہوا۔ انہیں بلڑا  
گیا۔ اور کلاشن کوف کی نالی ان کے سر سے لگادی گئی۔

"اگر ذرا بھی حرکت کی تو انجام صرف موت ہو گا۔"  
"میں کیا حرکت کروں گا۔ حرکت کرنے والے تو ہوں گے  
ہیں۔" انہوں نے مدد بنا کر ان کی طرف اشارہ کیا۔  
"ان سے ہم خود بیٹ لیں گے۔" ڈوکی نے کہا۔ پھر  
آدمیوں سے بولا۔

"ہم سمجھے گئے۔ اپنال کی محل کا بھی اندازہ ہو گیا۔ وہ انہیں اسیوں سے کہیں بڑھ کر ذہین ہے۔ وہ ہمیں چاروں طرف سے ہالہ بے بس کر دیتا چاہتا ہے۔ بلکہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اپنے ساتھیوں کے لئے ہمیں تھماری ہربات ماننا پڑے گی۔ نہ دیکھا جائے گا"۔

"اب اسے نکالو۔" ڈوگی نے فردت کی طرف اشارہ کیا۔ "اکٹھے ہر شہر پر جنتی گی ہوتی تھی۔۔۔ ہر جنتی پر لکھا تھا۔۔۔ سع کے لئے ہر ہر طرف فوج ہی فوج تھی۔۔۔ ہر پنجوں ایک محلی گاؤں پر رکھا گیا تھا۔۔۔ کہ لوگ انہیں اچھی طرح دیکھے سکیں۔۔۔"

"اپنکے جیشید۔۔۔ اس نظارے کو دیکھ رہے ہو۔۔۔ کس قدر دل اُن کی ہے۔۔۔"

"اکٹھے تو ہے۔۔۔ اپنکے جیشید سکرائے"۔

"وزرا ہو۔۔۔ ابھی تو یہاں صرف فوتی موجود ہیں۔۔۔ جب یہ کہاں جوڑے گئے میں جائیں گی تو تم لوگوں کا کیا حال ہو گا۔۔۔"

"وقتی حال ہو گا جو منتظر خدا ہو گا۔۔۔ انہوں نے اوس اندازہ سا لکھا۔۔۔"

"کیا ہاتھ ہے جیشید۔۔۔ تم پریشان ہو گئے۔۔۔"

"جن حالات میں کیا مجھے پریشان ہونے کا حق بھی نہیں۔۔۔ وہ تھی۔۔۔"

"اوہ!! اس قدر درست اندازہ۔۔۔ ڈوگی کے لئے میا۔۔۔"

"مسٹر ڈاکٹر۔۔۔ میں چاہوں تو آپ کو اس قدر حیران کر دیں۔۔۔ آپ تمام زندگی اتنے حیران نہ ہوئے ہوں گے۔۔۔ یہیں میں نہیں آتا۔۔۔"

"میں کوں گا۔۔۔"

"اور میں اس وقت کا انتفار کروں گا۔۔۔ جب آپ مجھے اس قدر حیران کر دیں گے۔۔۔ اس نے بس کر کہا۔

ہر انسک بھی ہاہر نکلا گیا۔۔۔ ان کے اندازے کی تصدیق ہاہر لٹکتی ہو گئی۔۔۔ ان کے ہر ساتھی کو ایک بڑے بیجے میں بند کیا گیا تھا۔۔۔ ہر شہر پر جنتی گی ہوتی تھی۔۔۔ ہر جنتی پر لکھا تھا۔۔۔ سع کے لئے ہر ہر طرف فوج ہی فوج تھی۔۔۔ ہر پنجوں ایک محلی گاؤں پر رکھا گیا تھا۔۔۔ کہ لوگ انہیں اچھی طرح دیکھے سکیں۔۔۔"

"اپنکے جیشید۔۔۔ اس نظارے کو دیکھ رہے ہو۔۔۔ کس قدر دل اُن کی ہے۔۔۔"

لے۔ لہوست مجھ میدان میں اس طرح کھڑا تھا کہ درمیان راستہ  
بکھرا گیا تھا۔ اس راستے سے ہوتے ہوئے گازیاں آگے بڑھتی  
تھیں۔ یہ راستے کرنے میں انہیں پذردہ منٹ لگے۔ راستے پر  
انہیں پر توازنے کتے رہے۔ وہ شور چارہ رہے تھے۔ ہاتھ ہلا رہے  
تھے۔ انہی نظر کا اظہار کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پتھر بھی  
تھے۔ لیکن شاید انہیں پتھر چلانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ وہ  
عیناً اداوب کے کہ اگر پتھر مارنے کی اجازت نہیں تھی تو ان لوگوں  
میں ہاتھوں میں پتھر کیوں پکڑ رکھے تھے۔ ہر آدمی کے پاس دو دو پتھر  
تھے۔ جیسی ہر ہاتھ میں ایک پتھر۔

اپنے گازیوں کا قفلہ رک گیا۔ مجھ شور چلانے سے رک  
کر۔ میدان میں اپنے کموت کا ستائی طاری ہو گیا۔ اس قدر ہرے  
تھے میں اس قدر خاموشی بھی انہیں حد دو رجے عجیب تھی۔

اپنے انسوں نے میں اپر ہیلی کاپڑ کی آوازیں سنیں۔ سب  
اور پتھر انہیں بھی ہبھرے میں بند کر دیا گیا۔ اب گازیوں کا  
کہاں رکھنے لگے۔ انسوں نے بھی اپر دیکھا۔ آنکھ کے قریب ہیلی  
کہاں آتے نظر آ رہے تھے۔ اور پتھر ہیلی کاپڑوں سے کچھ لوگوں  
محمور کے چاقو سے بھی کوئی کام نہیں لے سکتے۔ اس لئے کہاں  
کہاں لگتیں لگا دیں۔ یہ بات نہیں کہ انسوں نے یہ اشوف پاندھ  
کرتے۔ جی نہیں۔ انسوں نے عام انسانوں کی طرف چلا گئیں  
کہاں تک۔ ساتھ ہی اپنے ہاتھ پھیلادیے تھے۔ پرندوں کی طرح۔  
کھلے میدان کے آثار دیکھائی دینے لگے۔ وہاں اس قدر لوگ تھے۔  
کہ انسوں نے اتنے لوگ زندگی میں کبھی ایک جگہ نہیں دیکھے۔ اور

محفوظ رہے۔

”یہ کمال ہے پروفسر داؤڈ کا۔“ وہ بولے  
”کیا مطلب؟“

”اُن کے پاس کچھ گولیاں تھیں۔ ایک گولی اگر کوئی پھر لے  
تو چوبیں کھنٹے تک اسے بھوک اور پاس محسوس نہیں ہوتی۔ اسی  
نے ایک ایک گولی ہم سب کو دے دی تھی۔“

”اوہ!“ ڈوگی کے مت سے نکلا۔

”کیوں کیا ہوا؟“

”افسوں! میں نے ٹلاشی کے دوران ان گولیوں کی طرف لڑ  
وہیاں نہیں دیا تھا۔“

”اب پروگرام کیا ہے؟“

”اس قدر رنجیں کہ سوچ بھی نہیں سکتے آپ۔“ وہ بولے  
اور پتھر انہیں بھی ہبھرے میں بند کر دیا گیا۔ اب گازیوں کا  
کہاں رکھنے لگا۔ انسوں نے بھی اپر دیکھا۔ آنکھ کے قریب ہیلی  
کہاں آتے نظر آ رہے تھے۔ اور پتھر ہیلی کاپڑوں سے کچھ لوگوں  
محمور کے چاقو سے بھی کوئی کام نہیں لے سکتے۔ اس لئے کہاں  
کہاں لگتیں لگا دیں۔ یہ بات نہیں کہ انسوں نے یہ اشوف پاندھ  
کرتے۔ ہی ٹلاشی کے دوران نکال لیا گیا تھا۔

ایک کھنٹے تک گازیاں چلتی رہیں۔ پتھر انہیں ایک بند  
کھلے میدان کے آثار دیکھائی دینے لگے۔ وہاں اس قدر لوگ تھے۔  
کہ انسوں نے اتنے لوگ زندگی میں کبھی ایک جگہ نہیں دیکھے۔ اور

بانکل پرندوں کی طرح۔  
لوگوں کی آنکھیں مارے جیت کے بھلپتی چلی گئیں۔ ہے کہا۔

"سچ اور ان کے ساتھی آ رہے ہیں"۔

"سچ اور ان کے ساتھی زندہ باد۔ زندہ ہاڑ"۔

مجمع چینخ لگا۔ چلانے لگا۔ وہ یعنی آتے گئے آتے گئے  
ہمال تک کہ ایک بہت اونچے اسنج پر آ کر رک گئے۔ یہ پہلے  
کے درمیان میں تھا۔ مجمع اس کے چاروں طرف تھا۔ اب یہ ایک  
اب بھی موجود تھے۔ اور ان پر سے پھولوں کی بارش کی جا رہی تھی۔  
یہ پھول اسنج پر آ کر گر رہے تھے۔ سچ اور ان کے ساتھیں۔

سروں پر بستے ہوئے ان کے ارد گرد جمع ہو رہے تھے۔

پھولوں کی بارش بھی پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ اس پندرہ  
مجمع تالیاں بجا آ رہا۔ سچ زندہ باد، ان کے ساتھی زندہ ہاڑ کے قاف  
لکاتا رہا۔ آخر پھولوں کی بارش، تالیوں اور نعروں کا سلسہ کیا  
ہاتھ اور انھائے پر ختم ہوا۔ مجھے میں اب ستا طاری ہو گیا۔ مجھے  
میں بند افراوے دیکھا۔ جس شخص کو سچ کا روپ دیا گیا تھا۔ اس  
چہرے پر ایک بھی سی ڈاڑھی تھی۔ اور ایسے شخص کی تصویر  
عیسائی وفات میں دیکھے چکے تھے۔ اس کھل صورت کے آدمی کوہم  
پر صلیب پر چھتے ہوئے انہوں نے دیکھا تھا۔ یعنی تصویر میں؛

کلائل ہیں۔ ہاتھ میں صلیب بناؤ کر اس پر سورتی فکاری جاتی ہے۔ یہ  
قیمتی بہتائوں میں اور ان کے سکولوں میں اور گرجوں میں عام طور  
ہائیکٹس میں آتی ہے۔ اب بانکل ویسا ہی شخص اسیں زندہ حالت میں  
لگا رہا تھا۔ اس کا قدر لبا تھا۔ جسم دلا پھلا تھا۔

اسچ پر اُن دی کسرے بھی نصب تھے۔ کویا یہ پروگرام پوری دنیا  
اکبری تھی۔ پوری دنیا کی نظریں اس وقت سچ پر جھی تھیں۔ وہ  
لہنگہ کاپ گئے۔ اس وقت انہوں نے خود کو بانکل بے بس اور  
بھروسے کیا۔ اول تو وہ ان بھروسے سے بھی نہیں تکل کئے تھے،  
لہلہ جاتے تو کیا تھا۔ یہ مجمع ہی کب انسیں زندہ چھوڑتا۔۔۔ انہوں  
نے اپنے مصنوعی سچ ایکریزی میں کہہ رہا تھا۔

"آج کا دن کس قدر خوشی کا دن ہے کہ آج سچ کے  
ہاتھ بھروسے میں بند نظر آ رہے ہیں۔ ان کے علاوہ پوری  
ناظمیں اب چند علاقوں پر چھوڑ کر کوئی بھی غیر عیسائی نہیں  
ہے۔ سب لوگ عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ عیسائیت جو  
ایک لاندال مذہب ہے۔۔۔ جس کی سچائی کا ثبوت خود میں  
ہے۔۔۔ مجھے میرے پاپ خداوند عالم نے آسمان پر انھا لیا  
تھا۔ اس وقت میرے مانے والے اس فلٹ فتحی میں بھٹا ہو  
گئے تھے کہ مجھے صلیب پر چڑھا دیا گیا ہے۔۔۔ مجھے سول دے  
ہیں گی ہے۔۔۔ لیکن تھا تو مجھے سول دی گئی تھی اور نہ صلیب

پر چڑھایا گیا تھا۔ ملک جس شخص کو سولی دی گئی تھی۔ « ”  
میرا ہم ٹھلل تھا۔ میری ٹھلل میرے ایک ساتھی کی ٹھلل بن  
گئی تھی۔ بادشاہ کے سپاہیوں نے تو اسے پکڑا تھا اور صلب  
پر چڑھا دیا تھا۔ کانٹوں کا تاج تو اسے پہننا گیا تھا۔ مارا جاؤ  
تو اسے گیا تھا۔ اور مجھے تو خداوند عالم نے صاف چھالا گیا  
اور اپر اٹھا لیا تھا۔۔۔ لیکن کیسے۔۔۔ یہ بھی سن لو۔۔۔ میں اور  
میرے یہ بارہ ساتھی۔۔۔ سب اس مکان۔۔۔ جس مکان سے  
میرے ساتھی کو گرفتار کیا گیا تھا۔۔۔ اس کی گرفتاری کے بعد  
کل گئے تھے۔۔۔ اور ایک غار میں چلے گئے تھے۔۔۔ پھر ہم نہ  
سے ایک تین دن بعد اپنے ساتھی کی لاٹ کو صلب سے الٹا  
کر غار میں لے آیا تھا۔۔۔ اس کے بعد غار کا منہ بند ہو گیا۔۔۔  
ہم اندر رہ گئے۔۔۔ اندر سے مجھے اپر اٹھا لیا گیا۔۔۔ میرے  
ساتھی اس غار میں رہ گئے۔۔۔ بعد میں کچھ لوگ غار میں داخل  
ہوئے۔۔۔ انہوں نے وہاں بارہ لاٹیں دیکھیں اور ایک  
کتاب۔۔۔ یہ کتاب۔۔۔ وہ بارہ ساتھی لکھ کر مرے تھے۔۔۔  
انہوں نے یہ تمام حالات اس کتاب میں لکھ دیے تھے۔۔۔  
اس کے بعد خداوند عالم نے ان پر موت طاری کر دی تھی۔۔۔  
اب دیکھ لو۔۔۔ میرے ساتھ خداوند عالم نے میرے ساتھیوں  
کو بھی زندہ کر دیا ہے۔۔۔ اب بھی کچھ لوگ ایسے ہیں۔۔۔

اُم پر ایمان نہیں لائے۔۔۔ یا انہوں نے چے دل سے عیسائیت  
تھل نہیں کی۔۔۔ ان لوگوں کو چاہیے۔۔۔ کہ اب یہ سب کچھ  
اپنا آنکھوں سے دیکھ کر مجھ پر ایمان لے آئیں۔۔۔ تاکہ ان  
کی آخرت سور جائے۔۔۔ ورنہ میں انہیں جنم کی خوش خبری  
شانہ ہو لے۔۔۔ ایسے سب لوگ جنم میں جائیں گے جو مجھ پر  
ایمان نہیں لائیں گے۔۔۔ ٹھلا یہ لوگ جو بچپن میں بند  
ہیں۔۔۔ ابھی آپ ان کا حشر دیکھیں گے۔۔۔ ان کے  
ہاتھ پر تالے لگ گئے ہیں۔۔۔ یہ ٹنگ ہو گئے ہیں۔۔۔ اب  
اُنکی اپنی موت صاف نظر آ رہی ہے۔۔۔ بہت بہادر بنتے تھے  
۔۔۔ بہت بہت منسوبے ان لوگوں نے فیل کیے۔۔۔ لیکن  
کنانہ خود فیل ہو گئے ہیں۔۔۔ ابھی آسمان پر بہت سے پتھر باقی  
ہیں۔۔۔ ان بچپنوں پر آپ لوگ تو پچھلوں کی بارش کریں گے  
۔۔۔ آسمان پر سے بھی پتھر بر سیں گے۔۔۔ اس وقت ان کے  
ہبے دیکھیے گا۔۔۔ آپ لوگ۔۔۔ بے چارے کس قدر  
ناموش ہیں۔۔۔ کہنے کے لئے ان کے پاس کچھ رہ جو نہیں  
اُنہوں ان کا اپنا ملک پورا کا پورا عیسائیت قول کر چکا ہے۔۔۔  
ہائے ان کے۔۔۔ انہیں تو ابھی اپنے اپر پتھر نظری نہیں  
لگتا۔۔۔ ان پر یہ لمحات آئے ہی نہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ یہ  
اُن عیسائیت تھل کر لیں۔۔۔ انہیں بھی ایک آخری موقع دیا

جائے گا۔

چند ایک علاقوں پر بھی عیسائیت کی گود میں آنے سے قہقہے ہیں..... اب ان علاقوں پر بھی پتوں کی بارش ہو گی۔ اور وہ علاقوں میں جلیان، سوناں اور غاریں۔ ایک دو روز تک ان کا بھی بیہہ غرق ہو جائے گا۔ اور پھر دنیا میں ایک آدمی بھی ایسا نظر نہیں آئے گا۔ جو عیسائی تھیں ہو گا۔ اب ذرا ہم اپنے ان باغیوں سے ہات کر لیں۔ میں سچ کے باغی۔ بلکہ یہ اس دنیا کے آخری باغی ہیں۔ کیونکہ اب جب کہ پوری دنیا میں عیسائیت، عیسائیت ہو گئی ہے..... عیسائیت کا بول بالا ہو گیا ہے تو اب ہات کیا ہے گیا ہے۔ ہات رہ گئی ہے قیامت۔ اب تو صرف قیامت آئی۔ لہذا سچ کے باغی اس دنیا کے آخری باغی ہیں۔ گواہ یہ قیامت کے باغی ہیں۔ قیامت کے۔ آخری بار اُنہیں عیسائیت کی دعوت دیتے ہیں۔ اب ذرا ان کی سُن لیں۔ شاید یہ اس وقت تک دل میں عیسائی ہو چکے ہوں۔ لیکن یہ لوگ حد و رجہ بے ایمان ہیں۔ ہو سکتا ہے اب اپنے عیسائی ہونے کا جھوٹ موت اعلان کر دیں۔ لہذا ان کے ہمہل سے آلات لگا کر ان کی الگیاں ان آلات پر رکھو کر ان سے عیسائیت قبول کرنے کا اقرار لیا جائے گا۔ اگر انہوں نے

عیسائیت کو قبول نہ کیا یا آلات نے بتایا کہ یہ جھوٹا اقرار کر دے یہ ایسے پھر پتوں کی بارش ان کا مقدر ہو گی۔ میں اپنی تقریب نہ کر کے اپنی بات کرنے کی دعوت دیتا ہوں، لیکن اس سے پہلے مجھے کو یہ بتا دتا ہوں کہ یہ لوگ انکلز جشید، انکلز کامران مرزا، شوکی اور ان کے ساتھی ہیں۔

ان لفاظ کے ساتھ ہی وہ خاموش ہو گیا اور سب لوگ پتوں کا لفڑ دیکھنے لگے۔ پتھر اور چیزیں جگہ پر رکھتے تھے۔ اس نے کھاکے دبے تھے۔ ایسے میں ایک تیز آواز لبرائی۔

○☆○

"ضدروں کیوں نہیں۔ میں وضاحت کرنے لگا ہوں۔ میرا پڑلا  
ہال۔ آخر پندرہ علاقوں میں کیوں نہیں ہو سکے اب تک"۔ ان  
علاقوں پر پتھروں کی بارش کیوں نہیں کی جاسکی۔ اگر یہ سچ سچا ہوتا تو  
ہل بھی پتھر رسانے جاتے۔ لیکن ان علاقوں پر پتھروں کی بارش نہیں  
ڈھانکتا۔ اگر تم چیز ہو تو اس اور اسی وقت ان آیا ہوں کو پتھروں  
لے بارش سے تھس نہیں کر کے دکھائے۔ اگر تم چیز ہو تو ان پتھروں کو  
خمل نہیں۔ پاک رکھو۔ ہم جیسیں کس طرح جھوٹا ثابت کرتے ہیں۔  
اُن تواریخ ساتھیوں کو بھی۔"

"لکھا آپ لوگوں نے۔ یہ شخص کس طرح شور چا رہا ہے۔  
ہر ایسا ہے۔ ان پاگلوں کو شور چانے دیا جائے۔ ان پر پتھروں کی  
ہل ٹھوٹا کر دی جائے۔ پتھر راہ راست تو انہیں کوئی نہیں گئے  
گے۔ لیکن پتھروں کے نیچے دفن ضرور ہو جائیں گے۔ اور اس طرح  
ہی ان ان کا قبرستان بن جائے گا۔ آپ میں سے ہر ایک کے ہاتھ  
کی ہل پتھر ہیں۔ گویا ہر آدمی ان پر دل پتھر اسے گائے۔ چنے شروع  
خود پتھروں میں چلے جائیں گے۔" جعلی سچ نے اعلان کیا۔

"سچ زندہ ہاں۔ سچ زندہ ہاں۔" سچ چلا اٹھا۔  
"میں یہ نا انسانی ہے۔۔۔ آخر ہمیں یہ موقع کیوں نہیں دیا جاتا  
آگے دیکھیں گے۔۔۔ ذرا ان لوگوں نے دیکھا ہی کیا ہے۔۔۔ ابھی تو تکارے۔۔۔  
تم جیسیں لعلی سچ ثابت کر دیں۔"۔۔۔ تل کا  
ان سب کو۔۔۔ بلکہ پوری دنیا کو اس بات پر یقین آپکا ہے۔

## ہوٹل شارن

"یہ ساری کمائی جھوٹی ہے۔ تم بھی جھوٹے ہو۔ اسلام کا  
ذمہ بہ ہے اور قیامت تک قائم رہے گا۔ تمہارے فریب کا پردہ ہاں  
ہو کر رہے گا۔۔۔ تم ہمیں پتھروں کی بارش کے ذریعے موت کے گھٹ  
اتروا ویں۔ لیکن مسلمان ضور تم لوگوں کے خلاف اٹھیں گے۔۔۔  
تمہارے فریب کا پردہ چاک کریں گے۔۔۔ فی الحال تو میں ہی پردہ ہاں  
کرنے کے لئے کافی ہوں۔۔۔ اگر تم میں سننے کی ہمت ہو تو یہ آنکھ  
ہوں۔۔۔ کیوں اپنے ہمت؟"

"ہاں! ضرور۔ کوئی کہنے کی اجازت ہے۔۔۔ تم ہمیں نہ سمجھتے  
کر دے۔ ہم جیسیں پتھروں سے نکال کر اس سچ پر لے آئیں گے و  
خود پتھروں میں چلے جائیں گے۔" جعلی سچ نے اعلان کیا۔

"میں اسے خود پکاریں گے۔ بلکہ پہلے ہی سے پکار رہے  
تھے بے ساتھ نہ کہا تھا۔"

بکاری کے ان الفاظ کے ساتھ ہی ان سب نے آسمان کی  
دالیت پرستی ادا کی۔ ان کے پاٹھ دعا کے انداز میں انھوں کے  
دو دل دھانکیں کرنے لگے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حَمْدٌ لِلّٰهِ وَلَا شَرِيكَ لَهُ"

اور بارش فریاد میں اس مصیبت سے نجات دلائے۔ ان  
اپنی قاتم کو خوش کوہا کم بنا دی۔ پچھوں کی بارش  
ان کا لئے خصوص قابل۔ اور مسلمانوں کو ان سے  
کوہا کم بالآخر مسلمانوں کو بہت دی۔ وہ اس جھوٹ

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حَمْدٌ لِلّٰهِ وَلَا شَرِيكَ لَهُ"

اور انکے سے مغلی ہائل قبیلے ان لوگوں پر بھلی گرا۔ یہ

اے دل دھانک! کہ تم! الحسب ان لوگوں پر ثبوت پڑئے

اے۔ لاسکے دلکش پر موت طاری کر دے میرے

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حَمْدٌ لِلّٰهِ وَلَا شَرِيكَ لَهُ"

اوہ، لئے رہے۔ سب لوگ ان کی دعائیں سنتے رہے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حَمْدٌ لِلّٰهِ وَلَا شَرِيكَ لَهُ"

گھر، گھون لی بارش شروع کر دی۔ آسمان سے بھی ان پر

کہ... میں ہی صحیح ہوں۔ اسی لئے تم ساری دنیا کے میہابت کو  
کر لیا ہے۔ اگر انہیں کوئی شک ہوتا تو یہ میہابت کوں کو  
کرتے۔ اور پچھوں کی بارشیں میرے سچا ہوا کی بے دل  
دلکل ہے۔ اگر تم مجھے جھوٹا ثابت کر سکتے ہو تو اس کی مدد  
ترکیب ہے۔ اور وہ یہ یہ کہ آسمان سے برستے والے پچھوں کوستے  
روک کر دکھا دیں۔ اس کے سوا اور کوئی ہات پر ری دینا تھا۔

"مانے گی۔ کیوں لوگوں؟"

"ہاں ہاں! یہ لوگ اگر پچھوں کی بارش روک کر بکاری  
انہیں سچا مان لیں گے۔" سب لوگ زور زور سے چلتے۔

"ہاں ہاں! ہم پچھوں کی بارش کو روک کر دکھائیں گے۔  
ہمیں موقع بھی تو دیا جائے۔"

"موقع کا کیا ہے۔ تم سارے ہاتھ انہیں بیٹھ دے۔  
تو نہیں بند ہیں۔ پکارو اپنے نبی کو جن کے پارے میں جائے۔

آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو کیا کہ اس  
اس وقت انہیں کہ وہ تم ساری دو کو آئیں۔"

"یہ تعلیم بھی تو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ  
دی ہے کہ دو کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہے۔ کسی دل کا دل

"وَتَوَهَّمُوا أَنَّهُمْ لَا يَرَوْنَ" اور ما انکو اس سے ہے۔  
ہو تو وہ تم ساری دو ضرور کرے گے۔ اگر ہم پے جس دل کا دل

پھر ان کی پارش شروع ہونے والی ہے۔” نعلیٰ سعج نے چلا کر کہد  
”اور پھر ان پر پھر ان کی پارش ہونے لگی۔ ابھی صرف بارش میں موجود لوگ پھر مار رہے تھے۔ آسمان سے ابھی شروع نہیں ہے۔  
تھے۔ ایسے میں پارش شروع ہو گئی۔  
”لوبھ ان کے لئے ایک اور عذاب۔ پارش کا عذاب۔“  
سعج نے چلا کر کہا۔

445

نے کے ساتھیوں کو بھی جلد جلد گاؤں میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ  
ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے میدان صاف ہو گیا۔ وہاں کوئی بھی نہ رہا۔  
بہ مرغ بخوبی میں بند لوگ موجود تھے۔ ان بخوبیوں کے اروگروں  
الحمد للہ پڑے تھے۔ لیکن یہ پھر اس قدر ضور تھے کہ بخوبیوں کو  
میں طور پر ڈھانپ لیتے۔

ایسے میں انہوں نے ایک بار پھر سے پھر ان کو توڑنے یا کم از کم  
لاغی دینے کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن وہ بہت سخت  
ہے۔ کہنے پڑے۔ لش سے مس نہ ہوئے۔ اوپر سے پارش برس  
لگ۔ ایسے میں اسکلز جیشید نے ایک بڑا سانوک دار پھر اٹھایا۔  
لگ سلاں زیادہ اور موٹا یا چوڑا کم تھا۔ اس لئے بخوبی کے اندر چلا  
لگ۔

الہ نے سلاخوں کے جوڑ پر اس پھر کو بے تحاشا بر سانا شروع  
کیا۔ سب لوگ سکتے کے عالم میں ان کی اس کوشش کو دیکھنے  
کے لامبا اس کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ ایک سلاخ جوڑ  
سے لٹک گئی تھی۔

”لہ ما را! یہ ہماری پہلی کامیابی ہے۔“ اسکلز کامران حمزہ

ال سلاخ کے ٹوٹنے سے اب اتنی جگہ ہو گئی تھی کہ بڑا پھر  
لگا۔ باسکا تھا۔ انہوں نے ایک بھاری پھر اٹھایا اور ساتھ والے

لوگوں نے اور زور شور سے پھر بر سانے شروع کی۔ ”لہ ما را!  
کی دیواروں سے ہٹ کر بخوبیوں کے درمیان میں کھڑے ہو گئے  
تھے۔ کہ پھر ان کی براہ راست چوت سے فتح ملی۔ انہوں نے تمدن  
طرف دیکھا۔ سیاہ پادلوں نے آسمان کو ڈھانک لیا تھا۔ پارش میں  
لمحہ پہ لمحہ تیزی آری تھی۔

”لوگوں جلدی کر۔ اوپر سے ہونے والی پھر ان کی بارش  
ہونے سے میں نے بہت مشکل سے روک رکھا ہے۔ کہ کہیں؟  
بارش کی پہیت میں تم نہ آ جاؤ۔ جلد از جلد پھر بر سانے کروں، اور  
کرو۔ پارش میں تیزی آری ہے۔“ نعلیٰ سعج نے چلا کر کہا۔

لوگوں کے ہاتھ اور تیزی سے چلنے لگے۔ لوگ اب بہائی  
تھے۔ اپنیں جلد از جلد اپنے گھروں تک پہنچنا تھا اور پھر بارش  
خوف نے اپنیں آ لیا۔ ان گست لوگ پھر مارے بغیر ہی بہائی کوں  
ہوئے۔ پھر تو حملہ درجی گئی۔ پارش اور تیز ہونے لگی۔ ٹل کا

بائش رک گئی۔ اور آنہادی کے آہار نظر آنے لگے۔ سب سے پہلے  
وہ مگر نظر آیا۔ وہ اس میں حکم گھٹے۔ اندر ایک بوڑھا اور وہ  
اپنی موجود تھیں۔ وہ اپنیں دیکھ کر گمراہ گئے۔  
”لگتے کون ہو تم لوگ؟“

”ہم پھر نہیں ہیں۔ بارش میں مگر گئے تھے۔ ہمیں آگ کی  
ٹھوڑتی ہے۔ مگر اپنے کپڑے سکھا سکیں اور بس، اس سے زیادہ ہم  
اپنے کچھ نہیں چاہتے۔“

”جھی بات ہے۔ آپ لوگ اس طرف بینے جائیں۔ ہم ابھی  
ال جلاستے ہیں۔ بینی خالدہ۔ آگ جلا دو۔“

”لیا آپ مسلمان ہیں؟“

”ٹھی۔ خداوے یہ کیا سوال پوچھا تھا۔ میں نے اپنی بچی  
کام خالدہ نہیں خالدہ لیا ہے۔ اور خالدہ مسلمانوں کا نام نہیں ہوتا۔“  
لے کے چہرے پر خوف دوڑ گیا۔

”اُنکے کی صبورت نہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ اور اگر آپ  
ال میدان میں موجود تھے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہاں کچھ مسلمان  
خود میں بندھتے تو ہم ای ہیں۔“

”اوے نہیں۔“ اس حرثہ اور بھی خوفزدہ انداز میں کہا۔

”آپ نہ ڈریے۔ ہم بہت جلد یہاں سے نکل جائیں گے۔“  
ال بھائی نے۔ اور بارش نے اور سرو کر دیا ہے۔ ہمارے کپڑے

جوڑ پر مارنے لگے۔ جلد ہی ایک جوڑ اور سکھ گیا۔  
”نیرا خیال ہے۔ اب میں خیرے سے نکل سکتا ہوں۔“ اپنے  
جمشید پولے

”تو پھر جلدی کریں۔“

وہ باہر نکل آئے۔ اب انہوں نے ایک بہت بڑا پتھر ادا کر  
وہ سرے مجنہوں پر مارنا شروع کیا۔ اس طرح ان کے بعد اسکے لامار  
مرزا پاہر نکلے اور انہوں نے بھی مجنہوں پر پتھر بر سانے شامی  
دیے۔ تھوڑی دیر بعد سب لوگ باہر آ چکے تھے۔ بارش الی ہی  
شدید ہو رہی تھی۔ دور دور تک کوئی اور انسان نظر نہیں آمد تھا۔  
بارش نے ان سب کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ اس میدان سے  
ہونے کے لئے وہاں سے چل پڑے۔ پانی ان کے گھنٹوں تک آتی  
تھا۔ اس لیے وہ زیادہ تیزی سے نہیں چل سکتے تھے۔  
وہ کھنٹے بعد کہیں وہ اس میدان سے نکل سکے۔ انہوں نے  
کروکھا تو پورے میدان میں پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔ یہاں  
جیسے سیاپ آ گیا ہو۔

اب وہ دوڑنے لگے۔ لیاس کیلے تھے۔ اوبے سے بارا  
ابھی نہیں رکی تھی۔ لہذا سروی سے ان کے دانت بیچ گئے۔  
نے بھی مناب سمجھا کہ دوڑنا شروع کر دیا جائے۔ اس طرز  
میں کچھ تو گری آئے گی۔ وہ دوڑنے رہے، دوڑنے رہے۔

لئی کافی ہو گا۔"

"آپ سیدھے چلے جائیں... پھر ایک چوراہا آئے گا... اس کے دامن ہاتھ پسلا مکان ایک بست پکے مسلمان کا ہے... وہ بہت ہائے کم گئے ہیں۔ شاید نقشہ مل جائے آپ کو۔"

"بہت بہت شکریہ"۔ وہ چل پڑے۔  
اس مکان کے دروازے پر ٹکچ کر محمود نے دستک دینے کے لئے

اوٹ اعلیٰ ٹھاکہ اندے سے روئے کی آواز آئی۔

"لکھو میرے پچھے... تمہارے روئے کی آواز ہاہر جا سکتی ہے... لگائے سن لی تو مصیبت آجائے گی۔"

"آخر ہم ان پر آنسو بھی نہ بھائیں... جن پر بھرے بھٹھے نہ  
لگائے اور جنہیں جنگوں میں قید کیا گیاں... ان کا جرم صرف یہی تھا  
کہ انہوں نے عیسائیت قبول نہیں کی۔"

"باد میرے پچھے... لیکن ہم سب بہت بڑے خطرے میں ہیں...  
اگر آپنے جنگوں پر خوشی طاری کرنا ہو گی... جنگ کو کوئی  
ناغی اڑ اس طرف نکل آیا... اور حسین ان کے لئے روتے ہوئے  
لگایا تو تمہارے ساتھ بہت برا سلوک کیا جائے گا... ابھی تو بارش کی  
ہے سے ہم اگنی میں ہیں۔"

"آپ لیک کتے ہیں۔"

اور محمود نے دستک دے دی۔ اندر یک لخت غاموشی چما

بھی بالکل گیلے ہو گئے ہیں، ان حالات میں ہمیں اگر آگ نہ ملی تو بے  
کے سب نہیں میں جلا ہو سکتے ہیں۔ آس پاس کوئی نہیں ہے  
آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بارش کی وجہ سے سب اپنے اپنے گھروں  
میں تھم گئے ہیں، ایسے میں کسی کو کیا پڑی ہے کہ ہماری ٹھاٹیں میں  
لکھے۔ اور پھر ان سب کو معلوم ہے... ہم جنگوں میں مدد ہیں۔ لا  
سے نکل نہیں سکتے۔" اسکے بعد جسید نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن آپ لوگ نکلے سے طرح؟"

"بس اللہ نے مدد کی۔ پہلے اس نے ہماری مدد بارش سے کی۔  
جب لوگ بھاگ گئے تو میں نے ایک پھر اٹھا کر ایک سلاٹ کے ہولے  
مارنا شروع کیا۔ آخر سلاٹ نوٹ سنی۔ اس طرح ہم باہر نکلے۔"

"چھپی بات ہے۔ اللہ مالک ہے۔"

ان کے لئے ٹل روشن کی گئی۔ کھانا سامنے رکھا گیا۔ ب

ان کے کپڑے سوکھ گئے تو بورھے سے بوئے

"یہاں کا کوئی نقشہ مل سکتا ہے۔ آپ کے پاس۔"

"نہیں۔ میرے پاس نقشے کا کیا کام۔"

"خوبی۔ آس پاس کسی اور مسلمان کا گھر۔ جہاں سے اہمی  
نقشہ مل سکے۔ یا کوئی گاڑی۔"

"مٹک... گاڑی... بھلا کون دے گا آپ کو۔"

"ہاں! یہ بھی ہے۔ خوبی کوئی نقشہ مل جائے۔ ہاں۔"

گئی۔ یوں لگا جیسے گھر کے افراد بڑی طرح نہ کرنے کے ہوں۔  
دوڑاڑہ کھلا۔

ان کی طرف دیکھتے رہے۔ آخر کار ان میں سے ایک نے کہا۔  
”آپ یقیناً وہی ہیں۔ میں نے دوڑیں کے ذریعے آپ لوگوں  
کے بخوبی میں دیکھا تھا۔ اف اللہ! ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ  
آپ لوگ ہمارے گھر بھی آ سکتے ہیں۔ ہم کس قدر خوش نصیب  
ہیں۔“

”ہمیں یہاں زیادہ دیر تک نہیں خہرا چاہیے۔ بخوبی سے  
اکٹ فرار کی بات زیادہ دیر تک چھپی نہیں رہے گی۔ بت جلد یہ  
ہات پارے شر میں بھیل جائے گی۔ لذا آپ جلد از جلد ہمیں نقشے  
سے بڑیں۔ اور ہو سکے تو کوئی سواری۔“

”آپ کو نقشہ بھی ملے گا اور کار بھی۔ لیکن میرے پاس چھوٹی  
لگا رہے۔ آپ سب اس میں کس طرح آ سکیں گے۔“

”آپ فکر نہ کریں۔ ہم چھوٹی کار کو بڑی کار میں تبدیل کرنا  
چلتے ہیں۔“

انہیں جلدی نقشہ اور کار دے دی گئی۔ وہ ان کا ٹکریہ ادا کر  
کے باہر لٹکنے لگے۔ ایسے میں عان رحمان نے اپنے انگلی سے ایک  
گھنٹی تھال کر ان کی طرف پڑھا دی۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔“

”اس کو چکر کر آپ اپنے لے دو سری کار غرید سکتے ہیں۔“

”اگر۔ کون۔ لوگ ہیں آپ۔“

”مصیبت زدہ آپ کی مدد کے طالب۔“ اسپریز کامران  
بولے۔

”کیا مطلب؟“

”اگر آپ تھوڑی دیر پسلے اس میدان میں موجود تھے۔ جلد  
تعلیٰ سعج نے ایک تقریر کی تھی۔ اور وہاں بخوبی میں بکھر لے اتا  
تھے۔ پھر لوگوں نے ان بخوبی پر پتھر بر سائے تھے۔ اگر آپ دیر  
موجود تھے۔ اور بخوبی میں بند لوگوں کو آپ نے دیکھا تھا۔ میں  
سے دیکھیں۔ ہم وہی ہیں۔ یہاں سے کچھ دور ایک مسلمان کا مکان  
ہے۔ ہم نے اس مکان میں آگ روشن کر کر اپنے کپڑے سک  
ہیں۔ ہمیں ایک نقشے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ نقش لیں۔  
دیر تو یہ آپ کا بت بڑا احسان ہو گا۔“ انہوں نے جلدی جلدی مک  
”اوہ۔ ارسے باپ رے۔ یہ آپ لوگ ہیں۔ اگر کیا  
آپ کو دیکھ لیا۔ تو ہماری شامت بھی ساتھ آئے گی۔ آپ  
جلدی اندر۔“

اس نے انہیں اندر سمجھ لیا۔ دروازہ اندر سے بند کر دیا۔  
پرانی افراد بھی باہر نکل آئے اور ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ لذت

"ہمارے پاس میک اپ کا بہت سا سالان موجود ہے..... کوئی پروا نہیں۔"

ایک چٹان کے نجے انہوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ یہ چٹان سا بیان کی طرح ان کے سروں پر موجود تھی۔ اور فائدہ اس کا یہ تھا کہ پتوں کی پارش کی صورت میں یہ چٹان انہیں پچا عکتی تھی۔ وہاں انہوں نے ہرے الطینان اور سکون سے میک اپ کیسے۔ وہ بھی ایسے کہ معنوی بہت سے بھی نظرناہ آسکے۔ اس کام میں کتنی کھنٹ لگ گئے۔

ہوشیار شارن میں کون جائے گا۔۔۔ ایسے میں پروفیسر داؤد اے۔

"صرف دو آدمی۔۔۔ میں اور اپکڑ کامران مرزا۔۔۔ اپکڑ جمیل اے۔"

"یہ بات تم متعارض نہیں جمیل۔۔۔ تم دونوں میں سے ایک کو

"بھی بات ہے۔۔۔ میں خان رحمان کو ساتھ لے جاتا ہوں۔۔۔

"لیکھ ہے۔۔۔ گاڑی کی نمبر پیٹ میں تبدیل کرنی چاہیے۔۔۔

اب تک وہ ہماری نقل و حرکت کا سراغ لگا پچے ہوں اور

ہوشیاری کا دلکشی میں ہوں۔۔۔"

"عن..... نہیں نہیں۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں۔۔۔"

"ہماری خوشی اسی میں ہے کہ آپ اس کو رکھ لیں۔۔۔ اور ان انکوٹھی کو معمول ہرگز خیال نہ کیجئے گا۔۔۔ اس سے ایک اچھی لا ہا آسانی خریدی جاسکے گی۔۔۔"

"میں ایک بار پھر کہوں گا۔۔۔ آپ اس انکوٹھی کو اپنے پاس لے رکھیں۔۔۔ آپ کو ضرورت بیش آسکتی ہے۔۔۔ مالک مکان نے کمل

"میرے پاس ابھی اور انکوٹھیاں ہیں۔۔۔ انہوں نے یہ کہ جیب سے انکوٹھیاں نکال کر دکھائیں۔

اور پھر وہ وہاں سے روان ہوئے۔۔۔ جلد ہی وہ شہر سے باہر نکلے۔۔۔ اس پر بھی انہوں نے سفر جاری رکھا۔۔۔ آخر ایک گھنٹے پہاڑی جگہ پر چلخ کر انہوں نے اس سفر کا سلسلہ ختم کیا۔۔۔ وہاں آدم بھی کیا اور قشے لے کر بیٹھے بھی۔۔۔ ان سب نے مل کر تھے پر فر کیا۔۔۔ ایسے میں آصف نے کہا۔۔۔

"اب پوگرام کیا ہے۔۔۔"

"ہمیں ہوشیار شارن کے کمرے میں رکھے ماڈل کی اصلی واد میں تلاش ہے۔۔۔ اس منسوبے کے اصل مقام تک پہنچنے بغیر ہر کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔۔۔"

"ہوں! آپ نیک کے ہیں۔۔۔ لیکن اس کے لئے ہمیں ای شارن ہی جانا پڑے گا۔۔۔ اور اس کے لئے ہمیں کتنی سیک اپ کی

"اگر یہ بات ہو گی تو پھر ان مہینوں پر بہت سختی ہو رہی"

گی۔

"ہم ان کی بھی خبر لینے کی کوشش کریں گے..... اور اگر" خلرے میں ہوئے تو اپسیں بھی نکال لائیں گے۔ عین اس وقت سامنے سے کئی گاڑیاں آتی نظر آئیں۔

○☆○

گاڑیاں نے پوری سڑک کو روک لیا تھا۔ ان کے نکلنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ لہذا اپسیں گاڑی روکنا پڑی۔ ادھر سامنے آتے والی گاڑیوں بھی رک چکیں۔

"کچھ پیچے اتر آئیں"۔ ایک پولیس افسر نے ان کے نزدیک لئے ہوئے کہا۔

"خیر تو ہے سر"۔ اپکنہ جیشید نے پر سکون آواز میں کہا۔

"گاڑی کی تلاشی لی جائے گی"۔

"لیکن کیوں؟"

"جسہ بھرم لوگ فرار ہو گئے ہیں۔ ہمیں ان کی تلاش ہے"۔

"لوہ اچھا۔ تلاشی ضرور لیں"۔

انہوں نے اپنی طرح تلاشی لی۔ گاڑی کے کافی دست بھی یکھ۔ انہوں نے نعلیٰ کافی دست بھی یکھ۔ لہذا گفر کی کوئی اٹ نہیں تھی۔ کافی دست چیک کرنے کے بعد انہوں نے ان کے جسے بھی دیکھ۔ پھر ایک نے کہا۔

از لو تھے۔ جلد اور وہ ہوٹل شاران کے سامنے تھے۔ کار کو پارک کر کے وہ اندر داخل ہر تھے۔ یہاں حالات جوں کے توں تھے۔ لیکن ذینہ فلم میں آ رہا تھا۔ وہ سیدھے اس کمرے کے دروازے پر پہنچے۔ جس میں ماڈل رکھا گیا تھا۔ اسپکٹر جمیش نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا تو نام کی جگہ ایک اور کی صورت دکھائی دی۔

"میں سفر ڈین سے ملتا ہے۔" اسپکٹر جمیش بدی ہوئی آواز میں

"تو آپ کو کاؤنٹر سے پوچھتا چاہیے تھا۔" اس نے منہ بنا کر لے۔ وہ ایک پھوٹے سے قد کا آدمی تھا۔

"ایسی لئے تو یہاں آئے ہیں۔"

"لیا مطلب۔ کاؤنٹر والوں نے یہ بتایا ہے کہ سفر ڈین یہاں نہیں۔ یہ بات وہ کس طرح بتاتے ہیں۔" اس کے بعد میں حیرت کیلئے

"نہیں جتاب کیسے بتاتے ہیں۔"

"آپ ہیں کون؟"

"سفر ڈین کے بھین کے دوست ہیں۔"

"آئیے۔ بیٹھے۔ میں ابھی پہا کرتا ہوں۔ وہ کہاں ہیں۔"

"ہم ایسا دفت کرے سے نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی واپسی

"میں۔ یہ لوگ وہ نہیں۔ جاتے وہ۔"  
"وو کے سر۔"

سرک پر راستا چھوڑ دیا گیا۔ وہ آگے بڑھ کر۔ ابھی خدا رحمان نے کچھ کرنے کے لئے من کھولا ہی تھا کہ انہوں نے ان کے در پر ہاتھ رکھ کر غاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر اشادوں کی زبان میں ادا کیا۔

"بیس اورہ اورہ کی باتیں شروع کر دی۔ انہوں نے ہماری بات

کے ساتھ آلہ چپکا دیا ہے۔ ہماری بات چیت سنی جائے۔"

خان رحمان دھک سے رہ گئے۔ ان کا منہ کھلا کا کھلا دیا گیا۔

"یار سالم۔ یہ کن لوگوں کی ٹلاش ہو رہی ہے۔" اسکے بعد

نے جلدی سے کہا۔ خان رحمان چونکے اور سنبھل کر بولے۔

"ہمیں کیا پہا عنایت یار۔ یہ حکومت کے کام ہیں، تھاں

والے جائیں۔"

انہوں نے کافی دل میں لکھے تاموں کے ساتھ بات چیت شدی

کر دی۔ اورہ اورہ کی باتیں کرتے رہے۔ پھر اچانک اسپکٹر جمیش۔

گاڑی کے انجمن میں سے گھر گھر کی آواز نکالی۔ اور بولے

"ایک منٹ تمہو۔ گاڑی میں کوئی گزبر لگتی ہے۔"

اور گاڑی کی پینگ کے بجائے انہوں نے اس آئے سے

حاصل کر لی۔ اب وہ آگے بڑھے تو بات چیت کرنے کے لیے

"مسٹرڈیٹ سے چند منٹ بعد ملاقات ہو سکے گی۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔" اس نے کہا اور پر گلی ایک عکن کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ ماڑل کا بغور جائزہ لینے لگے۔

اچانک دروازہ کھلا اور ایک بے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے نظر بھی کران کی طرف دیکھا۔ وہ آگے پوسھاہی تھا کہ اپنے جشید نے پر سکون آواز میں کہا۔

"دروازہ اندر سے بند کر لیں۔ ہمیں بہت پرائیویٹ بات کیل ہے۔" اپنے جشید بے تکلفی کے انداز میں یوں لے۔ آواز بدلتا ہے۔

اس نے چونک کران کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں الہمن تھی۔

"میں نے آپ دونوں کو پہچانا نہیں۔"

"حیرت ہے۔ آپ بچپن کے دوستوں کو بھول گئے۔ میرزا ادھر آئیے۔" اپنے جشید نے عجیب سے انداز میں کہا۔ چھوٹے تر آدمی جران جران سا ان کی طرف آگیا۔

"آپ تو ہمیں پہچانتے کی کوشش کریں۔"

درخان نے چھوٹے قد والے کو قابو میں کر لیا۔ "میرزا۔ میرزا۔ میرزا۔" اس نے آپ کو پسلے کبھی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا۔

459  
"یہ تو دونوں ہی ہمیں پہچان نہیں رہے بھی۔" اپنے جشید نے  
بچپن کے عالم میں کہا۔

"اب کیا کیا جائے سر۔" خان رحمان نے بھی آواز بدلتے کی  
اٹھ کی۔

"آپ اپنا تعارف کیوں نہیں کر دیتے۔"

"اہا! یہ واقعی تھیک رہے گا۔ میں ڈاکٹر ابرام ہوں۔ یہ  
راکھ لے۔"

"میں اس نام کے آدمیوں سے ہرگز واقف نہیں۔" بے قد  
ساتھ بے اسامنہ نہیا۔ پھر چھوٹے قد والے کو گھور کر بولا۔

"تم نے میرا وقت مناقع کیا۔ میں بہت ضروری کام کر رہا تھا۔"

"اب بھی کیا معلوم تھا۔ کہ یہ آپ کے بچپن کے دوست  
میں ہیں۔"

"کہا تو خیر ہم ہیں۔ ہم یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔"

"اڑے تو کریں نا۔" اس نے جمل کر کہا۔

"میں ابھی آپ کو ساری یات یاد کرائے دیتا ہوں۔"

یہ کہ کر اپنے جشید اٹھے۔ اور اس کے پالکل نزویک بخی

لکھ۔ پھر انہوں نے اچانک اس کا دایاں ہاتھ کلائی پر سے پکولیا۔

"میں۔ میں جتاب۔ میں نے آپ کو پسلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"یعنی اپنے جشید کہتے ہیں۔ اور یہ خان رحمان ہیں۔ اب

بھی یاد آیا یا نہیں کہ ہم آپ کے بھپپن کے دوست ہیں۔“  
”اوہ! یہ... یہ تم ہو۔“ مارے جیت کے اس نے کہا۔  
”تو بھئی خان رحمان پہچان لیا انہوں نے نہیں۔“  
”کمال ہے۔ مان گیا میں تمہیں۔“ خان رحمان نے خوش ہوا  
کہا۔

”اوہ ہو کیا مصیبت ہے... میرا ہاڑو ٹوٹ جائے گا۔“ پھر وہ  
اس نے تملنا کر کہا۔

”مکونی بات نہیں... دوسرا لے دیں گے۔“ خان رحمان  
سکرائے

”آخر تم لوگ چاہئے کیا ہو۔“

”صرف اور صرف ایک بات... اور نہ بتانے کی صورت میں  
ایک دوسرے بات ہم چاہتے ہیں۔“ اپکر جمیل نے پر سکون گواہی  
کہا۔

”مکی مطلب۔ صاف صاف کمو۔“ اس نے گھبرا لیا ہوئا  
میں کہا۔

”پہلی تو صاف صاف بات یہ ہے کہ اس ماذل کو دیکھ دے،  
تم“۔

”ہاں کیوں۔ کیا ہوا اس کو۔“

”اس کا اصل کہاں بنایا گیا ہے۔“

”اوہ... یہ بات... مجھے نہیں معلوم۔“  
”تو بھردو مری بات چاہتے ہیں۔“  
”اور وہ کیا۔“

”تساری موت... اب یا تو اس جگہ کا پتا دے۔ ورنہ موت  
تل کرو۔“

”یہ بات صرف اور صرف بھردو کی کو معلوم ہے۔“  
”لیں کہا!!“ وہ حیران رہ گئے۔

”ہاں! میں کیا۔ کوئی بھی نہیں جانتا۔ صرف بھردو کی جانتے  
ہے۔“

”میں بھی بات ہے۔ ہم اس سے معلوم کر لیتے ہیں۔ لیکن اب  
ماڈل کو زندہ نہیں چھوڑ سکتے۔ ورنہ ہمارا راز ظاہر ہو جائے گا۔“

”یہ... یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تسارا دماغ تو نہیں چل گیا۔“

”ہل چل گیا ہے۔“ تمہیں ہلاک کرنا ٹوپ کا کام ہے۔ لذ  
اڑا کا پتا دے۔“

”کل ایسا نہیں۔ اور نہ یہ ثام ہے۔ وہ دونوں تم لوگوں کے  
خدا کے تھے۔ پھر تم نے ان کے ہام کیوں لے۔“ لبے قد

”اگر فرمائیں کوئی آجائے۔“

"ہمارے یہاں آئے کی اطلاع میجر ڈوگی کو نہیں دے سکے۔"

"ہم دخدا کرتے ہیں.... یہ اطلاع اسے نہیں دیں گے۔"  
"تیری دخدا تو اس صورت میں کر رہے ہو۔ جب کہ ہم تیری گردش ویوچ رکھیں ہیں.... لیکن جب ہم یہاں سے چلے جائیں کے۔ تم خود کو محفوظ خیال کرو گے تو پلا کام کی کرو گے۔ میجر ڈوگی افون کرنے کا۔ اور میں تم دونوں کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔"

"ہم کہ چکے ہیں۔ اس تم کا کوئی فون نہیں کریں گے۔"  
"اس بات کی کوئی تگاری دے دو۔ ہم ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔"

"ایسا گارنٹی ہے؟"

"اٹک گارنٹی۔"

"یہاں گارنٹی۔"

"اپ بھیں پاندھ کر من پر شیپ چپکا کر چلے جائیں۔"  
"کوئی بھی تم دونوں کی تلاش میں اور آسکتا ہے۔ وہ تمیں اسے گا۔"

"تب میر آپ ہی ہاتھیں.... ہم کیا کریں۔"

"تم میجر ڈوگی کو یہاں بلا کر دو۔"

"ہماری کیا جرأت۔ وہ اتنے بڑے آدمی ہیں اور ہم بہت

"اور ہم آگئے پھر۔"

"اس ماں کا اصل کماں بنایا گیا ہے۔ بس اتنا تباہ دہ دہ موت کا جام پی لو۔ تم لوگ بھی تو ان گت مسلمانوں کو بلاوجہ سوت کے گھٹاٹ اتار رہے ہو۔ ان کے سروں پر شب ہا قاب گراہے ہو۔"

"ہم ہتا پکے ہیں۔ یہ بات صرف میجر ڈوگی کو معلوم ہے۔"

"اور ہم میجر ڈوگی سے کمال مل سکتے ہیں۔"

"آج رات فتح کی خوشی میں جشن منایا جا رہا ہے۔ یہ جشن رات جاری رہے گا۔ میجر ڈوگی ایک خاص آدمی ہیں۔ لذا یہ ہو سکتا کہ وہ وہاں موجود نہ ہوں۔"

"اور یہ جشن کماں منایا جا رہا ہے۔"

"بیٹھل ہاں میں۔"

"خیر۔ ہم میجر ڈوگی سے معلوم کر لیتے ہیں۔"

"تم وہاں نہیں پہنچ سکو گے۔ وہاں پر نہ بھی پر نہیں۔ مار کر اچھا۔ کمال ہے۔ خیر کوشش کر دیکھتے ہیں۔ فی الحال

دونوں تو جاؤ۔"

یہ کہ کر انہوں نے دونوں کی گروہیں پکڑ لیں۔

"عن..... نہیں۔ ایسا نہ کریں۔ آخر ہمیں مار کر بٹے گا۔"

محمولی سے... اور پھر اس وقت وہ جیش میں شامل ہیں... نہیں  
جتاب۔ ہم انہیں فون کرنے کی ہمت نہیں پاتے۔  
”فون پر انہیں صرف یہ اطلاع دو۔ یہاں گزبر ہے اور بہ۔  
یہ کہ کر فون رکھ دو۔“

”وہ فوج اور پولیس کو بیچج دے گا۔ آپ لوگوں کو کیا کہا؟“  
”کا۔“

”ہوں! یہ بھی ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں وہیں جانا ہو گا۔  
اچھا ایسا کر لیتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ چلو۔“  
”کیا مطلب؟“ وہ حیران رہ گئے۔

”تم دونوں ہمارے ہاتھ سے صرف اسی صورت میں قیامت  
ہو۔ جب بیگڑوگی سے ملاقات کرنے سے پہلے تم انہیں خیارنا کر  
سکے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب تم ہمارے ساتھ رہا۔“  
”چلنے پھر ایسا کریں۔ آپ پستول نکال لیں۔ ہمارے پاس  
سے نگاہیں اور ہمیں لے چلیں۔“ اس نے کہا۔

”ہم اتنے سیدھے نہیں۔ ہمارے بارے میں تو انقلاب  
نکر مدد ہے۔ تم کیا چیز ہو جو ہمیں چکر دینے کی سوچ رہے ہو۔“  
”کیا مطلب؟“ وہ زور سے پوچھا۔

”مطلوب یہ کہ ہم پستول نہیں نکالیں گے۔ پستول البتہ میں  
جیبوں میں رہتے ہوئے۔ تھماری طرف اٹھے رہیں گے۔“

”اوی!!“

ان کے چہرے تاریک ہو گئے۔ ایسے میں فون کی محنتی نج  
انگلی۔

○☆○

"انہوں نے اچھا کیا..... خود تو سرک لیئے..... ہمارا کیا ہے.....  
اپنے سرک کے دشمن کا سرک کے"۔ فاروق نے مت ہٹایا۔  
"لیکن تم سرک کے پیچے پڑ گئے۔ سوال یہ ہے کہ خلروں کیا  
ہے۔ ہاں فرزاد"۔

"میں تھامیت خاموشی سے گھیرے میں لیا جا رہا ہے۔ اور اس  
مطلوب بھے۔ ان لوگوں کو ہمارے پیغام کا پتا چل گیا ہے۔ غالباً"  
ادھی رکنے کے بعد پچھے لوگ ہمارا انجام دیکھنے اس میدان میں پہنچے  
کیا گے۔ انہوں نے پیغام سے غالباً دکھ کر حکام کو خبڑا رکر دیا ہو گا۔  
لڑاہاری ملاش شروع کر دی گئی۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ  
ان لوگوں نے فوراً ایڈرازہ لگایا کہ ہم اور ہمارے ہوں گے۔

"لب جب کہ..... یہ گھیر چکے ہیں ہمیں" اور انکل بھی سرک  
لے چکے۔ انکل جمیلہ اور انکل خان رحمان پلے ہی یہاں موجود نہیں  
ہیں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ سوائے میر کے۔"

"ٹھالپلے کی صورت میں ہم زخمی ہو سکتے ہیں۔ کوئی ہم میں  
نہ کم اور سکتا ہے۔ اس سے کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم خود کو ان کے  
ہاتھ کر دیں"۔ شوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"نہیں شوکی! یہ بزدل ہے۔ اور ہم بزدل نہیں ہیں"۔  
جو پھر جو آپ حکم کریں گے۔ ہم وہ کریں گے۔ کیونکہ اس  
اندازہ کا اندازہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔"

## فارنگ

"انکل میں خوف محسوس کر رہی ہوں"۔ فرزاد کی آواز میں  
دی۔

"کوئی حرج نہیں"۔ آفتاب مسکرا یا۔

"لیکن تم میرے انکل نہیں ہو۔" اس نے بھٹا کر کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ تم خوف محسوس کرو"۔ فاروق نے انکل

"میں انکل کامران مرزا سے بات کر رہی ہوں۔ تم لوگ اور  
دیے کے لیے خاموش نہیں رہ سکتے"۔

"ہم تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ لیکن تمہارے انکل بات کرنے  
تب بات ہے نا"۔ فاروق مسکرا یا۔

"کیا مطلوب۔ کہاں گئے انکل"۔

"وہ تو چند منٹ پلے ہیاں سے سرک لے تھے۔ میں نے اب  
لیا تھا۔ لیکن کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ غالباً" انہوں نے خلپ  
بھانپ لیا تھا، لیکن اس وقت سب لوگوں کا یہاں سے سرک جتنا لگا  
نہیں تھا"۔

کس کے بعد ان پتوں سے کام لے سکیں۔"

"اچھی بات ہے... جو حکم۔" شوکی نے مسکرا کر کہا۔

اور پھر وہ سب جلدی پتھر جمع کرنے میں لگ گئے  
انہوں نے اپنے اور گروپتوں کے بہت بڑے ڈیگر لگائے۔ اس  
اتم تک فوج بھی نزدیک آچکی تھی۔ پانکر پر ایک آواز ابھری۔

"تم لوگوں کے لیے بہتری کی رہے گا کہ خود کو ہمارے حوالے کر

"نہیں! ہم مقابلہ کریں گے۔" منور علی خان چلائے۔ ان کے  
الہانہ بھائیوں نے دہراتے

"پاگل نہ بخو۔ ہم ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور تم چند ایک  
تمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے۔ پھر آخر تم کس برتے پر جنگ کرو  
گے۔"

"اکم اللہ کے بھروسے پر لڑیں گے۔" منور علی خان بولے

"بہت خوب! تب پھر... لڑائی ضرور ہو گی۔ اب ہم تمara کوئی  
نہیں کریں گے۔"

"بہت بہت شکریہ۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"کس بات کا شکریہ ادا کر رہے ہو۔" آصف نے جل بھن کر

"اس بات کا کہہ اب وہ ہمارا کوئی لحاظ نہیں کریں گے۔"

"ہاں تھیک ہے۔ پہلے میں جائزہ لے لوں۔"

انہوں نے ایک اونچی چٹان پر چڑھ کر چاروں طرف کا ہائی  
لیا۔ فوج اور پولیس کے ہزارہا جوان ایک دائیے کی صورت میں ان  
کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"اف میرے مالک... یہ تو بہت بڑی تعداد میں آئے ہیں۔"

"؟ خرابا جان کو یہ سوچی کیا؟"

"مگر مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اگر کھک جانے کا وقت تھا، موقع تھا" بھل قدر  
تو انہوں نے ہمیں بھی کیوں اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش نہیں  
کی۔"

"ہو سکتا ہے۔ ان کے ذہن میں کوئی بات آئی ہو۔ مثلاً  
ترکیب آئی ہو۔ یا سب کے کھک جانے کا امکان نہ رہتا۔ اس  
ویسے ان کے اس سرک جانے میں بھی اشارہ ملتا ہے کہ ہم چہ ہو  
خود کو دشمنوں کے حوالے کر دیں۔"

"اتھی بڑی تعداد کے ساتھ تم کب تک مقابلہ کریں گے  
جب کہ ابھی اس جنگ کا کوئی فائدہ بھی نظر نہیں آ رہا۔ لڑائی  
ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔"

"نہیں... ہم اونچائی پر ہیں۔ ان لوگوں کو تھی کہاں پناہ  
ہیں۔ جلد از جلد اپنے اور گروپتھر جمع کر لو۔ ماں کہ ہم اپنا اطمینان

"تو پھر اس میں شکریے کی کیا بات ہے۔" محمود نے  
"ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اس سے پہلے تو وہ اس  
لحاظ کرتے ہی رہے ہیں۔ اس لحاظ کا شکریے ادا کر رہا ہوں۔"  
"یار چپ رہو۔ ایک تو تم لوگ کام کی اسٹیں مل  
دیتے ہو۔" منور علی خان جھلا کر بولے۔  
"اوہ سوری الکل۔ پہلے آپ اپنی بات تکمل کر لیں۔"

میں کر لیں گے۔"

"شکریے۔ تم ہمارا ہرگز لحاظ نہ کرنا۔ اب مقابہ نہ  
جائے۔" منور علی خان بولے۔  
"ہاں بالکل۔ اب ہم تم لوگوں کی لاہولی کرنے کے  
لئے ہیں۔" بلند آواز میں کہا گیا۔

"اور ہم بھی تم سارے پر غصے اڑانے کے لئے تاریخ۔"  
ان لحاظ کے ساتھ ہی ان پر گملین کی بارش شہزادگان  
پہلے ہی چنانوں کو سورپے کے طور استعمال کرنے کے لئے ہے۔  
تحت۔ لذا گولیاں چنانوں سے تکرا تکرا کر گئیں۔ اس  
ابھی تک جوابی کارروائی نہیں کی تھی۔ وہ خود بھی غافل۔  
انتظار کر رہے تھے۔ لیکن وہ بالکل خاموش تھے۔  
"کیا خیال ہے۔ الکل۔ کیا ان پر عمل کرنے  
ہے۔" محمود نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم خدا کریں گے۔ محمود۔ لیکن ابھی نہیں۔" وہ بولے۔  
"جیسے آپ کی مرمنی۔"  
"اللہ خود کو سورجے میں دیکائے رکھو۔" وہ بولے۔  
گویا یعنی رہی۔ لیکن جب ان کی طرف سے بالکل جواب  
دیتے ہو۔" منور علی خان جھلا کر بولے۔  
"اوہ سوری الکل۔ پہلے آپ اپنی بات تکمل کر لیں۔"

جست قوب آیہ وقت بے محل کرنے کا۔ پر بخش انداز میں ان  
گوں اور گولیوں کی بارش شروع کریں۔" منور علی خان بولے۔  
اوہ بہرہ ٹھنپ پر ہاتھوں کی بے تحاشا بارش شروع ہو گئی۔ وہ  
بیان ہو چکا گئے۔ ساتھ ہی ان میں پر گولیوں کی بوجھاڑ ہوئی۔  
کوئی کوئی دم پر تا دیا گیا کہ ان کے پاس گولیاں بھی ہیں اور پھر  
کہ وہیں زلم کا کر سوچوں کی طرف دوڑا اور دیک گیا۔

گب پر بے دھڑک اور نہیں آئیں گے۔ بلکہ آئیں گے ہی  
لے۔ جوں کوئی رہاں اٹھائے۔ پھر سے اس کا نشانہ لے ڈالو۔  
کہ نہیں کی مددوت نہیں۔ اس لئے کہ ہم یعنی جا کر کیا کریں  
تے۔ ایک ایسیں کر فشار کرنے کے لئے پھر اور آئنے کی ضرورت  
۔۔۔ لایا۔ اور آئنے کی کوشش کریں گے۔ پھر وہ سے  
کام کرنے کیا ہے۔ جلد ہی یہ جان لیں گے کہ ہم پر قابو پانا  
کوئی امکنہ نہ ہے۔"

"یکن انکل... آخر کب تک... یہ لوگ ہمیں کاپڑوں کے ذریعے ہم پر گولہ باری کر سکتے ہیں۔"

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے... خیر دیکھا جائے گا... یہ جو سماں نما چنان ہے... یہ ہمیں ہمیں کاپڑوں کے جملے سے بھی پچا سکتی ہے۔ اور اگر یہی کاپڑ زیادہ یقینے آ کر فائزہ میک کریں گے تو اس سے پہلے ہ انہیں نشانہ بنا دالیں گے۔" منور علی خان بولے۔

"یہ ساری باتیں حلیم۔ یکن انکل... سوال یہ ہے کہ آٹا کب تک... ہم ان سے کہاں تک ٹھیک ہیں گے۔ ایک دن... دن... تین دن... آخر بھوک اور پیاس ہمیں عذھال کروے گی۔" "ہمارے ہاتوں میں اتنی سکت بھی نہیں رہے گی کہ پھر انہاں کو۔ میکنا تو دور کی بات معلوم ہوگی اس وقت۔"

"ہاں! یہ بات میں جانتا ہوں۔ یکن تم... ایک بات بھل رہے ہو۔" "اور وہ کیا۔"

"یہ کہ انپکٹر کامران مرزا اور انپکٹر جشید اور خان رہمان ایں کے گھیرے سے باہر ہیں اور کسی وقت بھی ہماری مدد کو پہنچ سکتے ہیں۔ اور اس بات کا بھی تھیں اندازہ ہے کہ وہ تینوں پوری ایک فنا مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

"جی ہاں انکل... یہ تو ہے... آپ ٹھیک کئے ہیں۔"

کامران مرزا تو ہر حال میں نیس کیس ہیں.... وہ ضرور کوئی کام دکھائیں گے۔"

اپنے ایک دھماکا ہوا۔ یون محسوس ہوا جیسے کوئی بم پھٹا ہو۔ سب نے گھبرا کر چاروں طرف دکھا۔ ایک طرف آگ، دھواں اور حیج و پکار کا عالم نظر آیا۔ اور یہ حالت دشمن کی ہو رہی تھی۔

"یہ کام ضرور انپکٹر کامران مرزا نے دکھایا ہے۔" منور علی خان بڑائے۔

"یکن ان کے پاس بم کمال سے آگیا۔"

"بھی تم بھول رہے ہو۔" گھیرے سے باہر ہیں... کسی دشمن کے یہیک پر ہاتھ صاف کر دیا ہو گا اور اس میں بم بھی ہوں گے۔" "اوہ!" ان کے منہ سے لٹکا۔

بھی دشمن حیران اور پریشان تھا کہ اس جگہ کے بالکل جناب سات ایک اور دھماکہ ہوا اور بھی آگ، دھواں اور حیج و پکار پلند ہوتی رہی۔

"واہ... کامران مرزا... کیا کام دکھا رہا ہے۔"

"یکن انکل! ان حالات سے ہم کیوں فائدہ نہیں اٹھائیں۔" تب یہ لوگ یوکھلا کر اوہر اور ہر ہونے لگے۔ ہم نہایت آسانی سے ان بھر جو رہاتے ہیں۔" محمود بولا۔

"اودہ ہاں! انہیں ہم پر غصہ آ رہا ہو گا کہ ہم کیون مانگ پڑا رکھے بیٹھے ہیں۔"  
 "میک ہے.... اب ہم کوتائی نہیں کریں گے۔"  
 جو نہی تیرا دھماکا ہوا۔ انسوں نے پھر ہوں کی بارش شورا دی۔ اب دشمن کی بوکھلاہت کا کیا پچھتا۔ وہ اس طرف ہے۔  
 دوڑے چیزے سوت ان کے تعاقب میں ہوئے۔ لیکن یہ حال صرف ای طرف ہوا تھا۔

"جیرت یہ ہے کہ وہ اکیلے ہیں۔ آخر کس رفتار سے دنما دوسری طرف جا رہے ہیں اور حملہ کر رہے ہیں۔"  
 "شاید انہیں ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لئے۔ تھا شد وڑنا پڑ رہا ہے۔ کاش ہم ان کی مدد کر سکتے۔" آلات بے کار بھرے انداز میں کیا۔  
 "مگوئی بات نہیں۔ یہ کام ان کے لئے اتنا مشکل نہیں ہے۔" اور پھر بوجھا دھماکا ہوا۔ اوہ بھی انسوں نے پھر ہوں کی بارش شروع کر دی۔ اس طرف سے بھی لوگ بھاگے۔ اپ پھر پہلی دھماکا ہوا۔  
 "ان بے قوقوں کا یہ حال ہے۔ ان کی طرف توجہ نہیں۔" توجہ دیں گے تو اور بے قوقوں کریں گے۔ اس لئے کہ۔

"لات میں یہ چاروں طرف سے ہماری زد پر ہوں گے۔"  
 "لیکن ان میں سے کچھ تو یہاں سے ہٹ کر انکل کی تلاش نہیں کر سکتے ہیں۔ اور ان پر فائزگ کرنے کی کوشش شروع کر سکتے ہیں۔"

"ہاں! لیکن ہم انہیں یہ حکم کیوں دیں۔"  
 اہمک آسان پر ہیلی کاپڑوں کا شور گونجا۔  
 "اسی کی امید تھی۔" منور علی خان بول رہا تھا۔

ہیلی کاپڑوں نے قدرے نیچے آ کر ان پر گولیاں برسانا شروع کر لیں۔ لیکن وہ پسلے ہی چنانوں کی اوت میں آپکے تھے۔ لہذا وہ بالکل تکشہ رہے۔ یہ بات ان لوگوں نے بھی محسوس کر لی۔ لہذا اس بار نیل کاپڑ کافی نیچے آ گئے تاکہ ان پر کامیاب فائزگ کر سکیں۔ اوہر سے ان لوگوں نے ہیلی کاپڑوں پر فائزگ کر دی۔ نتیجہ یہ کہ ایک ہیلی کاپڑ

اٹا لگ گئی۔ باقی اور بھی پرواہ کر گئے۔

"وہ مارا۔" انسوں نے ہیلی کاپڑ کو گرتے دیکھ کر نہرو گایا۔  
 اور جس جگہ ہیلی کاپڑ گرتا نظر آیا۔۔۔ وہاں سے دشمن خوف زد اور بھاگا۔ انسوں نے بھاگتے دشمن کو پھر ہوں کی زد پر رکھ لیا۔۔۔ ایسے میاد دوسری طرف سے بھم کا دھماکا ہوا۔۔۔ یہ کارروائی اسپکٹر کامران مرزا کی دلی اور گی۔۔۔ ساتھ ہی نیچے سے باقی ہیلی کاپڑوں پر فائزگ بھی رہے۔

"اُرسے یہ... یہ ان سے ایک غلطی سرزد ہو رہی ہے۔"

رفعت نے گھبرا کر کہا۔

"کیل کیا ہوا؟"

"اب دشمن اپنیں دیکھ لیں گے۔"

"یہ بات کیا وہ نہیں جانتے۔" آصف نے منہ بھلا۔

"ہاں خبیر جانتے تو ہیں۔"

"تو بس پھر کچھ سوچ کر ہی تو انہوں نے بیلی کا پھر فارٹک ہو گی۔"

477  
"اس کا ایک تی ٹھیک ہے... اور وہ یہ کہ رات کے وقت ہم کی طرف سے نکلنے کی کوشش کریں۔ اس طرح کہ دشمنوں کو کافیوں پہاڑ پہنچے تو اس وقت جب ہم یہاں سے کہیں دور جائے ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" منور علی خان نے فیصلہ کرنے انداز میں کہا۔ اور پھر نصف رات کے وقت جب دشمن خینڈ کی حالت میں

تیا پھر وہ کسی بہت حکفوت جگہ پر ہوں گے۔ جمال دشمن ادا نہ اور اس کے چند آدمی جاگ کر پھر دے رہے تھے۔ وہ وہاں

سلسل فارٹک نے بیلی کا پھر کو بہت اونچائی تک بلے

مجدور کر دیا۔ یہ جگہ اسی رفتار سے جاری رہی۔ اور پھر دننا غائب ہو گیا۔ گویا دشمن کا ارادہ تمام رات محاصرہ جاری رکھنے کا تھا۔

"اب تک انکل جشید اور خان رحملہ بھی اوت کر لیں گے۔" بیلی یہ بھی ہے۔"

میں اتنی وقت دور بہت دور ایک درخت پر اپنیں روشنی کی بلکی انکل رکھاں دی۔ کرن کے ذریعے سے کیا چلتے والا اشارہ دشمن پر وار بھی کر رہے ہوں۔ وہ انکل کامران مرزا کے ساتھ میں جتنا پہچانا محسوس ہوا۔ پھر ان پر جوش طاری ہو گیا۔ کیونکہ وہ آنکھے کہ اس درخت پر ضرور انسکنڈ کامران مرزا ہیں۔ وہ دبے دبے بہتے لگئے۔ آگے چل کر انہیں سینے کے بل ریکھنا پڑا۔

"ہوں خبیر جانتے گا۔"

میں اپنے دشمنوں کو بہت اونچائی تک بلے

آئے۔ آصف بڑھ رہا۔

"کیا خبر وہ آئے ہوں اور موجودہ صورت حال دیکھ کر باہر دشمن پر وار بھی کر رہے ہوں۔ وہ انکل کامران مرزا کے ساتھ میں جتنا پہچانا محسوس ہوا۔ پھر ان پر جوش طاری ہو گیا۔ کیونکہ وہ ہو گئے ہوں۔"

اوہ

انپل جشید نے فوراً رسیور اٹھا لیا اور بے آدمی کی آواز میں

ہیں مر۔"

"ہیں مر کے بچے... اب تک روپورث کیوں نہیں دی۔"

"مزید مالات پر سکون ہیں... البتہ۔"

"البتہ کیا؟"

"انپل جشید اور ان کے ایک ساتھی یہاں آگئے تھے میں

لے کر کوہاپا لیا ہے۔ اب ان کے پارے میں کیا حرم ہے۔"

"تم احقر ہو۔ پسلے روپورث دو۔"

"مالات بول کے توں ہیں... دنیا کے کسی کو نے سے کسی تم

ملت کے آثار نظر میں آئے۔"

"ست طوبا ان دونوں کو دیں روکوس۔ میں آ رہا ہوں۔"

"جس کہ... آپ اپنا جشن۔" انپل جشید نے سوالیہ انداز میں

اور اس طرح ریگتے ہوئے وہ دشمن فوجیوں کے درمیان سے لئے گئے۔ ایسے میں آگر ان کی آنکھ کھل جاتی تو اب سب کام تام انف ان کے دل بری طرح وحڑک رہے تھے۔ آخر کار انہوں نے انہی فوجیوں کو پیچے چھوڑ دیا اور خود اس درخت کی طرف یوختے بہت درخت کے نزدیک پہنچ کر آمف نے حلق سے اونکی ہلکی ہی کاٹا۔ کاتلی۔۔۔ درخت پر سے بھی الوکی آواز سنائی دی۔ وہ خوش ہو گئے۔ اپسیں ذرا بھی شک نہ رہا کہ درخت پر انپل کا سرمان مزدرا ہے۔

"انکل! ہم آگے ہیں۔۔۔ اب آپ بھی بچے آکتے ہیں۔"

اوپر سے کوئی بواب نہ طا تو وہ بہت حیران ہو گئے۔

چاروں طرف سے روشنی میں نما گئے۔

○☆○

”میرے لئے اس سے بڑا جشن کوئی نہیں ہو سکتا کہ اپنے بیٹے  
ہمارے ہاتھ آ جائے۔۔۔ جب میں نے یہ خبر سنی تھی کہ بچوں کی آئی  
سے یہ لوگ کل بھاگے ہیں تو ایک زبردست دھچکا لگا تھا۔۔۔ لیکن اب  
یہ خبر سن کر اس دھچکے کا اثر دور ہو گیا ہے۔۔۔ میں آرہا ہوں۔۔۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی ریجور رکھ دیا گیا۔

”بس اب ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ میرزا کا بھائی

آ رہے ہیں۔۔۔ اپنے جشید مکارے۔۔۔“

”اوہ!!“ ان دونوں کے رنگ اڑ گئے۔۔۔

”میرا نے کی ضرورت نہیں۔۔۔ ہم تم دونوں کے ہاتھ پاندھیوں  
ہیں۔۔۔ اس طرح تم بے بس نظر آؤ گے اور وہ تمیں کہہ لیتا  
ہیں گے۔۔۔“

”بیت بنت ٹھریہ! آپ دشمن ہو کر بھی کس قدر اونچے ہیں۔۔۔“

”بس بھی۔۔۔ ہم تو سیدھے سادے انسان ہیں۔۔۔“

وہ انتظار کرنے لگے۔۔۔ ایسے میں اپنے جشید نے گھن

ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔

”کتنی دیر کافاصلہ ہو گا بھلا۔۔۔“

”آدھے کھنٹے سے کم نہیں ہو گا۔۔۔“

”غلط تھا بتائی۔۔۔ ورنہ۔۔۔“ خان رحمان بولے۔۔۔

”نہیں ہاںکل تھیک۔۔۔ آپ دونوں سے جھوٹ ہلتے اے۔۔۔“

کلکل جیسی کرتا۔۔۔“

”چاہا تھیک ہے۔۔۔ اب ہم تم دونوں کے منہ پر بیٹ پچکا رہے  
ہیں۔۔۔ تاکہ تم پر اسے ذرا بھی تاؤ نہ آئے اور تم سزا سے بالکل ہی فیض  
ہے۔۔۔“

”تو ڈی بہت سزا تو خیر وہ دے گا۔۔۔“

”بچوں خیں۔۔۔ اب ہم اس سے زیادہ تم دونوں کے اور کیا کر سکتے  
ہیں۔۔۔“

ان دونوں کے منہ بیٹ سے بند کر دیے گئے۔۔۔ پھر اپنے جشید  
اور خان رحمان اپنی تیاریوں میں لگ گئے۔۔۔

دونوں جنت زدہ آنکھوں سے ان کی تیاریوں کو دیکھتے رہے۔۔۔  
لیکن بچوں میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔

پھر فیک آدمی کھٹے بعد قدموں کی آہٹ شالی دی۔۔۔ اس  
کھٹ کا دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔۔۔ لذا آئے والے دروازہ کھول  
کر اندر آگئے۔۔۔

”اسے ایسے کیا۔۔۔“ میرزا کی دھک سے رہ گیا۔۔۔ اس کی آنکھیں  
بیٹ سے پہنچ لگیں۔۔۔ کیونکہ اندر اس کے دونوں ساتھی کرسیوں  
سے بندھے ہوئے تھے اور ان کے منہ بھی بیٹ سے بند تھے۔۔۔  
”وہ وہ کہاں گئے؟“

”بے چارے کس طرح بتاتے۔۔۔ ان کے تو من بند تھے۔۔۔ میر

ڈو گئی نے آگے پڑھ کر ان کے ہوتنوں سے شیپ الگ کر دی۔ ان کے  
من تکلیف سے سمجھ گئے  
”اب تناول“۔  
”اب ان سے نہیں ہم سے پوچھیں“۔  
انپکٹر جشید کی آواز کرے میں گوئی۔ ہوتنوں ان کی طرف  
مڑے۔ انپکٹر جشید اور خان رحمان کے ہاتھوں میں پستول تھے  
لیکن پھر انپکٹر جشید نور سے اچھے۔ ان کے چہرے پر حیرت کی ہے  
”تھی۔

”ایسا کہنا چاہیے ہو؟“

”طلب یہ... کہ آدھ گھنٹے کا راستا ہے۔ اور آپ لوگ  
اے آدھ گھنٹے میں آگئے۔ پھر اس پر آپ نے اپنا میک اپ سس  
ان کیا تھا۔“  
”بہت خوب انپکٹر جشید۔ آپ ہر پہلو پر نظر رکھتے ہیں۔ خیر  
الحوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے یہ کام راستے میں کیا۔ یعنی دو  
جن ایک لائی۔“

”و پنجم ایک کاچ۔ یا ایک کاچ دو پنجم“۔ خان رحمان نے  
سر نہ لالا۔

”آہا! میں اللٹ کر گیا۔ شایا غاروق کا خیال آگیا تھا۔“  
”ایسا کہا۔“۔ وہ حیران رہ گئے۔

”آن سے ان کے پستول لے لو۔ اور جال سمیت انہیں انھوں کر

بیٹھا۔“

”چونکہ کر مڑے۔ وہاں ایک اور میجر ڈو گئی کھرا مسکرا رہا تھا۔  
”فون پر میں آواز من کر جان گیا تھا کہ انپکٹر جشید بات کر رہے  
ہیں۔ لذا میں نے بھی ایک عدد نسلی میجر ڈو گئی بنا کر سمجھ دیا۔“

”لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ انپکٹر جشید کے لیے میں حیرت  
لیں۔ ان لوگوں کے پیچے بیل ہوئی حالت میں بھی وہ بولنے کے قابل  
تھے۔“

”یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں“۔

”کیا دیکھ رہے ہو جشید۔“ خان رحمان نے بوکھلا کر کہا۔  
”میں اسی وقت ان کے اوپر کوئی دنیٰ چیز گردی۔“ وہ بھا  
گئے۔ پھر من کے مل نہیں پر گرے۔ ان پر جال ہیٹھیکے کیا تھا۔  
ساتھ ہی جال کو جھکھا جا رکھا تھا۔ وہ اس حلقے کے لیے ہرگز تباہ کر  
تھے۔ لہذا اونہ سے من گرے۔

اور پھر میں کے قریب آؤں ان کے اوپر آگرے۔ انہیں اسی  
طرح اپنے پیچے دوالیا۔ کچھ لوگ جال پر پیر رکھ کر کھڑے ہو گئے  
ہیکر وہ ان لوگوں کو اچھال دیں تو بھی جال سے نہ نکل سکی۔ اب  
میں میجر ڈو گئی کی آواز ابھری۔

”ساری تیاریاں دھری کی دھری رہ گئیں تا تمہاری ایسا

"ایسا مشکل ہے۔"

"ان پر قابو پاتا۔"

"قابو پاتا تو تم پر بھی بہت مشکل تھا اپنے جشید۔" اس نے  
شخُّ تو اس کہا۔

"نہیں۔ لیکن میں ان کے بارے میں ضرور کہ سکتا ہوں۔"

"تم دیکھتے جاتا۔ وہ سب بھی جلد تم تک پہنچا دیے جائیں  
لے کر تم سب قید کے مزے لوٹو گے۔"

"میں صرف ایک بات بتا دیں۔ پھر جان اور جس حالت میں  
کتنا ہاں رکھ سکتے ہیں۔"

"اپنا پوچھو۔ کیا بات ہے۔"

"یہ کہ اس کمرے میں جو یہ ماذل رکھا گیا ہے تا۔ اس کا اصل  
ہلکا ہاں گیا ہے۔"

"یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جس کا جواب اس معاملے میں کوئی  
کامیابی سکتا۔"

"یا مطلب؟"

"ہم اکوئی نہیں تھے گا۔ نہ کسی کو معلوم ہے۔"

"لیکن میں نے تا ہے۔ صرف آپ کو معلوم ہے۔"

"میجر ڈوگی فوراً اپنے ان دو آدمیوں کی طرف گھوم کیا۔ جو ابھی  
کہاں سے بندھے ہوئے تھے۔ وہ کانپ گئے۔"

بینج جانے والے جال سے نکلنے نہ رہا۔ ورنہ یہ پھر سے ال جائیں۔  
اور پھر تمہارے ہاتھ خیس آئیں گے۔"

اب وہ جال سیست اٹھ کر بینج گئے۔

"اپنے جشید۔ باقی لوگ کہاں ہیں۔"

"یہ بات آپ بھوے سے پوچھ سکتے ہیں بھلا۔"

"کیا نہیں پوچھ سکا۔"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔"

میں اسی وقت وائرلیس سیٹ پر اشارہ موصول ہوا۔ مگر  
سیٹ جیب سے نکال کر کہا۔

"میجر ڈوگی بات کر رہا ہوں۔"

"ان لوگوں کا سراغ لگ گیا ہے۔ وہ شرکی پہاڑی سے  
ہیں۔ چٹانوں کے پیچے پناہ لے ہوئے ہیں۔"

"مگر لو اخیں۔ زیادہ سے زیادہ فوج اور پولیس لے کر بند  
زندہ نہ ہاتھ لگیں تو مردہ لے آتا۔"

"اوکے سر۔"

سیٹ رکھ کر وہ ان کی طرف مڑا۔

"وہ اگلوانے کی ضرورت نہیں رہی۔ پہاڑی کیا ہے۔  
تم بھی اس وقت تک انتقام کرو جب تک وہ نہیں آ جائے۔"

"مشکل ہے۔ میجر ڈوگی۔ اپنے جشید مکارے۔"

ہر دل بھی پچھے دل سے عیسائیت کو قبول کر لیں گے۔“  
”یہ تم لوگوں کا ایک خواب ہے۔ جو بس خواب ہی رہے گا۔“  
پلٹ جشید مکارے

”اس لئے میں تم لوگوں کو مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ میں تم  
اویں کو دکھاؤں گا کہ ہمارا یہ خواب پورا ہوتا ہے یا نہیں۔“

”بھیجی بات ہے۔ ہم بھی تم لوگوں کو دکھادیں گے کہ اسلام  
یہ آخری خوب ہے اور اللہ کا پندیدہ ہے۔“

”آخر تم جبل میں چلے جاؤ۔ وہیں تمہارے باقی ساتھی پہچا  
ایسے جائیں گے۔ وہاں مل کر ہمارے خلاف خوب خوب ترکیبیں  
ہوں۔ لیکن قید میں۔ بلکہ اگر بھی دل گھبرائے تو مجھے پیغام بھیج  
ن۔ میں تم لوگوں کو ادھر اور ہر سر کرا دیا کروں گا۔ مجھ سے اچھا  
ہے۔“

”لیکن میں نے تو ساتھا۔ یہ منصوبہ مسٹر ایفال کو سونپا گیا  
ہے۔“

”اہ! میں ان کا ایک اونٹ خادم ہوں۔“

”تو ہماری ملاقات مسٹر ایفال سے بھی کرایے گا۔“  
”مسٹر ایفال کے بارے میں پوری دنیا میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ  
کہا ہے۔“

”لیا انتارجہ کا صدر بھی نہیں جانتا۔“

”نہیں نہیں۔ ہم نے اپنی کچھ نہیں بتایا۔“ لے آٹا۔  
کانپ کر کہا۔

”اگر تم نے یہ بات اپنی بتا بھی دی ہو تو کوئی بات نہیں۔  
لوگ مجھ سے ہرگز معلوم نہیں کر سکتے۔“ بھروسہ کی ہنسی۔  
ان کے چہرے پر اطمینان دوڑ گیا۔ لیکن اسی وقت بھروسہ  
لے ہنس کر کہا۔

”بہر حال تمہیں سزا ضرور ملے گی۔“ کہ تم نے ایک اہم  
انسیں کیوں بتایا۔ اسی کیا ضرورت پر بھی تھی۔“

”عن۔ نہیں۔ سر نہیں۔“

”خاموش! اگر اب تمہارے من میں سے کوئی لفظ لکھا تو بھروسہ  
فسد آسمان سے ہاتھ کر لے گا۔“

اور بھروسہ ان کی طرف مڑا۔

”پلٹ جشید تم نے میرے آدمیوں سے یہ معلوم کیا۔“  
اصل پلانٹ کماں لکھا گیا ہے۔ میں تم سے اس کے پہلے نہ  
پہنچتا چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے بقیہ ساتھی ہاں ہیں۔ لیکن ان  
سر آغ تو میوہے آونی لگا بھی چکے ہیں۔ اب تم لوگوں کو جیل بیجے  
سو اکیا کام رہ جاتا ہے۔ تم سب جبل میں سڑتے رہتا اور ہم پہنچا  
پر حکومت کرتے رہیں گے۔ دنیا میں میسانیت کا نام اونچا کرنے  
کے۔ جن لوگوں نے واقعی طور پر ذر کر عیسائیت قبول کی ہے۔“

"ہاں! وہ بھی جسیں جانتا۔"

"لیکن اس طرح تو کوئی بھی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ"

"ایقاظ ہے۔"

"ہم کر سکا ہے..... لیکن ہو نہیں سکا۔ دعویٰ کرنا آہنا ہے..... خود کو ایقاظ ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ کیسے۔ فرض کیا" میں دعویٰ کروتا ہوا میں

ایقاظ ہوں۔ یا خفیہ طور پر دوسرا کو بدایات دنا شروع کرونا

ہوں۔"

"ہر کوئی جان جائے گا کہ تم ایقاظ نہیں ہو۔ کوئی اور ہذا"

"آخر یہ کیسے جان جائیں گے۔"

"ہر بات ہاتنے والی نہیں ہوتی۔"

"لیکن میں یہ اندازہ لگا چکا ہوں۔"

"تو پھر بتا وغیرہ کیا اندازہ لگایا ہے۔"

"مسٹر ایقاظ نے کچھ خاص تم کے ٹرانسیسٹر بنائے ہیں۔"

"ٹرانسیسٹروں کا اصل سیٹ صرف ایقاظ کے پاس ہے۔"

"ان سینوں پر جب اشارہ موصول ہو گا۔ تو صرف ایقاظ ہی بات ہے۔"

"بیکار ڈوگی بات کر رہا ہوں۔ ہاں ان لوگوں کے پارے میں کیا

گا، اور کوئی نہیں۔ اور اوہ سے اگر کوئی مباحثت بات کرنا چاہتے ہوں۔"

"اُن پر قابو پانے کے لئے ہمیں باقاعدہ جنگ کرنا پڑ رہی ہے۔"

"لکھنؤ ہو چکی ہے، لیکن ان کی ٹکلت کے فی الحال کوئی آثار

"تم لوگ واقعی بہت ذہین ہو۔ اس بات کا اندازہ بھی لگایا۔"

"لیکن اس سے بھلا کیا فائدہ اٹھا سکو گے۔"

"لیکن ایقاظ ہم فائدے اور نقصان کی بات نہیں سوچ رہے۔ یہ

"ہم کر سکا ہے..... لیکن ہو نہیں سکا۔ دعویٰ کرنا آہنا ہے..... خود کو ایقاظ ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔"

"لیکن ایقاظ نہیں لے سکتا۔ اور اس کی وجہ صرف اور صرف یہ

"لیکن بہت ہیں۔ اور ساف ظاہر ہے کہ یہ اس کی اپنی ایجاد ہوں

"لیکن ہوں۔ یا خفیہ طور پر دوسرا کو بدایات دنا شروع کرونا کرونا ہوں۔"

"ہاں! بالکل۔" بیکار ڈوگی نے لمحہ انداز میں کہا۔

"اُس کا مطلب ہے..... ایقاظ ایک سامنہ دان بھی ہے۔"

"لیکن بہت بہا سامنہ دان ہے۔"

"مگر! اب اپنے بھیں جیل بھیج دیں۔"

"ہاں! تاکہ میں تم لوگوں کے ساتھیوں کو بھی جیل لانے کا انظام

"لکھ لے دیں۔ ویسے تو وہ آتے ہی ہوں گے۔ ایک منٹ... میں ذرا

"لکھ لے ہوں۔"

"یہ کہ کراس نے سیٹ پر رابطہ قائم کیا۔

"بیکار ڈوگی بات کر رہا ہوں۔ ہاں ان لوگوں کے پارے میں کیا

"ہے۔"

"اُن پر قابو پانے کے لئے ہمیں باقاعدہ جنگ کرنا پڑ رہی ہے۔"

"لکھنؤ ہو چکی ہے، لیکن ان کی ٹکلت کے فی الحال کوئی آثار

نہیں ہیں۔"

"خیر... کوئی بات نہیں۔ میں آ رہا ہوں۔" میجر ناگے کی

چہرے پر غصے کے آثار نظر آئے تھے

انسپکٹر جشید اور خان رحمان مسکرا دیے۔ پھر میجر ناگے

ماتحت انسیں جال سیت پکڑ کر حمیثے لگئے۔ لیکن وہ جال کو ہلاک

کرے۔"

"لگے ہوا۔ رک کیوں گے۔" ووکی بولا۔

"مر... یہ ہم سے نہیں کھج رہے۔"

"ب مل کر کھینچو۔ کیسے نہیں کھینچیں گے۔"

"تی ہاں! سب نے مل کر بھی نور لگایا ہے۔"

"اور آدمی اندر پلا لو۔" اس نے خیان ہو کر

وس آدمی اور اندر آ گئے۔ ان سب نے مل کر لدائی

تھ کیسیں جا کر وہ جال حمیثے کے قاتل ہو سکے۔ لیکن میجر ناگے

تک حرمت زدہ نظر آ رہا تھا۔

ان کو لے جانے کے بعد وہ فوراً وہاں سے اس مقام کی

جانے کے لیے نکلا۔ جہاں جنگ لڑی چارہ تھی۔ لیکن پہاڑوں

آنے پر رک گیا اور گاڑی کا رخ موڑ دیا۔ جلدی وہ میں

دروازے تک پہنچ چکا تھا۔ اس وقت تک اس کے ساتھی انسپکٹر

اور خان رحمان کو وہاں لے آئے تھے۔ جال کے اندر ان کی

بندت نظر آ رہی تھی۔ شروع میں انہیں کھینچا ہو گیا تھا۔

"انہیں ہمارا نہیں۔ سچھل جیل میں لے جالا جائے گا۔ میں

بندت نہ بخول گیا تھا۔"

"تو صرف۔ آپ واٹر لیس سیٹ پر اطلاع یا ہدایات دے سکتے

تھے۔ ان کے ماتحت نے خیران ہو کر کہا۔

"نہیں۔ میں چاہتا تھا۔ خود اپنی آنکھوں سے انہیں اس جیل

چاراٹل ہوتے ہوئے دیکھ لوں۔ آگہ یہ اطمینان ہو جائے۔ یہ

اگلے کے جا چکے ہیں۔"

"بہت ذرے ہوئے ہو تم سب۔"

"مشتعل اہل نے ذرا رکھا ہے ہم سب کو۔ ورنہ تم لوگ ہو کیا

کہ۔" دلگی سے برا سامنہ بنایا۔

"دکھادیں پھر کیا چیز ہیں ہم۔" انسپکٹر جشید بولے۔

"ایسا مطلب... ابھی بھی یہ دم خم۔"

"اگر ضرور ہی دیکھنا چاہتے ہو تو دکھا دیتے ہیں۔ ویسے ہم

الاں کو دکھانے کے مود میں نہیں تھے۔ جیل بہت پر سکون جگہ

الا ہے۔ وہاں پہنچ کر خوب غور کرنے کا پروگرام تھا۔ لیکن اب

وہ تم لے پہنچ کیا ہے۔ اس لے دکھانا پڑے گا۔"

ان اہل کا ساتھی انسپکٹر جشید نے جال کی رسیوں کو پکڑ کر

بندوار بھٹکا دیا۔ رسیاں ثوٹ گئیں۔ اور وہ جال سے باہر نکل

آئے۔ خان رحمان نے بھی پاہر آتے میں نہیں کی۔  
میجر ڈکٹی اور اس کے ساتھی حیرت زدہ رہ گئے۔ انہوں نے اس  
کی حیرت سے فائدہ اٹھایا اور لپک کر میجر ڈکٹی کا بازو پکڑ لیا۔ وہ سب  
یہ لمحے وہ اس کا بازو موز پکھے تھے۔

”خیواڑ! مسٹر ڈکٹی۔ اپنے آدمیوں سے کہو۔ بھیارا  
ویں۔ ورنہ تم سارا بازو تو گیا۔“

میجر کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار نظر آ رہے تھے  
خان رحمان بھی لپک کر انسپکٹر جمشید کے پیچے آ پکھے تھے۔ اب اس  
کے ساتھی حلہ کرتے تو خود میجر ان کی زد میں آتا۔ لذا درم تھے  
تھے۔

”بہت خوب۔ مان گیا میں تم لوگوں کو۔ لیکن۔“۔ اس  
لیکن میں حیرت تھی۔

”اگر تم جال کو توڑ سکتے تھے۔ تو پسلے ایسا کیوں نہ کیا۔“  
”میں واقعی ایک جگہ بینہ کر خور کرنا چاہتا ہوں۔ اور فوکس  
کے لئے بیل سے بہتر جگہ کوئی نہیں ہوتی۔۔۔ لیکن جب تم نے جان  
تو میں دکھانے پر مجبور ہو گیا کہ یہ جال وال ہمارے لئے بیل ہے  
نہیں رکھتے۔“۔

”خیوب۔ مان گئے بھی۔ اب کیا پروگرام ہے۔“  
”اب پروگرام میں تبدیلی کر لیتے ہیں۔۔۔ گاڑی میں بیجو۔“

خان کی طرف پڑے۔ جان جنگ ہو رہی ہے۔۔۔ وہ مکرا افسے۔  
”اویز!“ میجر کے منہ سے لٹلا۔

کے۔ آقاب مکرا یا۔

"کیں۔"

"اس لئے کہ ابھی ہمارے انکل آپ کے پیشے میں نہیں  
لے۔ رفت چک کر بولی۔

"انپکڑ کامران مرزا کی بات کر رہے ہو پھر۔" کیپشن واصل نے  
انکل کے

## کہاں اور کیسے

"میں سے کہتے ہیں چال۔ بہت عجل مند بنتے ہو۔" ایک

نائی دی۔

انہوں نے حیرت زده انداز میں آواز کی سوت میں بکھل۔  
قد کا ایک نوجوان چلا آ رہا تھا۔

"میں اس فوج کا کمانڈر ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ تم  
کابو میں نہیں آ رہے ہو تو اپنی فوج کو خاص پرالیات دیں۔

وردخت پر سے روشنی کی کرن لرائی۔ میں جانتا تھا۔ کہ تم بیٹا  
کرو گے کہ اس درخت پر انپکڑ کامران مرزا موجود ہیں۔ لذات  
میں مانے آ جائیں۔ اگر آپ سامنے نہ آئے تو ان کے ساتھ بہت  
طرح چلے آؤ گے۔ اور یہی ہوا۔ اب دیکھ لو۔ تم ہمارے ہمراں  
کوں کیا جائے گا۔ پھر نہ کئے گا۔ انپکڑ کامران مرزا آپ سن  
ہو۔"

"ہاں گئے بھی۔ آپ واقعی عجل مند ہیں۔ آپ ایک  
ہے؟" لیکن انپکڑ کامران مرزا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"میں کیپشن واصل ہوں۔ میرڑو گی کاماتحت۔"  
"میں طرح نہیں آئیں گے۔ ان میں سے ایک کو پاندھہ کر  
لایا جائے۔" کیپشن واصل بولا۔

کے۔ آقاب مکرا یا۔

"کیں۔"

"اس لئے کہ ابھی ہمارے انکل آپ کے پیشے میں نہیں  
لے۔ رفت چک کر بولی۔

"انپکڑ کامران مرزا کی بات کر رہے ہو پھر۔" کیپشن واصل نے  
انکل کے

"ہاں کیوں۔ آپ پہنے کیوں۔"

جب تم لوگ ہمارے کابو میں آ گئے ہو تو وہ خود بخود چلے

لے گا۔ میں ایک اعلان کرنے کی ضرورت ہے۔"

"آپ پھر کریں اعلان۔ اور بلا کسی انسیں۔ ہم ان کے بغیر اوسی  
کوں کر رہے ہیں۔"

"تم نے آپ کے تمام ساتھیوں پر کابو پالیا ہے۔ لہذا اب

کرو گے کہ اس درخت پر انپکڑ کامران مرزا موجود ہیں۔ لذات

میں مانے آ جائیں۔ اگر آپ سامنے نہ آئے تو ان کے ساتھ بہت

طرح چلے آؤ گے۔ اور یہی ہوا۔ اب دیکھ لو۔ تم ہمارے ہمراں  
کوں کیا جائے گا۔ پھر نہ کئے گا۔ انپکڑ کامران مرزا آپ سن  
ہو۔"

"الفاظ اس نے پیکر پر کئے۔ اس کی آواز دور دور تک پھیل

ہے۔" لیکن انپکڑ کامران مرزا کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"اگر تم اسے لٹکانا ہی چاہتے ہو تو سیدھا لٹکاؤ۔" منور علی خان  
انہوں نے رفت کے پیارے باندھنے کی کوشش کی تو تمہارے لٹکانے کے لئے۔

"ایسا مطلب ہے.... یہ کس لمحے میں ہات کر دے ہے یہی صدر"۔

"میں تم لوگوں کی بویاں نوجہ ڈالوں گا۔ اگر تم نے اسے لٹکا  
لے۔ ہیں سیدھا لٹکاؤ"۔

"نہیں۔ اب تو تم اتنا ہی لٹکائیں گے۔ دیکھتے ہیں تم کیا کر  
جائز ہوں"۔

"نہیں۔ اسپکٹر کامران مرزا کو جلد سامنے لائے کے پہلے  
میں اس وقت ایک فائزہ ہوا اور اس آدمی کے منہ سے دل دوز  
ہی لٹکانا ہو گا"۔

"آپ سن رہے ہیں اپاگان۔ یہ لوگ رفت کو لٹکانے  
لگے۔ ہورسی درخت کی شاخ پر ڈال رہا تھا۔ وہ گرتا چلا گیا۔  
تم خوب۔ تم لوگوں نے دیکھا۔ میرے والد آس پاس  
ہیں۔ صربانی فرمایا کہ سامنے آ جائیں"۔ آفتاب نے گھبرا کر کہا۔  
اکتوبر ہیں اور یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ وہ تم سے خوف زدہ  
ان کی طرف سے اب بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تین ہیں۔ اسے دو تو کروں۔ تم بے خوف زدہ"۔

"تب پھر تم تم لوگوں کو ہی کیوں نہ بھون ڈالیں۔ نہ رہے گا  
اکٹھے بیکے کی بالسری۔ جب تک اسپکٹر کامران مرزا تم تک پہنچیں  
تھے۔ تم لاٹھیں میں تبدیل ہو چکے ہو گے"۔

"یہ حضرت بھی لکھاں کر دیکھے تو۔" محمود نے منہ بیٹایا۔  
میں اسی وقت ایک دھماکا ہوا اور نیشن ال گی۔ وہ گھبرا کر زمین  
کی انسک۔ اور پھر ادھر ادھر لڑکتے چلے گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے  
تلیں تھیں یہیں۔ وہ سرتے ہی لمحے خوفناک انداز کی فائزگی شروع  
ہوئی۔

"اوے سر"۔ اس کے ساتھی فوراً بولے  
انہوں نے رفت کے پیارے باندھنے کی کوشش کی تو تمہارے

انھا۔

"اس کے نہیں۔ میرے پیارے باندھنے میں"۔

"کیوں! اس کے کیوں نہیں"۔

"یہ تو کی ہے.... اتنی لٹکی ہوئی اچھی نہیں لگے گے۔ میں  
حاضر ہوں"۔

"نہیں۔ اسپکٹر کامران مرزا کو جلد سامنے لائے کے پہلے  
میں اس وقت ایک فائزہ ہوا اور اس آدمی کے منہ سے دل دوز  
ہی لٹکانا ہو گا"۔

"آپ سن رہے ہیں اپاگان۔ یہ لوگ رفت کو لٹکانے  
لگے۔ ہورسی درخت کی شاخ پر ڈال رہا تھا۔ وہ گرتا چلا گیا۔  
تم خوب۔ تم لوگوں نے دیکھا۔ میرے والد آس پاس  
ہیں۔ صربانی فرمایا کہ سامنے آ جائیں"۔ آفتاب نے گھبرا کر کہا۔  
اکتوبر ہیں اور یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ وہ تم سے خوف زدہ  
ان کی طرف سے اب بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تین ہیں۔ اسے دو تو کروں۔ تم بے خوف زدہ"۔

"مکریا اور بلند آواز میں بولا۔  
وہ ذرا گئے ہیں۔ سامنے نہیں آئیں گے"۔

"وہ ذرا گئے ہیں۔ سامنے نہیں آئیں گے"۔  
 وجہ ہے۔ آصف نے بھنا کر کہا۔  
"خیر ہمیں کیا۔ ہم تو لٹکائے دیتے ہیں اسے"۔  
"تم لوگ میرے پارے میں گلرمنڈہ ہو۔" رفت۔  
تلیں تھیں یہیں۔ وہ سرتے ہی لمحے خوفناک انداز کی فائزگی شروع  
ہوئی۔

ہو گئی۔

کیپن والل کا عال بست برا تھا۔ اس کا دایاں کندھا زخمی چکا تھا۔ اب وہ ایک درخت کی اوٹ میں چھپا اپنے ساہیوں کو جلا دے رہا تھا۔ جگ ایک بار پھر شروع ہو چکی تھی۔ لیکن اب ہو ڈھنگ انداز میں لڑی جا رہی تھی۔ کسی کو کسی کا پتا نہیں تھا کہ واکلہ بے... ہر کوئی اپنی اپنی جگہ سے دشمن پر فائز کر رہا تھا۔ ایسے میں ایک آواز گوئی۔

”خبردار! رک جاؤ۔“

یہ آواز بیگڑوگی کی تھی۔ میدان میں ایک لئے کے لے طاری ہو گیا۔ لیکن پھر فائزگ شروع ہو گئی۔

”میں نے کہا ہے... رک جاؤ۔“ ڈوگی چلا یا۔

”ہم رک چکے ہیں سر... لیکن اسکر جشید پارٹی نہیں اور رہی۔“

”اب آپ بند کریں۔“ ڈوگی نے بے چارگی کے عالم میں اسے کہا۔

”ابھی نہیں... پہلے آپ لوگ اپنی فوج سے کہیں۔ سب مل ہتھیار پھینک دیں۔“

”تم سب ہتھیار مھینک دو۔ والل ان سے کہو۔“

”ہتھیار پھینک دو۔“ والل چلا یا۔

ہتھیار پھینکے جانے کی آوازیں سنائی دیں۔

”اب ان سے کہیں۔“ ہتھیاروں سے سو قدم دور ہٹ بائیں۔ اسکر جشید ہو لے۔

”سو قدم دور ہٹ جاؤ۔“ والل نے بلند آواز میں کہا۔ فوجیوں نے بندھے ہٹے چلے گئے۔

”اب اسکر کامران مرزا سب ساتھیوں کو لے کر یہ ہتھیار سمجھ لیں۔“ فوجیوں کو حکم دیں کہ وہ ایک دوسرے کو پاندھنے کا کام نہیں کر دیں۔ جس کسی نے ڈھیلے ہاتھ پاندھے۔ اس کے اپنے ہاتھ اس قدر بخی سے پاندھے جائیں گے کہ ری گوشت میں دھن جائے گی۔

فوجی ایک دوسرے کو پاندھنے لگے۔ اس کام میں بہت وقت لا اہر انسوں نے ہر فوجی کے بندھے ہوئے ہاتھ چیک کئے جہاں تک اصلیاں نظر تیا۔ اس فوجی سے پوچھا گیا کہ اس کے ہاتھ کس سے پاندھے معلوم کرنے پر اس کے ہاتھ بست تھی پاندھے کے۔ کل طبع تمام فوجیوں کے پارے میں اطمینان کر لیا گیا۔ پھر کیپن والل بیگڑوگی اور اس کے دونوں ماتحتوں کو پاندھ دیا گیا۔

اس کے بعد وہ آرام سے بیٹھنے کے قابل ہوئے۔

”اب ان کا کیا کریں۔“ اسکر کامران مرزا ہو لے۔

”بیگڑوگی جانتا ہے۔ اصل پلات کمال لکھا گیا ہے۔“ ہوش

ارجوں میں نہیں ہتا سکا۔

”لیکن مسٹر ڈوگی..... آپ کے ان ساتھیوں نے بتایا تھا۔ کہ  
میں بیگر ڈوگی کو معلوم ہے کہ ہینڈ کو ارٹر کماں بنایا گیا ہے۔“

”میں..... ان کا یہ خیال بالکل غلط تھا..... میرے پارے میں اور  
ان کی لذکار اتنی مشور ہیں..... اور یہ لوگوں نے اپنے آپ ہی ہٹا  
لی۔ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔“

”بیوی آپ یہ کہتا چاہئے ہیں کہ مسٹر ایکٹال اور ان کی تجربہ گاہ  
میں کسی کو کچھ معلوم نہیں۔“

”تجربہ گاہ نہیں۔ پلانٹ کے لیں۔“

”لیا اس جگہ سے ہی پوری دنیا میں پتھر گرانے کا کام لیا جا رہا  
ہے۔“ اپنے کامراں مزدے سرسری انداز میں کہا۔

”ہال۔ نہیں۔“ اس نے گھبرا کر کہا۔

”آپ نے ہیں کہا یا نہیں کہا ہے۔ ذرا وضاحت کروں۔“

”تو سکتا ہے یہ ہی بات ہو۔ مسٹر ایکٹال کے پوچھا گئے  
اس میں کوئی شخص بھی یقین طور پر کچھ نہیں کہ سکتا۔“

”بیگر ڈوگی کو اتنا لٹکا دیا جائے۔ بالکل اسی طرح جس طرح یہ  
خواہی اب پسلے رفت کو اتنا لٹکا دیا جاہتا تھا۔“

”لک۔ کیا۔ لیکن کیوں۔“ بیگر ڈوگی نے گھبرا کر کہا۔

”ہمارا خیال ہے۔ تم اس جگہ سے ضرور والف ہو۔ اور  
اسیں آج تک کسی نے دیکھا نہیں ہے۔“

کے کمرے میں جو ماڈل بنایا گیا ہے۔ اس پر عملی کام کس جگہ  
ہے۔ لذا اب ہم بیگر ڈوگی سے پوچھیں گے۔“

”تب پھر وقت کیوں شائع کیا جائے۔“  
بیگر ڈوگی کو سامنے لایا گیا۔

”ہاں۔ بیگر۔ ہینڈ کو ارٹر کماں بنایا گیا ہے۔“

”صرف مسٹر ایکٹال جانتے ہیں۔“

”کیا انہوں نے تھا اتنا بڑا کام کر لیا ہو گا۔“

”نہیں جتنے لوگوں سے کام لیا گیا تھا۔ کام تکمیل ہونے کے لئے  
ان سب کو موت کے گھاث اتار دیا گیا تھا۔“

”کیا۔ نہیں!!!“ وہ بڑی طرح جھٹکے۔

”ہاں! انہیں نہیں معلوم تھا کہ ان سے کیا کام لیا جائیا۔

اور کام ہو جانے کے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اس

تو زیادہ معاوضے کا لائچ دے کر لایا گیا تھا۔ ان سے ان کا کام لیا گیا

وہیں رکھ کر لیا گیا۔ اس دوران کسی کو چھٹی تک نہیں دیا گی۔

جب پلانٹ تکمیل ہو گیا تو ان سب کو گولیاں مار دی گئیں۔ آگے

رہے پانس نہ بچے بافسی۔ ان سب سے کام لینے والے اپنے ایک ایسا

انقلال تھے۔ ان بھی کو مار دیا گیا۔ اب کسی کو پتا نہیں کہ ”کیا  
بنایا گیا ہے۔“ مسٹر ایکٹال سے کوئی واقعہ نہیں ہے کہ ”کیا ہے۔“

انہیں آج تک کسی نے دیکھا نہیں ہے۔ ان حالات میں میڈر

ہمیں اور اوہر کی یاتمیں کر کے بہلانا چاہتے ہو۔”  
 ”تن۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔۔۔ مسٹر ایکال کے  
 پارے میں۔۔۔ میں تو کیا۔۔۔ ملک کا صدر بھی نہیں جانتا۔۔۔  
 ”لیکن ہم تو جانا چاہتے ہیں۔۔۔  
 ”تو پھر صدر صاحب سے جا کر پوچھ لیں۔۔۔ اگر انہوں نے بھی  
 یہ بات نہ تھا تو جو سزا چور کی وہ میری۔۔۔  
 ”ٹھیک ہے۔۔۔ صدر کو یہیں بولاو۔۔۔ اپنکے جشید سکرانے  
 کیا مطلب۔۔۔ نہیں بلالیں۔۔۔  
 ”ہاں! انسیں پیغام دیں۔۔۔ کہ وہ یہاں آ جائیں۔۔۔ ہاں  
 خطرے میں ہے۔۔۔ میں تم صرف اتنے الفاظ کوں گے۔۔۔ اس سے نہ  
 نہیں۔۔۔

”تم لوگ آگ سے محیل رہے ہو۔۔۔  
 ”سنو مسڑو ڈگی۔۔۔ ایک بات غور سے سنو۔۔۔ اب تک دیگر  
 رہا ہے کہ جو لوگ میساعتیں قبول نہیں کرتے۔۔۔ ان پر پھولوں کی ہدایت  
 ہوتی رہی ہے۔۔۔ یہی ہوتا رہا ہے تا۔۔۔

”ہاں!“ اس نے کھونے کھونے انداز میں کہا۔

”اب تم وہی بارش ہم پر بھی کرا کے دکھاؤ تا۔۔۔“

گیا۔

503

”لیکن کیا۔۔۔“  
 ”لیکن یہاں ہم بھی تو ہیں۔۔۔  
 ”لو، اچھی بات ہے۔۔۔ خیر تم اس ساتھ دالی چنان کے آس پاس  
 نہ ہو جاؤ۔۔۔“  
 ”ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ لیکن آپ ایسا کیوں کرنا چاہتے  
 ہیں؟۔۔۔“  
 ”اس لئے کہ شاید صدر کو ایکال کے پارے میں معلوم ہو۔۔۔  
 ”خوش ہمی ہے تم لوگوں کی۔۔۔ ایکال کے پارے میں کسی کو بھی  
 نہیں معلوم۔۔۔“  
 ”تم صدر کو ہلاک۔۔۔ ورنہ اللہ لفکنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔“  
 ”بیٹ اس کے مٹ کے قریب کر دیا گیا اور بیٹن دیا دیا گیا۔۔۔ جلد  
 تی دسمی طرف سے صدر کی آواز سنائی دی۔۔۔  
 ”لیں۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔“  
 ”مراٹیں بھر ڈو گی ہوں۔۔۔“  
 ”ہاں کمو۔۔۔“  
 ”ہاں! آپ کو چنانوں کی طرف آتا پڑے گا۔۔۔ مسٹر ایکال کا  
 ہدایت ہے۔۔۔  
 ”ایکال کا معاملہ کیا مطلب؟۔۔۔“  
 ”مراٹیں بیٹ پر کچھ نہیں ہتا سکتا۔۔۔ آپ یہیں آ جائیں۔۔۔“

اے پھوں والا ہوا کھدا کر کے اور نعلیٰ مسح کا ہوا کھدا کر کے۔  
مگر یہ اصلی حضرت عیسیٰ ہوتے تو پوری دنیا میں اسلام کا بول  
ہا اول ملک ہمارا قرآن اور احادیث یہ بتاتی ہیں۔“  
”اے سب قرضی یا تین ہیں۔ حقیقت تو بس یہ ہے۔ جو اس  
اثر ماری دنیا دیکھ رہی ہے۔ پھوں کی بارش کوئی انسانی کارناٹ  
نہیں ہے۔“

”اگر یہ انسانی کارناٹ نہیں ہے۔ تو پھر اس ہوٹل کے کمرے  
میں ڈال کیا ہے۔ پوری دنیا کے ملکوں کے ہاتھ اس ہاٹل پر کیوں  
آتھا ہے۔ ہر ملک کے ساتھ ہٹن کیوں لگے ہیں اور پھوں کے نہیں  
اٹھوں سے ظاہر کیا گیا ہے۔“

”اوہ! تو تم یہ بات بھی بھانپ چکے ہو۔“

”میں دراصل بھانپ لینے کی بیماری ہے۔“ فاروق مکرایا۔  
”ویسے ایک بات کان کھول کر سن لو۔ صدر کو بھی ایقاظ کے  
لئے میں کچھ معلوم نہیں۔ صرف اس سے رابطہ قائم کیا جا سکتا  
ہے۔ یادوں سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ ملاقات نہیں کر سکتے۔“

”خوبی دیکھتے ہیں۔ ہم نے بھی اس ایقاظ کا مراغہ نہ لگایا تو  
اکامی نہ کیا۔“ سعف نے تملا کر کیا۔

”نہیں گا سختے۔ تمہارے فرشتے بھی نہیں گا سختے۔“ سعف ڈوکی  
لے چکا کر کیا۔

”تو تم کیوں نہیں آ جاتے۔“ صدر نے جلا کر کیا۔

”افسوس! میں ایسا نہیں کر سکتا۔ معاملہ ہی ایسا ہے۔“

”مجھے یہ تو معلوم ہے کہ اس وقت تم ایقاظ کے ہاتھ کام  
رہے ہو۔ لیکن مجھے ہمیں معلوم کہ اس نے تمہارے ذمے کیا کام  
رکھے ہیں۔“

”جب آپ یہاں آئیں گے تو ساری بات آپ کو معلوم  
جائے گی۔“

”چھی بات ہے۔ لیکن اگر میرا وقت منائے ہوا تو پھر میں تم  
سے کچھ لون گا۔“

”ٹھیک ہے سر۔“ اس نے کما اور پھر سیٹ بند کر دیا۔  
”تم نے تو مجھے مصیبت میں ڈال دیا ہے۔“ سعف ڈوکی سے جلا  
کر کیا۔

”اور آپ لوگوں نے ہمیں کہیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ ستر ڈاگل۔  
پوری دنیا کے لوگ اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزار رہے  
تھے۔ ہم سے نہ۔“ اسپکھ جمیش خنک اور سرد لہجے میں بولے۔  
”ہاں! گزار رہے تھے۔“

”یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا شوشہ کیا ہم نے چھوڑا ہے۔“

”من۔۔۔ نہیں۔“ وہ ہکلایا۔

”تم لوگوں نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔۔۔ زبردستی میں۔“

... اب اسکلر جشید نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیے تھے۔ لیکن ہاتھ پر  
اس کے بھی ہاندھے جا پچے تھے  
آخر آدم کھٹے بعد صدر وہاں ہنچ گیا۔ اس کے ساتھ پر  
ساتھی بھی تھے۔ لیکن وہ کسی بھی تم کے خلافی انتظامات کے لئے  
آئے تھے۔ اس لئے کہ انہیں تو ان کے اپنے ساتھی نے دہلی ہاؤ  
ٹھال۔ وہاں کے حالات و یکجہہ کروہ زور سے اچھے۔ لیکن اس وقت تک  
انہیں سمجھیرے میں لیا جا چاہکا تھا۔

"یہ۔ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔" صدر نے گھبرا کر کہا۔

"اصل بات یہ ہے سر۔ ہم ان لوگوں کے قبضے میں ہیں۔ ا  
یہ ہم سے جو ہاجتے ہیں کام لے رہے ہیں۔"

"افوس! میجرڈو لگی۔ تم نے اپنے ساتھ مجھے بھی پھنسواڑا۔"

"لیکن سر! اس میں میرا ایک فیصد بھی قصور نہیں۔"

"اس پر ہم بعد میں غور کریں گے۔ اس وقت تو سوال یہ ہے  
کہ یہ لوگ کیا ہاجتے ہیں۔"

"آپ سے وہ بات معلوم کرنا۔ جو آپ بھی نہیں ہوتے۔"

"ایسی کیا بات ہے جو میں نہیں جانتا۔" اس نے پرا ہار  
بٹالا۔ وہ ایک اوچھا عمر کا سرخ و سفید رنگ کا آدمی تھی۔ قدر دیڑا  
تھا۔

"آپ خاموش رہیں۔ مشرذہ دلگی۔ ہمیں بات کرنے دیں۔"

لیکن کامران مرزا غرائے  
چھٹے۔ آپ بات کر لیں۔" اس نے سم کر کہا۔ نہ چانے  
کامران مرزا کے لیے میں کیا تھا۔  
"تم آپ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ۔۔۔ انتقال سے  
کہاں لو رکیے طاقت ہو سکتی ہے؟"  
"لیا۔ انتقال۔"  
صدر بری طرح اچھلا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

○☆○

ہر بھی نہیں سکتے۔

ٹھیک میں ان سے بات کرتا ہوں۔ ہاں بھی۔ آپ لوگ کیا  
ہے؟

”صرف اور صرف ابھال کا پتا اور جس پلانٹ پر اس وقت کام  
کا ہوا رہا ہے۔ اس کا پتا۔ ہم جانتے ہیں۔ وہ پلانٹ بھی ویں  
ہے۔ جمال اس وقت ابھال ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ اس  
مدرسے والفت نہ ہوں۔“

”حقیقت یہی ہے۔“ صدر نے پریشان آواز میں کہا۔  
”ایسا ہے حقیقت۔“

”میں نہیں جانتا۔ پلانٹ کماں ہے۔ اور ابھال کماں ہے۔۔۔  
لائے ہوئے سیٹ پر صرف اس سے بات کر سکتے ہیں اور وہ ہم  
بات کر سکتا ہے۔“

”اچھا۔ اس سے رابطہ قائم کریں۔ ہم اس سے دو دو باتیں  
کہاں ہیں۔“

”تو گئی۔ تم اپنے والے سیٹ پر رابطہ کر دی۔ میں اپنا سیٹ  
کامیاب کر دیا۔“

”اوکے سوبہ لیکن میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔“  
”سیٹ کمال ہے؟“ انپکٹر کامران مرزا بولے۔  
السے جیب کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے سیٹ نکال لیا۔

پتا

اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر انہیں حد دیتے جاتے  
ہوئے۔ وہ چند لمحے ان کی طرف پہنچی پہنچی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔  
بولا۔

”میں تم نے انہیں تباہ نہیں کہ اس کے بارے میں کہا۔  
نہیں جانتا۔“

”جتنا چکے ہیں۔“

”یہ ہیں کون لوگ؟“

”اے! آپ انہیں نہیں جانتے۔۔۔ یہ ہیں انپکٹر جیشید۔۔۔  
کامران مرزا اور ان کے ساتھی۔“

”اوہ نہیں۔“ اس نے گھبرا کر کہا۔

”اور اس وقت ہم ان کے پیختے میں ہیں۔“

”آخر کیسے۔ ان چند لوگوں نے ایک پوری فوج کو کسی من  
کا گاؤں میں کر لیا۔“

”یہ لوگ عجیب و غریب صلاحیتوں کے مالک ہیں۔۔۔ اے۔۔۔“

"ہرگز نہیں.... یا تو تم سامنے آ جاؤ.... یا اپنا پتا بتا دو۔ اس  
مدرسے میں ان لوگوں چھوڑا جا سکا ہے"۔  
"ایک صورت اور بھی ہے"۔  
"اور وہ کون ہی؟"  
"تم لوگوں کے لئے خوش گوار نہیں ہو گی"۔  
"چٹے۔ سنا دیں۔ ہم یہی خبر سننے کے بھی حوصلہ رکھتے  
ہیں"۔

"تم کچھ بھی کرو۔ ان لوگوں کو جان سے مار ڈالو۔ تب بھی  
شہر میں نہ ہوں گا"۔  
"تو کیا جیس اپنے ملک کے صدر سے بھی کوئی دلچسپی نہیں"۔  
"نہیں۔ اس لئے کہ اب پوری دنیا کا حکمران میں ہوں۔  
حکم میں۔ میں چاہوں تو تم سب کو اسی وقت نیست و نابود کر  
لے۔ یقینوں کی بارش اس وقت تم لوگوں ملیا میت کر دے گی.... ذرا  
لپٹا اور دیکھو"۔

الہل نے اوپر دیکھا۔ ہزاروں پتھر تیزی سے یچھے چڑھے آ رہے  
تھے۔ "کاپ کر رہ گئے۔  
"اب کیا کہتے ہو جیشید"۔  
"ہم ہوت سے نہیں ڈلتے۔ وہ تو آ کر رہے گی"۔  
آہ مر جائے۔ مجھے تم لوگوں سے اب دلچسپی نہیں رہی۔ یہ

"کون سا بہن دیتا ہے"۔  
"بیلا بہن"۔ اس نے کہا۔  
انہوں نے بہن دیا دیا۔ جلد ہی اپنال کی آواز ابھری۔  
"ہاں اپنال پات کر رہا ہوں"۔ اس کی آواز پا رعب اور  
دار تھی۔  
"اور یہ میں ہوں اپنال"۔ صدر نے کہا۔  
"ہم سب یعنی میں۔ میرے کچھ سا تھی۔ دو گل اور  
ڈویں فوج اس وقت اپنکر جیشید کے قبضے میں ہیں"۔  
"اچھا! یہ بات میرے لئے حد و درجے دلچسپی کی ہے"۔  
"تم بس رہے ہو اپنال"۔  
"ہاں تو اور کیا کروں۔ روؤں"۔  
"یہ ہم سے تمara پا پوچھ رہے ہیں۔ اب ہم اتنا  
ہتاں میں"۔

"اپنکر جیشید آپ میری آواز سن رہے ہیں"۔  
"ہاں! کیوں نہیں"۔  
"ان لوگوں میں سے کسی کو بھی میرا پا معلوم نہیں"۔  
"تو پھر کے معلوم ہے"۔  
"صرف بھجھے۔ اور میں تو تحسیں بتا نہیں سکوں گے۔ لام  
کرو۔ ان لوگوں کو چھوڑ دو"۔

"اگر اللہ تعالیٰ ہمیں چنان عطا نہ کرتے تو اس وقت تک ہم سب ہیں ہلاک ہو چکے ہوتے۔"

"ہاں! اور آج یہ بات ثابت ہو گئی کہ پھر ہم کی بارش....  
تلکا کے ذہن کے ذریعے ہو رہی ہے۔ یہ بارش اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں ہے۔ اگر کہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی تو پھر ہمیں یہ لکھا گئی رہ پا سکتی۔" انپلکٹ جمیل نے کہا۔

"لیکن جمیل... ہم ابھی بچے کماں ہیں.... ابھی کیا کہا جاسکتا ہے۔ اگر بارش اس قدر زیادہ ہو گئی کہ یہ چنان بھی ان سے ڈھک گئی آجاء کا۔" خان رحمان بولے۔

"اللہ اپنے رحم فرمائے۔"

بارش بہت دیر ہوتی رہی۔ پھر آخر کار رک گئی۔ ان کے بعد طرف پھری پھری پتھر تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ پھر ہم کی بستی سے پھر ہم کی موسلاطہ حار بارش ہونے لگی۔ وہ خوف زدہ الہامی میں اس بارش کو دیکھنے لگکے ان کی سائبان نما چنان پر بھی خوف رہے تھے۔

"ستو جمیل... اب اس سیٹ پر تم اس سے رابط نہیں کرو۔" ورنہ وہ ہماری پوزیشن سے آگاہ رہے گا۔ انہوں نے کہا۔

"اہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

میں اسی وقت سیٹ پر اشارہ موصول ہوا۔ توں توں کے بعد اسی آواز ابھری۔

"یہو انپلکٹ جمیل... کیا تم لوگ اب تک زندہ ہوئے۔ میرا خیال

پھر آرہے ہیں.... میں انہیں روکوں گا نہیں۔ بچ کئے ہو تو کچ کر کردا دو۔ چلو میں بھی تمہارے اس کمال کی داد دے دوں گا۔" اس سے الفاظ حد و رجھے شوخ انداز میں کہے۔

"دوڑو۔" انپلکٹ جمیل نے بلند آواز میں کہا اور پردہ سر والہ طرف دوڑ پڑے۔ ان کے نزدیک بخوبی ہی انہوں نے انہیں لہ کندھے پر اٹھا لیا اور دوڑ لگا دی۔

"اڑے اڑے.... یہ کیا کر رہے ہو جمیل۔"

"آپ اس قدر تجز نہیں دوڑ سکتیں گے۔ اور ہم اگلے گے۔" وہ بولے۔

باقی لوگ بھی بے تحاشا دوڑ رہے تھے۔ آخر وہ اس سامنے چنان کے نیچے پہنچ گئے۔ میں اسی وقت اس واوی میں ٹھاٹھا طرف سے پھر ہم کی موسلاطہ حار بارش ہونے لگی۔ وہ خوف زدہ الہامی میں اس بارش کو دیکھنے لگکے ان کی سائبان نما چنان پر بھی خوف رہے تھے۔

"اف ماںک... اس قسم کے عذاب پرانے نامے کے اونچ آیا کرتے تھے۔ ایک شر قہا، اس کا ہم تھا صدوم۔" اس کے پڑھ لوگوں کے گناہ جب حد سے بیٹھ گئے تو ان پر پھر ہم کی بارش آؤتھی اور وہ سب ہلاک ہو گئے تھے۔" انپلکٹ کامران مرزا نے لرزائی کہا۔

ہے کہ نہیں.... تم ضور مرکے ہو گے.... اگر زندہ ہو تو آواز.....  
تکہ میں تمہاری تعریف کر سکوں۔"

ان کی لاشیں بھی پتوں کے نیچے دب چکی تھیں اور کسی کسی  
اٹا کلی حصہ نظر آ رہا تھا، زیادہ تو نظر بھی نہیں آ رہے تھے۔  
یا اللہ رحم..... اس نے تو اپنے صدر کو بھی نہیں چھوڑا۔"

"نہیں جھیل۔ اب ہم اس سے بات نہیں کریں گے۔"  
ان بے چاروں کو احساس تک نہیں ہوا ہو گا بھی کہ جس  
اٹکو وہ ہماری پوزیشن سے آکا رہے گا۔ اور ہم اس کی ندیوں  
گے۔ جب کہ ہم اس کا کچھ نہیں بکاڑ سکیں گے۔"

اب نہ از من کمال۔

"اب ہم اس کی نظروں سے بچ لگے ہیں۔ یہاں اس کا کوئی  
ساقی بھی نہیں رہا۔ جو ہماری پوزیشن سے اسے آکا کرے گا۔ لہذا  
ہم یہاں سے جا سکتے ہیں۔"

"لیکن اگر ہم تھوڑی سے محنت کر لیں تو بہت مال دولت اور  
اسے بچے رکھ دیا۔ اسی وقت اس نے ٹلک پکڑی اور مل کر،  
خدا ہمان کے مالک بن سکتے ہیں اور اس سے ہم بہت کام لے سکتے  
گیا۔ خود علی خان مکارے۔"

اب وہ سائیبان سے باہر آ گئے۔ آسان اب صاف تھا۔  
نظر نہیں آ رہے تھے۔ البتہ بچے پھر ہی پتھر تھے۔ ان پتوں  
کے وہ اس جگہ تک بہت مشکل سے پہنچے۔ جمال بالقی۔  
لشکری اور اسلحہ ہمارے ہاتھ لگ کے۔

آٹکت محتول ہے۔ ابھی ہمیں شر پہنچ کر میک اپ کا ذمیر سا  
پارش سے بچتے کے لیے اوہرا درجہ بھاگے تھے۔ لیکن، "کون ماننا  
کریں گا۔ کسی ہوش میں رہنے کے لیے نندی کی ضرورت

ہو گی۔

”نہ مرے کے لئے ہوٹل شارن ہی تمیک رہے گا۔ اس ہوٹل سے بھر حال اپنال کا کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے“ اور وہ ماذل وہاں کیا ہے۔ اسے تو کسی سرکاری عمارت میں ہونا چاہیے تھا۔ فرلانہ کما۔

”اوہ اوه۔“ اسپکٹر جمیڈ اور اسپکٹر کامران اچھل پر۔

”آپ دونوں کو کیا ہوا؟“ محمود کے لجے میں حیرت تھی۔

”فرزانہ کی بات نے ہمیں اچھنے پر مجبور کر دیا۔“

”اوہ۔“ لیکن اس کی بات میں ایسی کیا بات ہے۔ ”ہو۔“

حیران ہو کر کما۔

”سوال یہ ہے کہ وہ ماذل۔ اس ہوٹل میں کیوں منورست۔“

جب کہ یہ مخصوصہ سرکاری نوعیت کا تھا۔ اس ماذل کو داقی کیا گا۔

سرکاری عمارت میں ہونا چاہیے تھا۔ آخر وہ ماذل اس ہوٹل کرے میں کیوں موجود ہے۔ اور ہم بھی اس ہوٹل میں کیوں ہاٹھ تھے۔

”ہم تو خیر شر کے اجھے ہوٹل میں نہ رہے ہیں۔ یہاں

عادت ہے۔“

”اپنی بات نہ کوئے۔ صرف اس ماذل کی بات کو۔ فرلانہ کیا کہتی ہو۔“ فرحت۔ رفت۔ کچھ تم بھی اپنی اپنی حق کو۔

”تم کیوں نہ ان کی عکلوں پر ہاتھ مار دیں۔“ قابوئی بول اخبار۔  
”اس طرح آپ کچھ زیادہ ہی چلنے لگیں گے۔“ آنکہ  
”تو کیا ہوا۔“ ضرورت تو اس وقت زیادہ چلانے کی ہی ہے۔“  
حسن بولا۔

”تم اپنی عکلوں کی خیر مناؤ۔ ہماری لگر چھوڑو۔“

”پھر ہٹانے کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی کر رہے تھے۔ جب کی ااش تک بکھ جاتے تو نظری اور صحیح حالت والا اسلو بھنے میں لے پہنچے اس طرح ان کے پاس کافی نظری اور اسلو جمع ہو گیا۔ اب اچھل نے پہلے اپنے ٹھٹے درست کئے اور پھر شر کا رش کیا۔ انسیں پہلی شر تک جانا تھا۔ یا پھر راستے میں کسی سواری پر لفٹ مل جاتی اور بیٹت تھی۔

شری حدود تک انسیں کوئی سواری نہ مل سکی۔ اس کے بعد اس کا لائی گی اور وہ ایک سنت سے سے ہوٹل میں بکھ جگئے۔ وہاں چار سو گائے پر لئے گئے۔ پھر وہاں میک اپ کیا گیا۔ ملیوں کو اس پیمانوں جیسا بنا لیا گیا۔ ضروری اسلو کو کپڑوں میں پھپتا لیا گی۔ پھر انہوں نے ہوٹل شارن کا رش کیا۔ ایسے میں رفت بولی۔

”ہم نے اب تک اس نقلی مسح کا دیدار نہیں کیا۔ اس سے

بھی تو ملنا چاہیے۔ ارے ہاں۔ بہت خوب۔ ”وہ اپنے پڑا۔  
آنکھیں جھرتے سے نگل گئیں۔  
”ایسا ہو بھی سکتا ہے اور جسیں بھی۔ اس لئے کہ اہلاں ہم  
تھات پیٹ کرتا رہتا ہے۔ اب جب ہم غلی سُج کی آواز سنیں گے،  
اوناہ ہو جائے گا۔“

”لیکن جشید۔۔۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اہلاں آواز بدلت کر بات  
لکھتا ہو۔“

”اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم آواز پہچاننے کا  
تو اب دے دیتے ہیں توجہ۔ ہمارا کیا جاتا ہے۔ یاد ہے۔ آپ رکھتے ہیں۔“

”تو پھر یہ کام ابھی کیوں نہ کر لیا جائے۔“

”لیکھ ہے۔“

”وہ ہوئی سے نکل آئے۔۔۔ کافی دیر تک سن گئی لیتے گھوٹ  
لہتے رہے۔ آخر اسیں معلوم ہوا۔ کہ تین دن بعد آج سُج کا  
الہودی کرناکی طرف ہو گا۔۔۔ وہ وہاں کے لوگوں سے ملیں گے۔۔۔  
ان کی ملاقات دور کریں گے۔۔۔ ان کے دکھ درد دور کریں گے۔ اور  
اُن کو اپنے سچا ہونے کا شوت دیں گے۔“

”بھی کرائے کی ایک بڑی گاڑی میں دادی کرناک کی طرف  
بڑھ ہو گئے۔ نقدی کی تو اب ان کے پاس کوئی کمی نہیں تھی۔۔۔  
کافل کے ارائج روکو بھی انسوں نے فارغ کر دیا تھا۔۔۔ اور خان رحمان  
اُن چارے تھے۔۔۔

”ارے ہاں! بہت خوب کیا؟“ فرحت نے اسے گھورا۔  
”ارے ہاں! بہت خوب یہ کہ اس طرف تو ہم نے توجہ  
دی۔۔۔“

”کس طرف۔۔۔“

”غلی سُج کی طرف۔۔۔“

”تو اب دے دیتے ہیں توجہ۔ ہمارا کیا جاتا ہے۔ یاد ہے۔ آپ رکھتے ہیں۔“

”میرے پاس قاتلوں توجہ نہیں ہے۔“ فاروق نے منہ بنا دیا۔  
”حد ہو گئی۔۔۔ تم سے تو اب کوئی امید رکھنی الگ  
چاہیے۔۔۔“

”میرا جی چاہتا ہے۔۔۔ ہم اپنے ملک پڑے جائیں۔۔۔“

”حالات کا جائزہ لیں۔“ منور علی خان بولے۔

”لیکن وہاں اس وقت پادری صاحب حکمران ہیں۔۔۔“

کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ پروفسر داؤڈ نے منہ بنا دیا۔

”جی ہاں! بالکل۔۔۔ اب کچھ کرنے سے پہلے ہم لفٹی کر کے  
لیتے ہیں۔۔۔“

”ویسے اب اجان۔۔۔ میرا خیال ہے کہ غلی سُج کے روپ میں۔۔۔“

"ایک بات بیگب ہے..... اب تک انشارج کے صدر اور اکٹھے کے دوسرے ساتھیوں اور فوجیوں کی ہلاکت کی خبر شرمناک تھی۔ آخوند کیا اس خبر کو دبایا گیا ہے۔ یا کہ انہیں اپنے اطلاع نہیں ہوئی۔"

"یہی بات ہو سکتی ہے۔ کہ ابھی تک ان کے مابین جنگ کی کو خبر نہیں ہے۔"

"مجھے تو یہ کیس شیطان کی آنت بنانا نظر آ رہا ہے۔ جب ان کے ہیڈ کواڑ کا سراغ نہیں لگا لیں گے۔ ان کے غالباً نہیں کر سکیں گے۔ اور ہیڈ کواڑ کا پتا صرف ابطال کو معلوم ہے۔ ابطال خود بھی وہیں ملے گا شاید۔ لے دے کے جانے پاں۔ لیکن پہلے ذرا نعلیٰ سچ کے درشن کر لیں۔" انپکڑ کامران میرزا۔ جلدی جلدی کما۔

انہوں نے سرہلا دیئے۔ گویا بھی کو ان کی بات سے لڑنا تھا۔ ان کا سفر جاری رہا۔ تین دن کے سفر کے بعد آخوند کو اکٹھے کر گال پہنچ گئے۔ وہاں ایک میلے کا سامان تھا۔ یوں لگتا تھا یہ۔ سب لوگ کوئی عید منا رہے ہوں۔ تھے کپڑے، تھے جوئے اور فرشت نے مشورہ دیا۔ "مد ہو گئی یعنی کے۔" آمف جلا اٹھا۔ "مگر کس بات میں ہو گئی۔" شوکی اس کی طرف مزدہ۔

سُلم ہو۔ یہ سب بوقت آج یہاں سچ کے آئے کی وجہ سے ہے۔ اور بعد نہ پہنچادی کے سب سے پہلے میدان میں وہ اپنا دیدار سب لوگوں کو دیں گے۔

"گویا دوپہر تک ہمیں کوئی کام نہیں۔ ہم ادھر ادھر گھوم پڑ سکتے ہیں۔ کماں کی سکتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"نہیں ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں کہ دوپہر سے پہلے تک وہ کہاں رہے گا۔"

"اب یہ تو کسی سرکاری افسر سے ہی معلوم ہو گا۔"

"ہمیں غمک ہے۔ یہ کام میں کہوں گا۔ تم ایک ہوٹل میں بکرا افلاک کو دے گے۔ انپکڑ جشید بولے۔"

"اپ اکیلے جائیں گے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"اپا ختم میں تھیں ساتھ لے جاتا ہوں۔" وہ مکرائے۔

"اوہ اسے کہتے ہیں آئیں مجھے مار۔" رفت نے ہنس کر اگاہ۔

"اب یہاں ہم تکل کہاں ہیں لا تھیں۔" فرزاد نے منہ بھایا۔

"کوئی بات نہیں۔ اونٹ سے کام چلا لو۔" آونٹ مجھے مار کر وہ فرشت نے مشورہ دیا۔

"مد ہو گئی یعنی کے۔" آمف جلا اٹھا۔

"مگر کس بات میں ہو گئی۔" شوکی اس کی طرف مزدہ۔

"یہ تو مجھے بھی میں معلوم" آصف سکرایا۔

"ورمت تھے کی۔ محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مرد

"شروع ہو گئے یہ قبضہ جانے اس وقت تک کس طرز پر

رہے ہیں"۔ اسکے کامران مرزا نے بھٹائے ہوئے لجے میں کہا۔

"اس بات پر تو خود ہمیں بھی حیرت ہے"۔ محمود سکرایا۔

"لیکن کس بات پر"۔ پروفیسر داؤڈ بے خیال کے عالم میں

بولے۔

"اس بات پر کہ اس وقت تک ہم کس طرح رک رہے ہیں"

محمود نے فوراً کہا۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ حیران ہونا صحت کے لیے را نہیں

اچھا ہے"۔ آصف نے کہا۔

"یہ ایک اور کہی۔ کیا یہ بات کسی ڈاکٹر نے کہی ہے؟"۔ آنکھ

جل کر بولنا۔

"ہم لوگ بھی کسی ڈاکٹر سے کم ہیں کہا"۔ محمود سکرایا۔

"اب تم سے ہمچنان مفرما رے"۔ آفیس نے اسے گھوڑا

"تم ہی مار دے گے۔ یہاں اور ہے کون"۔

"میرا خیال ہے۔ میں چلتا ہوں۔ سچ کا سرائے ناگزیر کو شش کرتا ہوں"۔

"لیکن اس سے پہلے کسی ہوٹل میں کمرے لے لیتے ہیں۔ آنکھ

اپ بہاں اگر ہم سے مل سکیں۔"

"اور یہرے ساتھ جائے گا۔ محمود۔"

"تی ہاں امیں ہی چلا چلتا ہوں۔"

ہوٹل میں کمرے لینے کے بعد اسکے جشید محمود کو ساتھ لے کر  
لاؤٹ ہوئے۔

"بھلا ہمیں کون سے سرکاری گھنے سے اس کے پارے میں  
الاتاں مل سکتی ہیں۔"

"مخالف کے گھنے سے"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"دیواری گھنے یہ اندازہ تم نے اس قدر جلد کس طرح لگایا۔"

"یہ خیال آنے پر کہ جہاں جہاں نعلیٰ سچ کو جانا ہو گا۔ مخالف  
الٹے ہاں پہلے سے پہنچے ہوئے ہوں گے۔"

"بہت خوب! اسے کہتے ہیں عقل"۔

"ہمید ہمارے ہمیں کارپوریشن کے دفتر پہنچے۔ دفتر کے ایک آدمی  
سے انہوں نے ملاقات کی۔ اور اسے گھیرنے میں کامیاب ہو گئے۔

"ہم یہاں نئے ہیں۔ ہمیں سچ کے پروگرام کے پارے میں  
کوٹھوم نہیں۔ اگر آپ ہماری کچھ مدد کر دیں اور سچ کے پروگرام

کے پارے میں پوری وضاحت سے ہتا دیں تو ہم بھی آپ کے کام آسکتے  
ہیں۔"

"کہے؟" اس نے فوراً کہا۔ آواز سے شوق محسوس ہو رہا تھا۔

"ایکن ایا جان۔ ہم وہاں جا کر کیا کریں گے... ہاں ہاں سے باہر نہ کریں کا جائز لیتا متفہ رہے گا"۔

"کھرا بھی بھی متعدد تھا۔ ہم اندر نہیں جائیں گے۔ اس طرح ہم ان کی ظہروں میں آ جائیں گے اور اگر وہاں ابھال ہوا تو وہ ہمیں ادا پکان جائے گا"۔

"تب ہمارا دور رہتا ہی مناسب ہے"۔

"وہ قوی ہاں کے باہر بیٹھ گئے۔ باہر بھی بہت بھوم جمع تھا اور ان بھوم کی وجہ سے ان کے لئے بہت آسانی ہو گئی۔ اب انہیں نہ کوئی کھینچ کی ضرورت نہیں تھی۔ بیٹھ کر پلیس اس ہاں کی اپنے سے بہت مشکل سے روک رہی تھی۔ لوگ ان کا بند توڑ اسی ہاں میں کھس جانا چاہتے تھے۔ تاکہ سچ کو دیکھ سکیں۔ جب لپلیس کی کوشش یہ تھی کہ کسی طرح ان لوگوں کو ہاں میں داخل نہ اساتے۔

"ہم اس دھرم بجل سے بہت آسانی سے فتح کتے ہیں۔ وہ دیکھوں یہ درخت۔ دوسروں کے لئے اس درخت پر چڑھتا بہت مشکل نہ ہیں ہم تو آسانی سے چڑھ سکتے ہیں"۔

"جنت خوب ایا جان! لیکن کیا آپ بھی درخت پر چڑھیں گے۔

"ہمیں دیکھیں گے۔ انہیں تو نقی سچ کو دیکھنے کی پڑی ہے۔

"جیسے آپ پسند کریں۔ اگر آپ مال مدد چاہتے ہیں تو ہم کرنے سے کوئی بھی کام لیتا چاہیں تو ہم وہ کرنے کے"۔

"نہیں مالی مدد ہی تھیک رہے گی۔ اس نے کہا۔

"اپکڑ جشید نے پانچ سو کافونٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا رہا۔

"تیر کافی رہے گا"۔

"اوہ.... یہ تو بہت سے بھی زیادہ ہے"۔

"تو پھر اب ذرا پسکرام تفصیل سے دہرا دیں۔ مگر اس دیں"۔

"جی لکھ لیں"۔ اس نے کما اور دوپہر تک کے تمام پڑا انہیں لکھوا دیے۔

"بہت بہت شکریہ"۔

اور پھر انہوں نے گھری پر وقت دیکھا۔ فترے باہر اگلے

اپکڑ جشید بولے۔

"گویا اس وقت نقی سچ شر کے مال دار ترین لوگوں کی طرف سے قوی لاہوری میں دعوت اڑا رہا ہے"۔

"نقی ہے نا۔ اس لیے۔ اصلی ہوتے تو غبیل کی طرف دعوت قبول کرتے"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"آؤ۔ ہم بھی اس ہاں میں چلتے ہیں"۔

وہ ہماری طرف کیوں دیکھیں گے۔

"تو پھر آئیے۔"

دو نوں درخت پر چڑھنے لگے اور واقعی ان کی طرف کیا دیکھا سکتے نہیں۔ خود لوگ اس درخت پر چڑھ نہیں سکتے۔ یہ درخت ضرور انسان سے لدا پھدا نظر آتا۔ قدرے اونچائی، اٹا کرو، رک گئے۔

"کیوں! ہم دوسروں کی نسبت زیادہ آسانی سے اور صاف تر دیکھیں گے تاہم سے۔" اسپرٹر جشید مکارے  
"جی ہاں بالکل۔"

"آپ کے خیال میں نعلیٰ سمع کون ہو سکتا ہے۔"

"میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اپنال خود تی بنا ہو گا۔"

"تب تو ہمارا کام آسان ہو جاتا ہے۔" مجموع پر ہوش ادا کے

بولا۔

"وہ کیسے۔"

"ہم اکر اپنال پر قابو پالیں تو ہیڈ کوارٹر کا پہاڑ پلا کتے ہیں۔"

"لیکن قابو پانہ آسان کام نہیں ہو گا۔"

میں اسی وقت عمارت کا بڑا دروازہ کھلا اور گردول و ٹینیوں

خکل اور صورت کی تصاویر وہ دیکھتے رہے تھے۔ بالکل اس بیان

انسان باہر لٹلا۔ اسے بغور دیکھتے ہی اسپرٹر جشید حیرت نہ لائی۔

اے

"اڑاؤ! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

○☆○

## وہ مارا

اسپکٹر جسید اور محمود کو سمجھے ابھی پانچ منٹ بھی نہیں ہوئے ہیں  
کے کہ ہوٹل کے نزدیک پولیس کی بے شمار سینیوں کی آوازیں سال  
دیں۔ اور پھر ہر طرف پولیس ہی پولیس نظر آتے گی۔ پھر بڑا ای  
شیل ویرین پر اعلان ہونے لگے۔ ان کے کمرے میں بھی انہی دی  
تمامی۔ انہوں نے اعلان کی طرف کان لگایے۔  
”ایک افسوس ناک خبر سنئے۔ انشارج کے صدر ان کے بنا  
ساتھی اور ایک فوتی دست ایک بڑے حلوقہ میں بلاک ہو گئے ہیں۔  
یہ خبر پوری دنیا کے لئے افسوس ناک ہو گی۔ لفڑا پوری دنیا کے مالک  
تمن دن تک افسوس کریں۔ اپنے جمیں کو نیچا کر لیں۔ جنک  
کا جمندا نیچا نہیں ہو گا۔ اس ملک پر خداوند عالم کا عذاب ناہل ہے  
گا۔۔۔ یعنی پتھر بر سیں گے۔۔۔ ایک دوسری خبر ہے کہ کچھ ہائی ای  
اس پاس موجود ہیں۔ کڑی نظر رکھیں۔ جماں کوئی ابھی لم  
آئیں۔ فوراً پولیس کو اطلاع دی جائے اسکے پولیس ان کے پاس کافی  
اپنا اطمینان کر لے۔۔۔ واضح رہے کہ ابھی لوگوں کو گرفتار ہرگز نہیں

ہائے گا۔۔۔ مرف ان لوگوں کو گرفتار کیا جائے گا جس پر کسی حرم کا کوئی  
شہادگار اس لئے لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ اعلان  
کیا ہوا۔۔۔

یہ اعلان ہادر بار وہرایا کیا۔۔۔ انہوں نے ٹکرمندانہ انواز میں ایک  
دہرات کی طرف دکھا۔

”اپ پولیس ہم تک بھی آئے گی۔۔۔ اس لئے کہ ہوٹل والے  
ہڈاپلیس کو ہمارے بارے میں اطلاع کر دیں گے۔۔۔ اسپکٹر کامران  
جیسا ہے۔۔۔

”تو ہم اس سے پسلے ہی کیوں نہ ہوٹل سے نکل جائیں۔۔۔  
طلب یہ کہ گھونسے پھرنے کے بھائی۔۔۔ سماں ہمارا نہیں رہے گا۔۔۔  
امن بردا۔۔۔

”واتھی۔۔۔ ورنہ پولیس کو مطمئن کرنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔  
میں اسی وقت پولیس کی گاڑیوں کے سارے سنائی دیتے گے۔۔۔  
”شاید انہوں نے تو فون کر بھی دیا۔۔۔ آؤ۔۔۔ چلتے ہیں۔۔۔  
”اسپکٹر کامران مرزا اخیں لے چھے آئے۔۔۔ اور بچھلے دروازے  
کا طرف بیٹھے۔۔۔ وہاں چوکیدار موجود تھا۔۔۔

”اس طرف سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔۔۔

”لیکن ہم ذرا جلدی میں ہیں۔۔۔  
”نہیں جتنا۔۔۔ اپ کاؤنٹر کلر کو اپنی روائی لکھوا کر جائیں۔۔۔

اپنے کمروں کی چالی انسیں دے کر جائیں۔"

"اور اگر ہم اسی راستے سے جانا چاہیں تو؟"

"آپ کو میں ایسا نہیں کرتے دوس گا۔ جب تک کہ آپ ہوٹل کے بالک کی طرف سے اجازت نامہ نہ لے آئیں۔"

"تو وہ ہمیں اجازت نامہ نہیں دیں گے۔" اسکلر کامران

بُوكِ

"میں... کیوں اجازت نہیں دیں گے۔"

وراصل وہ ہم پر بہت صورتان ہیں۔ ہماری خاطر تواش کے لئے جانے نہیں دیں گے۔ آفتاب نے منہ بھایا۔

"پھر تو وہ مجھ پر بہت گھوڑیں گے کہ میں نے کیوں جانے والا۔"

"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم اسیں سمجھائیں گے۔"

"نہیں جتنا! کم از کم میں تو آپ کو اجازت نہیں دیں گے۔"

ایسے میں ہوٹل کے صدر دروازے کی طرف سے جنگ آواز میں دی۔ شاید پولیس ہوٹل میں موجود لوگوں کو ہدایات دے رہی تھیں۔

اب ان کے پاس وقت بہت کم رہ گیا تھا۔ اور چون کیدار اسکی دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ لہذا اسکلر کامران مرزا نے اس کی

پیٹ پر اچانک ایک ہاتھ رسید کر دیا۔ وہ تیور اک گرا اور پارہ ہوا۔

کچھ۔ لیکن ان کی گاڑی ہوٹل کے دوسری طرف کھڑی تھی۔

"اب گاڑی لینے کا وقت نہیں رہا۔ آؤ جیں۔"

"اپنے تو پیدل چلتے رہے۔" پھر خان رحمان نے ایک بڑی ٹکسی

لے لی۔ جو نہیں وہ رکی۔ وہ سب اس میں بیٹھ گئے

"اویا کی طرف چلتا ہے۔" اسکلر کامران مرزا بولے

"کیا۔ اویا کی طرف۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! ہمیں وریا کا انکارہ کرنے کا بہت شوق ہے۔ آپ نہیں

لے سکتے۔"

"تھی نہیں۔ ہم کیا دیکھیں اور کیا نہ دیکھیں۔ پھر کے لئے

تلی کلتے سے ہی فرمت نہیں ملتی۔" اس نے منہ بھایا۔ وہ اسیں

اور کے کارب اتار کر چلا گیا۔

"خوبذی دیے کے لئے تو ہماری چھٹی ہو گئی۔ لیکن یہ چھٹی

اور تک نہیں پلے گئی۔"

"اور اور ہر لیا بہان اس ہوٹل کی طرف آئیں گے۔"

"جی۔ وہ تو بھاٹ پلیں گے۔ سوال صرف ملاقات کا ہے۔"

تلی کھٹکی ملاقات کس طرح ہو گئی۔ اسکلر کامران مرزا مکرائے

یہ کیس ہمارے لئے بھول بھیاں کی طرح ثابت ہو رہا ہے۔

یہی اس کے مجرم تک پہنچتا ہے۔ جماں مجرم ہے۔ وہیں۔

الا اور ہے۔ اب ہم اس کا پتا معلوم کریں تو کس سے کریں۔"

"ہم تلی سکے معلوم کر سکتے ہیں۔"

"وہ سکتا ہے۔ اسے بھی معلوم نہ ہو۔"

"لیکن ہم پچھاہے ہیں۔"

"تو کیا ہوا۔۔۔ آپ نے دو ساتھیوں کو اور اور اور کر دیا ہو گا۔۔۔"  
"میک ہے۔۔۔ آپ پولیس کو اطلاع دے کر اپنا اطمینان کر لیں  
چل پڑے۔ شام ہو چلی تھی۔۔۔ جب وہ شر میں داخل ہوئے  
اور انہم حکومت کے باغی ہوں تو اپنا انعام حاصل کر لیں۔۔۔ ہمیں  
انہوں نے پولیس کی گاڑیاں اور اور بھاگتے دیکھیں۔  
"کیوں بھائی۔۔۔ یہ کیا چکر ہے۔۔۔ آج یہاں پولیس بتا لے  
کیا کٹ کرے رہیں گے۔۔۔"

"آئیے آئیے۔۔۔ دیکھئے۔۔۔ ہو سکتا ہے۔۔۔ آپ وہ نہ ہوں۔۔۔"  
"صریح میں اپ لوگوں سے معافی مانگ لوں گا۔۔۔"

فرار ہو گئے ہیں۔۔۔ ان کا سامان دیکھ کر اندازہ ہوا ہے کہ حکومت  
انہی کی ٹلاش تھی۔۔۔ وہ سمجھ کے باغی ہیں۔۔۔ اور حکومت نے اپنے میں ہم لوگ اپنا جواب نہیں رکھتے۔۔۔ قاروق نے خوش ہو کر  
قیامت کے باغی کا خطاب دیا ہے۔۔۔ بلکہ ان کی گرفتاری پر مبتدا  
انعام بھی رکھ دیا گیا ہے۔۔۔ نہ صرف گرفتار کرنے پر بلکہ صرف اس  
دینے پر بھی۔۔۔ شرط یہ ہے کہ اطلاع درست ثابت ہو۔۔۔"

"ایک منٹ۔۔۔ آپ نے یہ نہیں بتایا کہ حکومت نے کتنا انعام  
لے گا۔۔۔ خان رحمان بولے۔۔۔  
"ایک لاکھ روپے۔۔۔"

"ہم آپ کو ابھی دے دیتے ہیں۔۔۔"

"ایسا مطلب؟" وہ چوٹکا۔

"ہم وہی ہیں۔۔۔ جن کی ٹلاش حکومت کو ہے۔۔۔ لیکن ہم آپ  
پچھوں میں تین لاکیاں ہیں۔۔۔ اور آپ کے ساتھ بھی تین  
ہیں۔۔۔ اس نے پر جوش انداز میں کہا۔

"الله مالک ہے۔۔۔ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔۔۔"

بہت دیر تک وہ دریا کے کنارے ٹلتے رہے۔۔۔ پھر شریکی  
چل پڑے۔ شام ہو چلی تھی۔۔۔ جب وہ شر میں داخل ہوئے  
اور انہم حکومت کے باغی ہوں تو اپنا انعام حاصل کر لیں۔۔۔ ہمیں  
انہوں نے پولیس کی گاڑیاں اور اور بھاگتے دیکھیں۔  
"کیوں بھائی۔۔۔ یہ کیا چکر ہے۔۔۔ آج یہاں پولیس بتا لے  
کیوں بھائی۔۔۔ یہ کیا چکر ہے۔۔۔ آج یہاں پولیس بتا لے  
کیوں بھائی۔۔۔ یہ کیا چکر ہے۔۔۔ آج یہاں پولیس بتا لے  
رہی ہے۔۔۔"

"پہنچ لوگ ایک ہوٹل میں غسلے تھے۔۔۔ وہ اپنا سامان بخواہی  
فرار ہو گئے ہیں۔۔۔ ان کا سامان دیکھ کر اندازہ ہوا ہے کہ حکومت  
انہی کی ٹلاش تھی۔۔۔ وہ سمجھ کے باغی ہیں۔۔۔ اور حکومت نے اپنے میں ہم لوگ اپنا جواب نہیں رکھتے۔۔۔ قاروق نے خوش ہو کر  
العام بھی رکھ دیا گیا ہے۔۔۔ نہ صرف گرفتار کرنے پر بلکہ صرف اس  
دینے پر بھی۔۔۔ شرط یہ ہے کہ اطلاع درست ثابت ہو۔۔۔"

"اوہ بہت بہت شکریہ۔۔۔ آؤ بھی چلیں۔۔۔"

"لیکن آپ لوگ کون ہیں۔۔۔ اوہ ہو۔۔۔ کہیں آپ وہی تو۔۔۔

"لیکن.... بھلا۔۔۔ ان کے پارے میں کیا بتایا گیا ہے؟"  
"وہ کل سولہ افراد ہیں۔۔۔ ان میں پچھے بھی ہیں اور جو۔۔۔  
حکومت سے زیادہ رقم دے دیتے ہیں۔۔۔ اگر آپ فون نہ کریں۔۔۔  
ہم اس نے پر جوش انداز میں کہا۔

اور اپنے گھر میں ہمیں چینے کا موقع دے دیں۔"

"عن..... نہیں..... میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ تھوڑا

مجھے چبا جائے گی کیا۔"

"ہم نے تو ناہے.... حکومت پا کر چباتی ہے۔"

"نہیں..... اس سے کیا فرق پتا ہے۔" اس نے منہ بنا کر کہا

"اصل بات یہ ہے کہ ہمیں پناہ کی تلاش ہے۔ اور آپ

ہمیں اچھا لگا ہے.... لہذا آپ ہمیں یہاں رہنے دیں۔ آپ آپ

کو کچھ نہیں کہیں گے۔ بلکہ جتنے دن یہاں رہیں گے۔ اتنا

کرایہ بھی جو آپ چاہیں گے ادا کریں گے۔" سرے اخراجات

اواکریں گے۔ انعام کی رقم بھی آپ کو دیں گے۔ بولیں۔

"منکور۔" اسکھ کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

"ہما منکور۔ اس لئے کہ میں کوئی خطرہ مول لینے کا علاوہ

ہوں۔"

"تو پھر ایسے ہی ٹھیک ہے۔" خان رحمان بولے۔

"کیا ٹھیک ہے؟" اس نے جواب مل کر کہا۔

"یہ کہ اگر آپ ایسے نہیں مانتے اور خطرہ نہیں موندے

خطرہ آپ کو بالکل منت مل جائے گا۔" تارے پاس منت خدا

کوئی کی نہیں ہے۔" قابویق نے جلدی جلدی کہا۔

"پھر نہیں آپ کیا کہ رہے ہیں؟"

"اُس کی باتیں ذرا مشکل سے دوسروں کی سمجھ میں آتی ہیں۔"

التب مکرا یا۔

"تم اپنی ہاتوں کی ٹکر کرو۔"

"بھی پہلے ان سے محاصلہ طے کر لیں۔ پھر تم آپس میں ہات کر۔" اسکھ کامران مرزا جھلا اٹھے۔

"جی۔ تھی ہاں۔ بالکل۔" آسف یولا۔

"آخر آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟" مالک مکان تک آکر یولا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"میں راجبر ہوں۔"

"ھریہ مژرا جسے ہم آپ کے گھر میں اپ زیر دستی کے  
مکان ہیں۔ اور بس۔"

"لیکن میں آپ لوگوں کو مسمان نہیں رکھ سکتا۔"

"تو نہ رکھیں۔ اس صورت میں ہم آپ کو یہاں مسمان رکھ  
لیتے ہیں۔ مکسن نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔ پھر یوں پڑے تم۔"

"میرے میں تو۔۔۔ ابھی بولا ہوں۔۔۔ پہلے تو نہیں بولا تھا۔" مکسن  
لے گھبرا کر کہا۔

خان رحمان، منور علی خان اور پودھیسر و اوڈھس پڑے۔۔۔ باقی  
اگلے گھورنے گے۔

"سم۔ مجھے آپ اس طرح کیوں گھور رہے ہیں؟"

"بچ پا نہیں۔ کیوں گھور رہے ہیں۔ بدلتے میں تم ہمکر گھور لو۔" قارون نے منہ بٹایا۔

"اوہ! میں سمجھ گیا۔ آپ گھورنے کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔" مکحن نے خوش ہو کر کہا۔

"واو۔ کیا شاندار بات مجھے ہیں۔" آصف جعلہ الحمد۔

"تم بوج زرا رک نہیں سکتے۔ اچھا دیکھو۔ پہلے تو دوسرے اندر سے بند کر دیتے۔ پھر ان ساحب کو اور ان کے گھر کے دوسرا افراد کو بدلے اور احرازم کے ساتھ ایک کرے میں بند کر دیں۔"

"کیا کہا؟" وہ چلا الحمد۔

"آواز بلند نہ کرو درست۔" تم نے ہماری ہر پیش کش ٹھکرانی ہے۔ لہذا اب ہم مجبور ہیں۔ دیسے ہم دوسروں کے ساتھ زیادتی کا پسند نہیں کرتے۔"

دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا۔ راجر اور اس کے گھر کے افراد کو ایک کرے میں بند کر دیا گیا۔ ساتھ ہی انہیں تبروار کر دیا گیا۔ اگر انہوں نے شور مچایا تو پھر انہیں رسیوں سے پاندھ وجاہے گا اور ان کے ہوتھوں پر پیپ چپکا وجاہے گا۔

اب انہوں نے اپنی تیاریاں شروع کر دیں۔ نے سب سے میک اپ کئے گئے۔ پھر اسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"میں ہوٹل شارن کے آس پاس جا رہا ہوں۔ ماکہ جو نہیں اپنے ہمیشہ اور محدود اس طرف کا رخ کریں۔" میں انہیں راستے میں مال دیں اور اس بجک لے آؤں۔ ورنہ وہ دونوں گرفتار کر لے جائیں گے اور ہمیں انہیں رہا کرنے کے لئے بھی کوشش کرنا ہو گی۔" "لیکن آپ اکیلے تو نہ جائیں۔ ہم میں سے کسی کو ساتھ لے جائیں۔"

"اچھی بات ہے۔ آصف تم میرے ساتھ آؤ۔ اور ہاں کے میں بند افراد کا دھیان رکھنا۔ وہ کوئی کام نہ دکھا جائیں۔ ان کا راتھو کوئی سخت سلوک بھی نہیں کرنا ہے۔"

"میک ہے کامران مرزا۔ تم فکر نہ کرو اور جاؤ۔" پروفیسر داؤڈ ملے۔

"دوں پڑے گے۔"

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔" فرزانہ نے ان کے دل کے بعد دینی آواز میں کہا، "دینی آواز میں اس لئے کہ گھر کے افراد میں تھیں۔"

"بلوں ہو آئی ہے۔ دینی تا دو۔ دیسے پتہ نہیں، اس پار ملے ذہن کو ہو کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی بات ہی نہیں رہی۔"

محلل نے پڑا۔

"کروہا پس من تو تو۔" اقبال بسدا الحمد۔

"ضرور کیوں نہیں۔ سبھی تو رہا ہوں۔ ابھی میں ساتھ  
کہاں شروع کیا ہے۔"

"حد ہو گئی۔ تم لوگ اور خاموش ہو کر بات کر سکتے تو  
رحان نے جھلا کر کہا۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں انکل۔ بھلا خاموش ہو کر کس لار  
باتیں کی جاسکتی ہیں؟" حسن نے کہا۔

"اس سوال کا جواب بہت آسان ہے حسن۔ اشادنا میں  
باتیں کی جاسکتی ہیں۔" رفعت سکرائی۔

"تمن میں نہ تھوڑے میں۔ تھیں بولیں گے ضرور۔" آنکھ  
کیا۔

"کیا کہا۔ تھن میں نہ تھوڑے میں۔ یہ۔۔۔ یہ تم نے کہا کہ  
اپنے الفاظ واپس لے۔ ورنہ۔" رفعت نے آنکھیں نکالیں۔

"ورنہ کیا؟" آنکھ بگرا کیا۔

"بھی سیدھی سی بات ہے۔۔۔ ورنہ یہ رو دیں گی۔"

"روئیں اس کے دھن۔۔۔ عقل کے ناخن لو۔" فرزانہ  
رفعت کی حمایت کے لئے بڑھی۔

"زیادہ پڑھ کر باتیں نہ ہٹاؤ۔ کہیں لیتے کے دبنا دیں جائیں۔" آنکاب نے مت بنایا۔

"لینے کے دین پڑتے ہیں تو پڑ جائیں۔" فرزانہ نے بھی رہا۔

اپنے دینے کا فیصلہ کر لیا۔

"چھا یہ بات ہے۔۔۔ تو پھر ہو جائے مقابلہ لڑکوں اور لڑکوں  
اے اے۔۔۔ یہ کیا بھی۔۔۔ تم تو حق مجھ پونے گے۔"

"اے اس لے انکل۔ کہ ہمیں جھوٹ موت لڑتا نہیں آتا۔۔۔  
اے ضرور لڑتے۔"

"یہیں ہم چاہتے ہیں۔۔۔ ن تم جھوٹ موت لڑتے۔۔۔ ن حق مجھ  
لے کر۔۔۔ ضرور ملی خان نے جملہ اوصورا چھوڑ دیا۔

"کیونکہ کے بعد بھی تو کچھ کہئے تا۔"

"کیونکہ یہ کہ۔۔۔ کہ میں کہتا یہ چاہتا ہوں کہ چوںکہ۔۔۔ وہ اگتنے  
کے

"کیونکہ کا آپ نے چونکہ بنا دیا۔۔۔ اللہ اپنا رحم فرمائے۔" شوکی  
لے کر برا کر کہا۔

"کیوں۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ یہ کیونکہ آپ کا رشتہ دار تو نہیں  
ہے۔۔۔"

"میرا خیال ہے۔۔۔ فرزانہ کی بات پسلے سن لی جائے۔۔۔ کہیں وہ  
اں کے زہن سے انکل گئی تو پھر بھی شاید واپس نہیں آئے گی۔" خان  
رحمان نے مشورہ دینے کے انداز میں کہا۔

"کیوں انکل۔۔۔ فرزانہ کی بات کیا تحریر سے انکل ہوئی کہاں ہے۔۔۔

املاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے۔۔۔ کہ اللہ تعالیٰ نے غیب کی پانچ  
تین کا علم کسی کو نہیں دیتا۔۔۔ ان میں سے ایک قیامت ہے۔۔۔  
”اللہ اپنا رحم فرمائے۔۔۔ اس دن کی عین سے محفوظ فرمائے۔۔۔  
اللہ اپنے عرش کے سامنے تسلی جگ عطا فرمائے۔۔۔ ہاں تو فرزانہ تم  
پاکہ دی تھیں۔۔۔“

”ہاں اکل شکریہ۔۔۔ آپ بات کو دیں لے آئے۔۔۔ جماں سے  
ہمیں قیامت میں کہ رہی تھی کہ میرے ذہن میں ایک بات آلی  
ہے۔۔۔“

”ہیں! اب تم جلدی سے وہ بات بتاؤ۔۔۔“

”ہیں! کیوں نہیں۔۔۔ ارسے ہم۔۔۔ ہم۔۔۔ ہم۔۔۔ میں کیا  
کہاں۔۔۔ فرزانہ بوکھلا گئی۔۔۔  
”کیا۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ پکھو کرنے کا کیا سوال پیدا ہو گیا۔۔۔ آفتاب  
لے شدہ بنایا۔۔۔“

”اس ملن پیدا ہو گیا کہ وہ بات میرے ذہن سے نکل گئی  
ہے۔۔۔“

”صد ہو گئی۔۔۔ آفتاب تکملا اور خال۔۔۔“

”بلکہ دست تحریر کی۔۔۔ فاروق نے آفتاب کی ران پر نور سے  
آفتاب۔۔۔“

”یار تم بھی عتل سے بالکل پریل اور آنکھوں کے کورے۔۔۔“

کہ واپس نہیں آئے گی۔۔۔“

”لو اور سنو۔۔۔ اب تمہوں میں سے کمائیں تکنے تھیں۔۔۔“

”قیامت کی نشانی ہے۔۔۔“ پروفیسر داؤڈ نے گھبرا کر کہا۔

”تھی۔۔۔ کیا چیز ہے قیامت کی نشانی۔۔۔“ منور علی خان نے پہلے  
کر کہا۔

”جی۔۔۔ بھی۔۔۔ تھوڑوں میں سے کمائوں کا تکنایا۔۔۔ جیسیں ہم  
نہیں۔۔۔ قیامت کے نزدیک ہڈے بڑی پاٹیں ائمہ انداز میں ہوں گے۔۔۔  
سورج مشرق کی بجائے مغرب سے ظہور ہو گا۔۔۔“

”اُمرے پاپ رسے۔۔۔ کس قدر خوناک بات یاد دلادی آپ نے  
اکل۔۔۔ اشفاق کا نیپ گیا۔۔۔“

”ہاں واقعی۔۔۔ وہ دن کس قدر خوناک ہو گا۔۔۔ پھر یہ نہیں پہنچ  
دی جائے گی۔۔۔ جیسے ہم کسی بستر کو پیٹ دیتے ہیں نا۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم  
محفوظ فرمائے۔۔۔ اس دن اور ہر ہم کی پیٹ سے محظوظ فرمائے۔۔۔“  
پروفیسر داؤڈ نے زرد پڑتے ہوئے کہا۔

”آپ تو اس طرح ذر رہے ہیں۔۔۔ جیسے بس قیامت آیا  
چاہتی ہے۔۔۔“

”کیا پتا۔۔۔ وہ کس وقت آ جائے گی۔۔۔ اس کے وقت لا جو کسی  
بھی پا نہیں سوانع اللہ کے۔۔۔ نبیوں حکم کو قیامت کا علم نہیں۔۔۔“

”ہاں! یہ تو خیر ہے۔۔۔ سورہ نعمان کی آخری آہت میں یہ بات  
کہا جائے۔۔۔“

آفتاب جھلا کر بولا۔

"اب دو قوں یا توں کی وضاحت ہو جائے تو بتیر رہے گا۔"

"مُحَمَّد کا تکمیلہ کلام اڑایا۔ لیکن ناگہ میری استعمال کر رہے

ہو... ہے کوئی تک۔"

"تک تو اس پورے کیس میں کہیں نظر نہیں آئی اب تک کیوں پرو فیر انکل۔"

"بھی مجھے نہ گھیسو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔"

"یہ ہم نے کب کہا انکل کہ آپ ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔" فاروق کے لمحے میں حیرت تھی۔

"بات کا بیکھو بن رہا ہے اب۔" شوکی نے منہ بنا لایا۔

"چلو شکر کرے۔ کچہ بن تو رہا ہے۔۔۔ گزر تو نہیں رہا۔" آنکھ نے پس کر کردا۔

"لیکن فرزانہ کے ذہن میں آئے والی بات مٹی میں مل گئی۔" فرحت بولی۔

"ن۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ مٹی میں تو خیر نہیں مل۔۔۔ میرے ذہن سکل گئی ہے بس۔۔۔ اگر آپ لوگ ایک منٹ کے لئے خاموشی اپنی ادا لیں تو میں غور کر لوں گی۔ اور بات ضرور پھر ذہن میں واپس آمد گی۔"

"تم اپنے مالغ کی کمرے کیا بد کر کے رکھا کر۔۔۔ پہنچتے کہ

بڑاں سے انکل جاتی ہے۔۔۔ فاروق نے جل کر کہا۔

"مُنْ ہوا یہ تم لوگوں کی دھل انداز کی وجہ سے۔۔۔"

"چھا ام ایک منٹ کے لئے خاموش ہو جاتے ہیں۔۔۔ آفتاب

"بھی سوچ تو۔۔۔ یہ بہت مشکل کام ہے۔۔۔ خان رہمان

"اگ۔۔۔ کون سا کام انکل؟"

"لیکن ایک منٹ کے لئے خاموش رہنے کا۔۔۔ اس کے لئے بھی تو

"چھا خب۔۔۔ تو فرزانہ۔۔۔ اب ہم سب ایک منٹ کے لئے  
اٹاں۔۔۔ رہے ہیں۔۔۔ اگرچہ یہ کام ہمارے لیے حد درجہ مشکل  
ہے۔۔۔ اس لئے کہ ہم اور تو سب کچھ کر سکتے ہیں۔۔۔ بس خاموش نہیں  
ہے۔۔۔"

"چھا خب۔۔۔ ایک منٹ کی تو بات ہے۔۔۔ وہ بے چاری کون سادو

کہ،۔۔۔ رہی ہے ہم سے۔۔۔ رفتہ بولی۔

"ہاں اور کیا۔۔۔ صرف ایک منٹ کا سوال ہے۔۔۔ فرحت

"کہی بات ہے۔۔۔ اب تم تینوں بھیک مانگنے پر اتر آئیں۔۔۔"

"لیکن تو۔۔۔ ہم تو کیس سے نہیں اتر آئیں۔۔۔ یہی بیٹھی ہیں۔۔۔"

کیوں انکل؟" فرزان نے پروفیسر صاحب کی طرف دیکھا۔  
"ہاں بھی... میں گواہ ہوں اس بات کا۔ یہ تینوں زدائی  
کے لئے بھی یہاں سے نہیں گئیں۔" انسوں نے فوراً کہا۔  
"بس ہو چکے ہم خاموش ایک منٹ کے لئے۔"

"چھا کمال ہے... ہاں تھی نہیں چلا۔ یہ کیسی خاموشی تھی۔  
نالی ہی نہیں دی اور اس قدر خاموشی سے گزر گئی۔" فرزان  
فرزانہ تو وہ بات بتاہی سکے گی۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔  
"مجھے تو اب ایسا حسوس ہو رہا ہے۔ مجھے دلخیں سے  
باتیں اس طرح نکل گئی ہیں جیسے گدھے کے سرے پنکھا  
الیاں بھی ہوتیں۔" ہیں۔"

"تماری تلاش زور شور سے شروع ہو چکی ہے۔"  
"ان حالات میں انکل اور محمود کیسی اور ہری نہ الجھ جائیں۔"  
"حکل یہ ہے کہ ہم ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ جب تک  
کہاں۔"

"چلو ٹکر کر فارغ ہو گئیں۔"

"ارے۔ وہ مارا۔ بات ذہن میں آگئی ہے۔"

○☆○

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ اسی وقت یچھے سے کسی  
ان کے کہ میں پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ چونکہ کر مڑے۔ وہاں دو  
ہیں اپنے کھڑے تھے۔  
"یہاں کیوں کھڑے ہو؟" ایک نے سخت لمحے میں کہا۔ الفاظ  
اگر بھی میں ادا کئے تھے۔  
"لہ سوری۔ میں نہیں معلوم تھا۔ یہاں کھڑا ہونا منع

ہے۔"

ہے۔ جس کی پہنچت پر چھیں گے.... اے۔" وہ بولے  
”لیکن اس کے سوا ہم کبھی کیا سکتے ہیں۔"

”پھر نیک ہے۔ آؤ ایسا ہی کرتے ہیں۔۔۔ عمارت پر چھٹے کا اتنا فائدہ  
خود ہو گا کہ ہمیں پولیس والے نہیں سائیں گے۔"

دونوں نے اردو گرد کا جائزہ لیا اور ایک مکان کے دروازے پر  
دھک دے ڈالی۔ جلد ہی دروازہ کھلا اور ایک اویز عمر کے آدمی کی  
صورت نظر آئی۔

”کیا بات ہے؟“ بورڑے نے نرم آواز میں کہا۔

”ہمیں آپ کی تھوڑی سی مدد و کار ہے۔“ اسپکٹر کامران مرزا

”مدد... کیسی مدد... میں سمجھا نہیں۔"

”بآہر کھڑے ہو کر تو ہم سمجھا بھی نہیں سکیں گے۔"  
”میں کوئی دولت مند آدمی نہیں ہوں۔۔۔ ہمیں کچھ نہیں دے  
سکتے۔“ اس نے یہ کہ کر دروازہ بند کرنا چاہا۔

”آپ نکلا سمجھے۔ ہمارا مطلب یہ نہیں ہے۔“ انسوں نے ہاتھ  
سے دروازہ روکتے ہوئے کہا۔

”تو پھر... کیا مطلب تھا؟“

”اندر چل کر جاتے سکتے ہیں۔"

”اچھا آ جائیں۔“ اس نے منہ بٹایا۔

”یہ بات نہیں ہے۔“ اس نے جملہ کر کہا۔

”تو پھر جو بات ہے۔ آپ وہ بتائیں۔“ اسپکٹر کامران مرزا  
جل کر کہا۔

”تم لوگ کون ہو۔ اپنے کانٹادات و کھاؤ۔"

انسوں نے اپنے بٹائے ہوئے کانٹادات نکال کر ان کی طرف ہجھ  
دیے۔ وہ ان کو غور سے دیکھتے رہے۔۔۔ پھر واپس دیتے ہوئے ہلے۔

”جاوے۔۔۔ یہاں نہ کھڑے ہو۔۔۔ اس جگہ کی گھرائی ہو رہی ہے۔"

”اچھا۔“ اسپکٹر کامران مرزا نے کہا اور آصف کا ہاتھ پدا

وہاں سے آگے بڑھ گئے۔

”اب کیا کریں بھی۔۔۔ یہاں تو یہ لوگ کہڑا بھی نہیں ہے۔  
دیتے۔"

”اور اگر ہم یہاں نہ کھڑے ہوئے تو وہ دونوں پہنچ جائیں  
گے۔“ آصف بولا۔

”اس جگہ کے علاوہ کوئی اور جگہ ہے بھی نہیں۔۔۔ جمل  
چھپ سکتی۔"

”خیر کوئی بات نہیں۔۔۔ کچھ اور ہٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

”ہم کسی عمارت پر کیوں نہ چڑھ جائیں۔"

”اس طرح ہمیں کسی کو رازدار بنانا پڑے گا۔۔۔ میرا مطلب

اور وہ چھت پر چڑھ گئے۔ میں اسی وقت یقینے دروازے پر  
دٹک ہوئی۔ ان کے کان کھڑے ہو گئے۔  
”یہ کون آگیا؟“

”تمہرے بیوی... میں سر جھکا کر یقینے رکھتا ہوں۔“ آصف نے کہا  
اور پورے دروازے کی طرف منڈیر سے یقینے دیکھا۔ فوراً یہ اس نے سر  
بیچ کر لیا۔

”دروازے پر پولیس ہی پولیس موجود ہے۔“  
”اوہ!“ ان کے مند سے نکلا۔

”اس کا مطلب ہے۔ ہماری وجہ سے یہ لوگ بھی مصیبت میں  
لٹا ہو گئے۔“ آصف نے پریشان ہو کر کہا۔  
”یہ ضروری نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی اور بات ہو۔“  
یہ کہ کروہ جلدی سے یقینے اتر آئے۔ مالک مکان دروازے  
لکھنی پڑا تھا۔ وہ لپک کر اس تک پہنچے اور اسے یقینے کھینچ لائے۔  
”باظہر پولیس موجود ہے۔“ انسوں نے سرگوشی کی۔  
”پولیس!!“ اس نے گھبرا کر کہا۔

”ہاں پولیس! آپ ہمیں گھر کے افراد بنا سکتے ہیں۔“ ورنہ آپ  
کو ہمارے بارے میں وضاحت کرنا پڑے گی۔ اور آپ نہیں کہ سکیں  
گے۔ باہم آپ ایک طرف ہٹ جائیں۔ ہم ان سے بات کریں  
گے۔“

”وہ اندر داخل ہو گئے۔ دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا۔ ایہ  
کمرے میں عجیب ہے کہ بعد اپنے کامران مرزا نے اس سے کہا۔  
”ہم آپ کی چھت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔“ جاہر دا  
ساتھی اس طرف آتے والے ہیں۔ لیکن باہر پولیس موجود ہے۔  
کہیں وہ پولیس کے ہستے نہ چڑھ جائیں۔“

”کیا مطلب... کیا تم مجرم ہو؟“  
”اگر بیساکیت قبول نہ کرنا جرم ہے تو ہم ضرور مجرم ہیں۔  
در اصل ہم نے اپنا دین نہیں چھوڑا۔ اس لئے ہم حکومت کی تحریث  
م مجرم ہیں۔“

”اوہ اچھا یہ بات ہے۔“ وہ مسکرا یا۔  
”تی ہاں! بات بس اتنی ہی ہے۔“  
”جا یے۔ چھت پر۔“ اس نے کہا۔  
”لیکن اس بات کی کیا گارنی ہے کہ آپ پولیس کو فون نہیں  
کریں گے۔“

”نہیں کروں گا۔ میں مسلمان ہوں۔“ اس نے دلی آواز سے  
کہا۔

”کیا کہا؟“  
”ہاں! لیکن ان لوگوں کے ذر سے بظاہر بیساکی ہو چکا ہوں۔“  
”اوہ! تب تو نجیک ہے۔“

"میں۔ قلپی تو ہم سے ہوئی ہے۔ اور کیا غلطی ہوئی۔ یہ  
ہم اگلی طرف ہیں۔ تمہارے ساتھ ایک لاکا تھا۔"  
"بان اندر ہے۔"  
"جسے بناو۔"

"بیسف۔ اور گاؤ۔ انہوں نے پکارا۔ کاغذات میں آصف  
کام جاسٹ لکھا تھا۔"

"تین ایجاداں۔" اس نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ پھر پولیس کو دیکھ  
لیکن کی ایکٹنگ کی۔

"یہ لوگ کچھ پوچھنا چاہئے ہیں۔"  
"اندر اور کون رہتا ہے۔"

"بات کیا ہے جتاب؟" اسکر کامران مرزا نے منہ بٹایا۔  
"گر کے مالک کو بیان۔ آئیں پائیں شائیں نہ کرو۔"  
"اپ بھی آجائیں بھائی جان۔ پولیس آئی ہے۔"  
"وجھ مر آؤ بیہر کل آیا۔"

"کم گر کے مالک ہو؟"  
"جی۔ جی ہاں۔"

"اور یہ تمہارا بھائی ہے۔"  
"جی ہاں۔"

"کیوں جھوٹ بولتے ہو۔"

"یہ یہ نمیک رہے گا۔"  
"تو آپ اندر آ جائیں۔"

وہ اندر چلا گیا۔ اسکر کامران مرزا نے ایک مت کے لئے  
سوچا۔ پھر آصف سے بولے  
"آصف! تم بھی اندر جاؤ۔"  
"جی اچھا۔"

"آصف کے جانب کے بعد انہوں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھل  
دیا۔  
"ست۔ تم۔ جمیں تو میں نے ابھی تھوڑی دیر پہنچے تھے۔"  
"تو تم یہاں رہتے ہو۔"

ہم یہاں رہتے تو نہیں۔ لیکن یہ ہمارے پڑے محل اکٹر  
ہے۔ کبھی کبھار ملنے کے لئے آ جاتے ہیں۔"  
"ہوں۔ اس مکان کو چاروں طرف سے گھیر د۔" اس سے  
اواز میں کہا۔

"او کے سر۔" باہر سے آواز آئی۔  
"یہ آپ کیا کر رہے ہیں جتاب؟ کیا ہم سے کوئی قلپی؟"  
"ہے۔"

”بھوٹ... نہیں تو۔“ اس نے گھبرا کر کہا۔  
”خیر سنو۔ تم لوگوں کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے۔  
میں جھیس نہتا ہوں۔“

اور ایک گھنی سے ان کی آوازیں ابھرتے گئیں۔ کوئی اُن  
میں ہونے والی بات چیت باہر سی گئی تھی اور ریکارڈ بھی کی گئی تھی۔  
اویز عمر آدمی کا رنگ اڑ گیا۔ جب کہ انسپکٹر کامران مرازا ہد  
اطیمان سے کھڑتے تھے۔

”اب کیا کہتے ہو بورے ہے کھوٹ۔“

”یہ بورے ہے تو نہیں ہیں۔“ آصف بولا۔

”چپ۔ ورنہ زیان گدی سے سمجھ لی جائے گی۔“

”اوہ ہو اچھا۔ مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی۔“

اس نے فوراً سینی بجادی پولیس دروازے پر آگئی۔

”ان لوگوں کو گرفتار کرلو۔“

”آپ لوگ ہمیں ضرور گرفتار کریں۔ لیکن ان لوگوں کو  
کریں۔ یہ میری درخواست ہے۔“ انسپکٹر کامران مرازا نرم ٹائے  
بوالے۔

”کیوں نہ کریں۔ یہ بھی ہمارے مجرم ہیں۔ انہوں نے بھر  
موٹ کی عیسائیت قبول کی ہے۔“

”اب زبردستی عیسائیت قبول کروائیں گے تو لوگ مجرم ہو  
لپٹہ ماتھیوں سے بولنا۔“

نے ہالہ گھوڑا۔ اس بھی طرح کہ اس کے منہ سے جخ نکل گئی۔  
جسیں لوگوں سے گھوڑے رک جائیں۔ درنہ میں تھارا بازو توڑ  
لے۔

”ٹھوڑے ٹھوڑے“۔ اس نے اپنے آدمیوں سے گھبرا کر کہا۔  
”ٹھوڑک کر رک کے۔

”ایسا ہوا سر؟“ ان میں سے ایک نے کہا۔

”کہا بازو توٹ جائے گا۔ یکچھے ہٹ جاؤ۔“

”ایسا شبابا۔ اس گھر کے گرد سے ہٹ جاؤ۔ گاڑیاں جوں

لے گئیں رہنے والے خبودار اگر کسی گاڑی کو لے جانے کی کوشش

لے۔ دوازے سے قریب ترین جو گاڑی ہے۔۔۔ اس میں چالی بھی گھی

لے گئیں۔۔۔ درنہ۔۔۔ اس کا بازو تو گیا۔“

”اوڑا تھی کے عالم میں گھر سے نکلنے لگے۔ اور پھر وہ بھی باہر

لگے۔ پہلیں والے دور کھڑے غصے بھری نظلوں سے انسیں دیکھ رہے

تھے۔ ہم گاڑی پر بیٹھ گئے۔ گاڑی کے دروازے بند کر ہو گئے۔۔۔

لہن لے مالک مکان اور اس کے گھروالوں کو بھی گاڑی میں بٹھا لیا

تھے۔ کہ اب وہیاں نہیں رہ سکتے تھے۔

”آسف۔ گاڑی تم چلاو گے۔ میں اسے قابو میں رکھوں گا۔“

”لیکن ایا جان۔۔۔ ہم تو انکل اور محمود کو لینے کے لیے آئے

تھے۔“ بھی تو یہ میں اس طرف آئیں گے اور پہنچے جائیں گے۔“

”اُن لوگوں کو گرفتار کر لیا جائے۔“

”تو انسیں چھوڑنے کا ارادہ نہیں آپ کا۔“

”نہیں۔ ہرگز نہیں۔“

”اپھا تو پھر۔۔۔ میں بھی انسیں گرفتار کرنے کی اجازت نہیں۔۔۔

”لکا۔“

”اور تم سے اجازت مانگ کون رہا ہے۔۔۔ اس نے جخ کر لکا۔

”تم مانگو یا نہ مانگو۔ ہم جسیں دیں گے نہیں۔۔۔“ میں

سکرایا۔

”شاہید تم لوگوں کا دلخواہ لٹ کیا ہے۔“

”جب تم خود شاہید ساتھ لگا رہے ہو تو پات تینی تو ہو قدر سکتی۔۔۔“

”تم نے سنا نہیں۔۔۔ کر لو انسیں گرفتار۔“

”میرے دوست۔۔۔ یہ کام اتنا آسان نہیں۔۔۔ تم سب

زندگیاں اس وقت میری مٹھی میں ہیں۔۔۔ انپکڑ کامران مرزا لے

مٹھی ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

”یہ ایسے ہی اوہرا اوہر کی ہاٹک رہا ہے۔۔۔ پکڑو اس۔۔۔“

ٹھک۔۔۔

کاشیبل اس کی طرف پڑھے۔۔۔ لیکن انپکڑ کامران مرزا۔۔۔

لپک کر جا کی تھیزی سے اس آفسر کا ایک بازو پکڑ لیا۔۔۔ ساتھ ان اس

"خوب ہم ابھی یہیں تھرتے ہیں۔"

ایسے میں ان کی نظریں سانے کی طرف انہوں نکلیں۔  
آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں۔ پولیس کی بے شمار کا  
انسیں اپنے گھیرے میں لے جی تھیں۔

O☆O

### اندھا

"اُو آپ دیکھ رہے ہیں۔ مجھے بھی دکھادیں۔ تاکہ میں بھی  
کہاں ملکاں۔" تھوڑے جلدی جلدی کہا۔

"یہ ٹھیک ہو کر بتا ہوا ہے۔ اس کی طرف غور سے دیکھو  
تھا اور اسے دیکھ دیا۔"

"تی بھڑا! بختے غور سے آپ کہتے ہیں۔ دیکھ لیتا ہوں۔ میرا  
بھائی ہو۔ یہ کہ کراس نے اس کے پھرے پر نظریں جھاؤں۔  
جلدی کہو۔"

"تیں کیا بات ہے۔ مجھے وہ بات نظر نہیں آ رہی جو آپ  
کہا کھانا ہائے ہیں۔"

"اُن کا اور غور سے دیکھو۔" وہ سکرائے  
کامز۔ اس نے کہا اور خوب غور سے دیکھنے لگا۔

کل ٹھیک۔ آپ کوئی چنانا ہو گا۔"  
اُسے بھی۔ یہ رائل ہے۔"

"آ۔ نہیں۔" وہ بہت زور سے اچھلا۔

بنت بنت شکریہ۔  
ستھریہ تو اب تم سچ کا کرنا ادا۔ چو اس نے تمہیں بلایا  
ہے۔

”اے! میں اس کے حکم پر گرفتار کیا گیا ہے۔“

”جی ہاں! اس کا چونکتا میری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔“  
”اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ بس اب یہاں سے البتہ تم لوگ واقعی نکلے جا رہے تھے۔“ اس نے ہش کر کردا

ورثہ ہم پھنس جائیں گے۔“  
وہ تیزی سے مڑے اور پھر جلدی جلدی قدم الحلقہ  
لہلانہ تمہارے سچ سے بھی دو دو پاٹیں کر لیں۔“

لیکن پھر فوراً ہی پولیس نے انہیں گھیرے میں لے لایا۔  
”تم نے لوگوں کے سامنے اگر سچ کو نعلیٰ کہا تو وہ تمہیں کچا کچا  
لکھ لے گیا۔“

”اے! جبی بات ہے۔ ہم اسے نعلیٰ نہیں کہیں گے۔ لیکن سمجھنے  
کا اتنا ہے ہا۔“ اسکنہ جسھید سکرانے

”بھجو کر بھی تم نقصان میں رہو گے۔“  
کہا اسکلے ہے۔ آپ کا نہیں۔“ محمود نے مدد بنا لیا۔

کاشن کو فوں کے گھیرے میں انہیں سچ کی طرف لے جالیا گیا۔  
”سچ کا اور قیامت کا چھلی دامن کا ساتھ ہے۔“ کاشن نظر ڈالتے ہی راطل ہوا۔

بعد قیامت آجائے گی۔ لہذا تم لوگ قیامت کے ہاتھی ہے۔“  
”اے! ہاتھی آگئے۔“ قیامت کے ہاتھی۔ ہمارے ہاتھی۔ تو تم

سے کس احمق نے کہا ہے کہ سچ نعلیٰ ہے۔ وہ سینہ دیکھ لیا ہے۔ اس اخیان یہ ہے کہ میں نعلیٰ سچ ہوں۔ آج ووہر میں اس شر  
اصلی نہ ہوتے تو پھر کیوں برستے۔“

”تو یہ بات ہے۔ خیر ہمیں یہ اقب پہنچ لیا۔“

ایسے میں انہوں نے راہل کو بھی چونکتے دیکھا۔ اے!

دیکھ کر اسکنہ جسھید پرشان ہو گئے۔

”محود۔۔۔ میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔۔۔“

”جی ہاں! اس کا چونکتا میری سمجھ میں بھی نہیں آیا۔“

”اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ بس اب یہاں سے البتہ تم لوگ واقعی نکلے جا رہے تھے۔“ اس نے ہش کر کردا

ورثہ ہم پھنس جائیں گے۔“

وہ تیزی سے مڑے اور پھر جلدی جلدی قدم الحلقہ  
لہلانہ تمہارے سچ سے بھی دو دو پاٹیں کر لیں۔“

لیکن پھر فوراً ہی پولیس نے انہیں گھیرے میں لے لایا۔  
”تم نے لوگوں کے سامنے اگر سچ کو نعلیٰ کہا تو وہ تمہیں کچا کچا  
لکھ جکڑ لیا گیا۔“

”یہ۔۔۔ یہ کیا ہے بھی۔۔۔ ہمیں کیوں پکڑا گیا ہے۔“

”تم لوگ سچ کے ہاتھی ہو۔۔۔ بلکہ قیامت کے ہاتھی۔“

”یہ سچ والی بات تو وہن میں آتی ہے کہ ہم اب کے  
کے ہاتھی ہیں۔ لیکن قیامت کے ہاتھی والی بات بالکل بکھری  
کے ہاتھی ہیں۔“

”یہ سچ والی بات کے ہاتھی والی بات بالکل بکھری  
کے ہاتھی ہیں۔“

”یہ سچ کا اور قیامت کا چھلی دامن کا ساتھ ہے۔“ کاشن نظر ڈلتے ہی راطل ہوا۔

بعد قیامت آجائے گی۔ لہذا تم لوگ قیامت کے ہاتھی ہے۔“

”اے! ہاتھی آگئے۔“ قیامت کے ہاتھی۔ ہمارے ہاتھی۔ تو تم

سے کس احمق نے کہا ہے کہ سچ نعلیٰ ہے۔ وہ سینہ دیکھ لیا ہے۔ اس اخیان یہ ہے کہ میں نعلیٰ سچ ہوں۔ آج ووہر میں اس شر  
اصلی نہ ہوتے تو پھر کیوں برستے۔“

”تو یہ بات ہے۔ خیر ہمیں یہ اقب پہنچ لیا۔“

"اپجا ہوا۔ آپ بھی آگئے اور اسے کیوں چھوڑ دوں۔"  
"تم آزاد ہیں۔ رائل ہمیں بے بی میں جتنا دیکھتا چاہتا ہے۔"  
"رائل! کمال ہے وہ؟"

"وہ اس طرف دیکھیں۔ فاصلہ اگرچہ زیادہ ہے، لیکن پھر بھی  
آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔"  
"لہت خوب۔" یہ کہ کرانہوں نے نظریں بھا دیں پھر حرمت نہ  
کرنا لے۔  
"اپ! اک! تو واقعی رائل ہے۔"

"ہاں! اس کا مطلب ہے۔ اس مرجبہ ہمارا مقابلہ وہ ہے  
کہ انہوں نے اور پوری دنیا کے بھائی ان دونوں کی پشت پر ہیں۔  
اپ ساتھ اللہ تعالیٰ ہیں۔" وہ بولے

انپکٹر کامران مرزا نے پولیس آفیسر کو چھوڑ دیا۔ انپکٹر جمیں  
ورثہ بھی اسی گاؤں پر آگئے۔ مالک مکان اور اس کے گھروں کو  
گئی انہوں نے گاؤں میں تی رہنے دیا۔

"تم جا رہے ہیں مسز سج۔ میدان میں ضرور آئیں گے۔" یہ  
کہ کرانہوں نے ہاتھ ہلاتے۔ رائل مسکراتے لگا۔ وہ سمجھ کی  
لذات اپنکی کر رہا تھا۔

"اس نہم کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تم نے جان لیا ہے۔ سج  
کی لش کو بنایا گیا ہے۔"

560  
دیکھنا۔ میں جیسیں اصلی لگتا ہوں یا نعلی۔  
"میری۔ ہم ضرور دیکھیں گے۔"

"تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ بلکہ اپنے دو ساتھیوں کو بھی راہ  
لے جانا چاہو تو لے جا سکتے ہو۔ اس لئے کہ تم لوگ یا کل بیان  
ہو۔ جو چاہے ہو۔ کہ جیسیں سکتے۔ اپنے خیالات لوگوں پر ہے  
جیسیں کر سکتے۔ لہذا میں کیوں تم لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دے  
جب کہ تم میرا کچھ نہیں بگاؤ سکتے۔"  
"دو ساتھی۔ کون سے دو ساتھی؟" انپکٹر جمیں لے پہنچا  
کہا۔

"وہر دیکھو۔ ایک گاؤں میں۔ اور اس کے چاروں مذ  
پولیس کی گاؤں میں موجود ہیں۔ تھارے دو ساتھی اس خیال میں  
کہ ہم اپنے ساتھی کو بچانے کے لئے انہیں جانے دیں گے۔ جیسا  
ان کی بھول ہے۔ اپنے ان گھن ساتھی ہم تربان کر سکتے ہیں۔ کہ  
اب تو میں نے پروگرام ہی بدلتا ہے۔ تم لوگوں کو جانے کی ارادہ  
ہے۔ کوئی روک نوک نہیں۔ بعد وہہر میدان میں ضرور آتا۔"  
وہ اس گاؤں کی طرف بڑھ گئے۔ اندر انپکٹر کامران مرزا  
آصف موجود تھے۔ ان کے ساتھ چھہ لوگ اور بھی تھے اور انہیں  
کامران مرزا ایک پولیس آفیسر کا ہازو مورے بیٹھے تھے۔  
"اب اس کی ضرورت نہیں۔ اسے چھوڑ دیں۔"

تحوڑی دیر بعد وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان پہنچ گئے۔ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ مالک مکان اور اس کے گھروالوں کو الی انہوں نے حیرت زدہ نظروں سے دیکھا۔

"کیا رہا اپا بجان؟" فاروق نے بے تمازن انداز میں پوچھا۔

"نقیٰ سچ کو دیکھ آئے ہیں۔ بلکہ اس سے ایک دلائل ہوئی ہیں۔ وہ رائل ہے۔"

"کیا!!! وہ ایک ساتھ بولے۔"

ان کے چہوں پر خوف پھیل گیا۔

"خوف زدہ ہونے کی صورت تھیں۔ اس سے پہلے بھی اسی لوگوں نے سی موں کو یہ روپ دی تھا۔ پھر اس نے کیا کریا تھا۔ ان تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ وہ اس طبقے میں اگر سے کوئی کام لے لیتے ہیں تو یہ تو ان کا احسان ہے۔ ورنہ انہیں حفاظت کرنا ان کے لئے کیا مشکل ہے۔ باں بندوں کے احتیان ہیں۔ اور اس وقت ہمارا بھی احتیان ہی لے رہے ہیں شاید۔" اسی جمشید نے جذباتی آواز میں کہا۔

"اور تم لوگوں نے کیا کیا؟" اسکپڑ کامران مرزا نے اپنی گوراں "تھی بس۔ ہم یہ سوچتے رہے کہ ہم کیا کریں۔" اللہ مسکرا یا۔

"حد ہو گئی۔" آصف جلا اٹھا۔

"ہاں ہو گئی ہو گئی۔ اب اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟" ایسے فرزانہ کے ذہن میں ایک بات آئی تھی۔ بلکہ آکر انکل کی تھی۔ خدا کا شکریہ ہے دوبارہ بھی آگئی۔" اور وہ ترکیب کیا ہے۔"

"مرف یہ کہ ہم سب اگر ساتھ ساتھ رہیں گے تو تمن کی نظر نہ رہیں گے۔ اس لیے کہ وہ ہماری تعداد اور جنس سے اچھی طرح الک ہے۔ لہذا کیوں نہ ہم بکھر کر کام کریں۔ الک الک رہ کر کام کریں۔"

"تجھے محتول ہے۔ ہم ایسا کریں گے۔ لیکن آج میدان میں الک اور بھینے کے بعد۔ اندازہ ہو جائے گا۔ کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور کہ کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔"

"اور ان لوگوں نے اپنیں کیوں ساتھ لے آئے دیا؟" فرزانہ لے الک مکان اور اس کے گھر کے افراد کی طرف دیکھا۔

"یہیں رائل نے کوئی اعتراض جو نہیں کیا۔ لہذا یا قی پا لیں اسے اپنیں روکتے۔ باں ہم اپنیں وہاں چھوڑ آتے تو اس صورت میں ہمہر اپنیں بچ کیا جاتا۔"

"ایسے آج میدان میں مرا آئے گا۔" اسکپڑ جمشید نے کہا۔ "بھی ٹھر ہے۔ اس سے ملاقات ہوئے کافی دن ہو گئے لے۔ رہت ہوں۔"

"لیں؟ گھاس کھا گئے ہو کیا... میں تمara بولا بھائی ہوں۔"

بھائی نے جلا کر کہا۔

"کہے باپ رے اس بات کا تو خیال ہی نہیں رہا... اچھا میں اپنے الفاظ والیں لیتا ہوں۔"

"اب کیا فاکدہ... اب تو جو ہونا تھا ہو چکا۔"

"نہ نہیں۔ نہیں۔ آتا ب نے احمد ذرے ڈرے اندراز میں کہا۔

"بھی اس میں اس حد تک خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔" شوکی نے منہ بولایا۔

"بھا... پا نہیں۔" وہ ہکلایا۔

"لیا پا نہیں۔" آسف بولنا۔

"یہ کہ اس میں اس قدر خوف زدہ ہونے والی کیا بات ہے۔"

"دست تیرے کی۔" محمود نے جلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"بھل تک میرا خیال ہے... ابھال کا رائل سے باقاعدہ رابطہ ہو گے اور کم از کم رائل جانتا ہے... کہ ابھال سے کمال ملاقات ہو گے گی۔"

"لیکن ہم رائل سے کس طرح معلوم کر سکتے ہیں.... وہ تو اس بات نہ ادا ہے۔"

اپنے کامن کامران مرزا بولے۔

"رکھا جائے گا۔"

"مگر کس سے؟" پروفیسر داؤڈ نے بے خیال کے عالم میں کہا۔

"جی مزے سے۔"

"یہ کون صاحب ہیں؟" ان کے لیے میں حیرت تھی۔

"آپ بھی کمال کرتے ہیں اکل... آپ مزے کو بھی نہیں جانتے۔"

"اوہ اچھا تم اس مزے کی بات کر رہے ہو... جو بات بے باد ہمیں آ جاتا ہے۔"

"جی... جی ہاں۔ لیکن کبھی کبھی بالکل نہیں آتا۔"

"کوئی بات نہیں۔ بیٹ لیں گے اس سے۔"

"تم لوگوں کا ارادہ اوت پنگک پاتیں کرنے کا تو نہیں ہے۔"

"نہ... ہا۔" فاروق نے فورا کہا۔

"پا نہیں چلا۔" تم نے نہیں کہا ہے یا ہاں۔"

"آدھا نہیں... آدھا ہاں۔"

"تو پورا کہ دینے میں کیا حرج تھا۔ آدمی سے تیز کوئے نہیں کے۔" آفتاب نے جلا کر کہا۔

"ہا نہیں ہا نہیں۔" تم نے مجھے آدھا تیز آدھا بنیر کہا۔ لذیڈا اپھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا اچھا... بگزو نہیں.... پورے تیز پرے بنیر کہ رکھا ہوں۔"

"اب تک ان کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگانے کے متعلق  
کوئی نہ سوں کام نہیں کر سکے"۔ خان رحمن بڑیا اے  
کے ہوں۔ ہے کوئی تک۔ یہ کان ہیں کوئی اونٹ تو نہیں۔ جن کی  
کل کل سیدھی نہیں ہوتی۔ شوکی نے بھنا ہوئے انداز میں کہا۔  
تو یہ سچ یہ ہے کہ ہوتے ہیں یہ بھی اونٹ کی طرح نہیں  
بڑے۔ مجھے تو ان کی بھی کوئی کل سیدھی نظر نہیں آتی۔" رفت  
ہوا۔

"لگدی۔ کن کی کل کی بات ہو رہی ہے۔ کسی کے آج کی  
بات بھی کر لیا کرو۔" پروفیسر داؤن نے منہ بھایا۔

"یہ ایک ہی رہی۔ بات کان سے اونٹ پر پہنچ گئی تھی۔  
پہنچ رکھ لے آج اور کل پر لے گئے۔" فرحت نے مسکراتے  
ہوئے کہا۔

"میر کو پرسوں پر جیسیں لے گئے۔" فرزانہ بولی۔  
"یا اللہ تیرا میر ہے۔" فرحت نے کہا۔  
"لگدی۔ کس بات پر میر کو رہے ہو۔" پروفیسر داؤن نے گھبرا  
کر پھالا۔

"اکل! آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اللہ کا میر ہر وقت اور ہر  
بات پر اداکارا جا سکتا ہے۔"

"امچا نجیک ہے۔ یا اللہ تیرا میر ہے۔" وہ بولے۔  
وہ سکرانے لگے۔ ایسے میں منور علی خان کی آواز ابھری۔

"اب تک ان کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگانے کے متعلق  
کوئی نہ سوں کام کرنے کے لئے، نہ سوں وقت، نہ سوں انداز۔"  
نہ سوں تجویز کی ضرورت ہوتی ہے۔" منور علی خان نے جلدی بڑی  
کہا۔

"یا میر تم نے کیا نہ سوں نہ سوں کی لائے لگا دی۔ کہیں آتی  
آتی، فاروق یا محسن کی بوج تو نہیں گھس گئی۔" اسپکٹر کامران  
نے جھلا کر کہا۔

"حمد ہو گئی۔ آپ تو ہمارے کان کھرتے نظر آتے ہیں۔"  
"عن۔ نہیں تو۔" اسپکٹر کامران مرزا نے بوکھلا کر آپ کو  
کو پکڑ لیا۔

"ہم اپنے کانوں کی بات کر رہے ہیں۔" فرحت بھی۔  
"تمہارے کان تو مجھے نظر آ رہے ہیں۔ ان کو متون کا  
ضرورت ہے۔"

"یکن اباجان۔ کچھ لوگ کانوں کے کچے بھی تو ہوتے ہیں  
آتیں نہ فور آ کہا۔  
فاروق بولا۔

"ایسے لوگوں کو کانوں کان سکی بات کی خیر نہیں کہنے ہیے  
کہاں نہ کھاؤ۔" آتیں نے بھنا کر کہا۔

"میرے ذہن میں ایک زوردار ترکیب آئی ہے۔"

"اوہ! اس کا مطلب ہے۔ فرزانہ رفتہ اور فرمت کی تو۔"

گئی چھٹی۔ اب یہ تینوں کیا کریں گی۔ قادرق نے گھبرا کر کہا۔

"کیا مطلب یہ کیا بات کی تھی تم نے۔" اپکل جمیلہ نے اسے  
محورا۔

"میرا مطلب ہے۔ آج ترکیب انکل منور علی خان تاریخ  
ہے۔ کل انکل خان رحمان بتانے لگیں گے۔ اس طرح لاہور

برے چلتے نظر آئیں گے۔ یہ تو ہو گئیں نا بیکار۔"

"پہلے منور علی خان کی ترکیب سن لیتے ہیں۔ اب یہ نہ  
ترکیب ان کے ذہن کے سے پھسل جائے۔" اپکل جمیلہ نے گھرا  
کہا۔

"اوہ ہا۔ پھر بہت سر پہنچنا پڑتا ہے۔" خان رحمان سردا  
ہوئے بولے۔

"میری ترکیب یہ ہے کہ رائل کو انغو اکر لیا جائے۔"

"کیا کہا؟" وہ سب ایک ساتھ چلاتے۔

"کیوں۔ کیا ایسا نہیں کیا جا سکتا۔" پروفیسر بولے  
"پہلی بات یہ کہ یہ کام آسان نہیں۔ انغو اکر بھی لئے ہاں  
رائل سے ابظال یا پلانٹ کا ہے اگلوانا آسان کام نہیں۔ فذا از دن  
خطرناک قدم کیوں انھلایا جائے۔"

"ثابت ہو گیا۔" منور علی خان سکرائے

"کیا ثابت ہو گیا؟"

"یہ کہ جس کا کام اسی کو ساختے اور کرے تو لمبیا پا جے۔  
انہیں شاید پہلی بار ترکیب بتانے کے معاملے میں دخل اندوزی کی  
شیئ۔ لیکن منہ کی کھانی۔"

"پہلے کوئی بات نہیں۔ آئندہ اسی لطفی نہ کرنا۔" پروفیسر داؤڈ  
کہا۔

"سوال یہ ہے کہ ان تینوں کو اس وقت کیا ہو گیا ہے۔ مجال  
ہے جو کلی ترکیب بتا رہی ہوں۔ جب کہ اس وقت ایک زوردار  
ترکیب کی ضرورت بہت شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔"

"اس کا ایک حل ہے۔" اپکل جمیلہ بولے۔

"ان تینوں کو ایک کرے میں بند کر دیا جائے اور اس وقت تک  
اوائیں نہ کھولا جائے جب تک یہ جیچ جیچ کریں اعلان نہ کر دیں کہ  
اویں نے ترکیب سوچ لی ہے۔"

"اے باپ رے۔ ان حالات میں آخر ہم ترکیب لائیں تو  
کہاں سے۔ سوچیں تو کیسے؟"

"ہمیں نہیں معلوم یہ کام تھا را ہے۔ ہمارا نہیں۔" محمود  
سے نہیں کہا۔

"اے اے۔ کیا آنکھوں عی آنکھوں میں کھا جاؤ گے۔"

"ضدروت پڑی تو۔ یعنی تم نے ترکیب اپنے باغوں سے  
نکالی تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔" آصف نے فوراً کہا۔  
"مگر... کیا بھی کر سکتے ہیں۔"

"آنکھوں میں آنکھوں میں انہیں کھا سکتے ہیں۔"  
"وڑاؤ تو نہ بھی.... یہ تم آدم خور کب سے میں جسے آدم  
نے کاپ کر کہا۔  
"اس کیس میں چونکہ آدم خوروں سے ملاقات میں بھلے  
لہذا ان کی کی پوری کر رہے ہیں۔" فرحت سکرائی۔  
"تم از کم اس قدر خوفناک باتیں نہ کرو۔" قابوں نے گواہ  
کہا۔

"میرا تو خیال تھا کہ آپ ٹھک کریں گے ہمیں ہاتھ کرنے  
کے کچھ علاالت میں ہم باتیں تو کر رہے ہیں۔"  
"نہیں چاہیں نہیں یہ بے کار کی۔" دو گھنی چمکی کہ رہا  
ساکھی باتیں۔ منور علی خان نے جل کر کہا۔  
"پچھی بات یہ ہے کہ جب تک ہم پلاتھ کا پتا نہیں ملے  
لیتے۔ اس کیس میں مرا نہیں آئے گا۔"  
"سوال مرا آتے یا نہ آتے کا نہیں ہے۔ اور سے اک  
آئے۔ اس وقت پوری دنیا ایک خوفناک جاں میں آ جی ہے۔  
جاں کو تار تار ہم اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک کہ جاں

نہ ہیں جائے۔"

"تپ پھر انکل منور علی خان کی ترکیب پر عمل کر لیتے ہیں۔"  
خان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔  
"ایا مطلب؟"

"رانل کا اغوا۔ کیا خبر ہم اس سے اگلوائی لیں۔"  
اور اس طرح دشمن بہت زبردست کھلیلی میں جتنا ہو جائے  
اگر جب اس کا سچھی سین رہے گا۔ تو وہ حکومت پوری دنیا پر  
کر طمع کرے گا۔"

"ہوں میرا خیال ہے اسکرچ جھیڈ۔ ایسا کرہی لیا جائے۔"  
اپھی بات ہے۔ اوہ ہو۔ دیر ہو چلی ہے۔ اور ہمیں میدان  
جاتا ہے۔ اب تو ہم آزاد ہیں۔ رانل نے ہمیں گرفتار کرنے کا  
سد فتح کر دیا ہے۔ ہم بے دھڑک جا سکتے ہیں۔"

"ہاں نیک ہے۔" خان رحمان پولے۔  
اور وہ میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ میدان ان کے پہنچنے سے  
پڑا کچھ بھرا ہوا تھا۔ ابھی وہاں نظری سچ نہیں آیا تھا۔ اس  
کے لئے بت اونچا سچ بیان کیا تھا۔ سچ کے چاروں طرف مسح پر برے  
ہو رہا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں عجیب و غریب اسلو قدا۔  
"کم از کم ہم اس میدان میں اپنے پروگرام پر عمل نہیں کر  
سکتے۔ اسکرچ جھیڈ نے کہا۔"

"نسیں..... وہ رات میں کسی وقت کریں گے۔" ایک کام  
مرزا نے کہا۔  
"میں چاہتا ہوں..... ہم سچ سے نزدیک ہو جائیں۔" خان  
نے کہا۔

"یہیں یہ بہت مشکل ہے۔ لوگ سچا سمجھ کرے ہیں۔ ا  
یہیں صحیک ہیں۔" ایک جیش نے کہا۔

"پھلو خیر۔" اسنوں نے کندھے اچکائے۔

پھر دوست بعد بگل بھالیا گیا۔ یہ سچ کی آمد کا اعلان تھا۔  
اب سب لوگ یادوب کھڑے ہو گئے۔ سب نے اپنے سر جھاہید  
اسی وقت ہیلی کاپڑ کی آواز سنائی دی۔ لوگوں نے اپنے دنکھل لیا  
کاپڑ پہنچے آ رہا تھا۔ وہ میں سچ پر آ کر رک گیا۔ اس پر سے دل  
سیڑھی لٹکائی گئی اور لٹلی سچ اترتا نظر آیا۔ پورا سچ سونے اور  
تالیاں بجائے لگا۔ فضا تالیوں کی گونج سے بھر گئی۔ جب تک وہ  
پر آ کر سیدھا کھڑا نہیں ہو گیا اور اس نے ہاتھ انداز کرنے کا  
فیض کر دیا۔ لوگ تالیاں ہی بجاتے رہے۔ ہاتھ انداز کی اس طر  
رک گئے جیسے حرکت کرنے کے قابل نہیں رہ گئے ہوں۔

اب رامل کے ہونٹ پہنچے۔

"میرے ساتھیوں۔ آپ نے دیکھ لیا۔ جان لیا۔  
چچ دین کا بول پالا ہو چکا ہے۔ اب پوری دنیا بیساکیت کوں

کر چکی ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہوں گے۔ جنہوں نے مل  
سے بیساکیت کو قبول نہیں کیا ہو گا۔ لیکن آئے میں تک  
کے برادر ایسے لوگوں سے بیساکیت کو اب کوئی خطرہ نہیں۔....  
اوہ بارہ مرے ہوتے ہوئے خطرہ ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ میں  
اہل طرح شر شر جاؤں گا اور لوگوں کو اپنا دیدار کرواؤں گا۔....  
ہو سکا ہے۔ اس طرح وہ بد نصیب بھی بیساکیت کے  
بھڑکتے ہوئے جمع ہو جائیں۔۔۔ جو اب تک نہیں ہوئے۔۔۔  
برٹی قیکا کوشش ہے کہ ایک بھی آدمی روئے زمین پر ایسا  
نہ رہے جو حق کو نہ پہچان سکے۔۔۔ اب میں لوگوں کو دکھاتا  
اہل۔ خداوند عالم نے مجھے جو طاقتیں دی تھیں۔۔۔ وہ اب  
بھی مجھ میں اسی طرح موجود ہیں۔۔۔ آپ لوگوں کو معلوم ہو  
گا۔ میں کوڑیوں کو صحت مند کر دیا کرتا تھا۔۔۔ بیمار ترین  
بیویوں کے جسموں پر ہاتھ پھیر دیتا تھا تو وہ صحت یا بہ ہو  
جاتے تھے۔ مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مار دیتا تھا  
تو وہ اسے لکھتے تھے۔۔۔ پیدا نئی اندوں کی آنکھوں ہاتھ لگا رہتا  
تھا۔۔۔ ویکنے لگتے تھے۔۔۔ میں آپ لوگوں کو بتانا چاہتا  
اہل۔۔۔ میں آج ہمگی وہی ہوں۔۔۔ ویسا ہی کر سکتا ہوں۔۔۔  
بیل کوئی انواع ہے۔۔۔ آنکھوں کا انداز ہا۔۔۔

یہ کہ کراس نے اوہرا دھر دیکھا۔

”میں پیدائش ایجاد ہوں..... اور اس لئے میں شج کے بالا ادا  
آکھڑا ہوا تھا۔ کہ کہیں شج تک نہ پہنچ سکوں۔“  
شج کے بالکل قریب سے ایک آواز ابھری۔ شاید اس بہت  
میدان میں ماںک اور پیکر لگادیے گئے تھے۔ مگر کوئی سب اس  
بخوبی سن سکیں۔

”آگے آ جاؤ بڑے میاں۔“

انواع ادوی لاخی میکتا ہوا اور آگے بڑھا۔

”اے شج پر چڑھا دو جائے۔“ رائل نے بلند آواز میں لکھا۔  
”اے شج پر چڑھا فوراً ہی شج پر نظر آیا۔“ پسلے رائل نے اس کی آنکھ  
دیکھیں۔ آنکھوں کی جگہ دو گزھے تھے۔ اور بس۔ بس۔ بس۔  
لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اس کی آنکھوں کو دیکھ لیں۔ س۔ س۔  
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ سب کئے کے عالم میں دیکھنے لگے۔  
ان کے دل بھی دھک دھک کر رہے تھے۔

”میں اب اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرنے لگا ہوں۔“

## آنکھوں میں خون اتر آیا

ہاتھ بٹھتے ہی بڑھا چلا نے لگا۔

”م۔ م۔ م۔ م۔ م۔ دیکھے کتنا ہوں۔ میری آنکھیں نحیک ہو گئی  
ہی۔ کسی زندہ باد۔ شج زندہ باد۔“

ہر قوم پر ایک جمع کسی زندہ باد۔ زندہ باد چلانے لگا۔ رائل نے  
ایسا بار پھر ہاتھ اٹھا دیا۔ جمع خاموش ہو گیا۔

”ہیں اور یہاں ہو تو شج پر آجائے۔“

شور شج گیا۔ میں یہاں ہوں۔ مجھے یہ ہے۔ مجھے وہ ہے۔  
ہونہ کی باری لوگ شج پر آتے گئے۔ رائل ان پر ہاتھ پھیرنے  
لگا۔ اور وہ شور چھاتے چلتے گئے۔ میں نحیک ہو گیا ہوں۔ میں نحیک  
ہو گیا۔ آخر میں رائل نے شج پر سے ایک تحال میں رکھی منی  
ٹھال۔ یہاں سے گوند گھنی منی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ  
ہاس منی کو ایک چینی کی ٹھکل دی۔ پھر اس میں پھونک ماری۔  
اہلے اس کے ہاتھوں میں یہے ایک چینی کو پھر سے اڑتے دیکھا۔

مجھے میں ایک بار پھر شور شج گیا۔ تالیاں ہی تالیاں گونج

پھر آہست آہست وہ اپنا ہاتھ ہٹانے لگا۔

○☆○

امض۔

"بس.... اب سب لوگ اپنے گھروں کو جائیں.... مہابت کی تعلیم پر خوب زور شور سے عمل کریں۔ تم لوگ فلاج پا جاؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کھدا کر دیا.... ہیلی کاپڑہ جو اپنے گیا تھا پچھے آنے لگا.... یہاں تک کہ بالکل پچھے آگیا.... اس کی بڑی بیکالی گئی اور وہ اس کے ذریعے ہیلی کاپڑہ میں پہنچ گیا۔

جمع پہنچنے لگا۔

"آؤ بھی ہم بھی جائیں.... سب سے پہلے تو ہیں یہ مطمئن ہو گا کہ رائل کا آج رات کا کیا پروگرام ہے۔"

"اور یہ معلوم کرنا بھی آسان کام نہیں ہو گا۔"

"اس کی ترکیب میں نے سوچ لی ہے۔" فرزانہ مسکرانی۔

"ہو گی کوئی پس پھی ترکیب۔"

"بھی پہلے سن تو ہو۔" اسپکٹر کارمان مرزا نے منہ بیٹایا۔

"ترکیب یہ ہے کہ ہم الگ الگ ہو کر ایک ایک باہدوار ٹکلڈیوں میں پورے شرمنی پھیل جاتے ہیں۔ ہم میں سے صرف ایک اپنے تھکانے پر رہے گا.... جہاں کسی کو کوئی سراغ لگے۔ وہ بذریعہ اُوے پر موجود آدمی کو نوٹ کرادے گا۔ تاکہ باقی لوگ پھر دن ان کو پروگرام کو ترتیب دے سکیں۔"

"بہت خوب.... یہ ترکیب زبردست ہے۔" فرشت بولی۔

"اپنے من میاں مٹھو بنانا تو کوئی تم سے سکھے۔" فاروق نے جل رکھ

"تو سکھے لو۔ روکا کس نے ہے۔" فرشت نے جل کر کہا پھر بیک کر بولی۔

"اے گرے میں نے اپنی تعریف کب کی ہے۔ یہ ترکیب تو ازادان کی تھی۔"

"تو کیا ہوا۔ تم ہو تو ایک گروپ۔"

"وہ مت تیرے کی۔" محمود جملایا۔

"میرا خیال ہے۔ ایک ایک آدمی کا جانا تو تھیک نہیں رہے اگر دو دو آدمی پڑھے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ ایک دوسرے سے بات بیٹھ کر ترے رہیں گے۔"

"ہاں۔ یہ تھیک رہے گا۔"

"تو ہم اپنے تھکانے پر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں سے کوئی لگاؤں میں تھیم ہو جاتے ہیں۔" خان رحمان بولے۔

"تب پھر اڑائے پر ایک نہیں.... دو رہیں گے۔ پو فیرنے پر اڑھا کر کھلے۔"

اور ان کے انداز پر سب کو فہری آگئی۔

"ایک ہے۔ میکھور ہے۔"

"تو پھر اعلان کریں۔ کون کس کے ساتھ جائے گا۔"

"وہ بھی چلے گئے  
کامیں مزرا نے کہا  
اوہ اب میری باری ہے..... میرے ساتھ کون رہے گا۔" اپکر  
"میں۔" مسٹر علی خان بولے۔  
"مسکرا دیے اور دونوں دہائی سے چلے گئے  
"اب رہے گے ہم۔" محمود نے کہا  
"تو تم بھی اعلان کر دی۔ میرے ساتھ کون جانا پسند کرے گا۔"  
آفس نے مت بنایا۔  
"ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ کون جانا پسند کرے گا۔" محمود نے  
کہا  
"ظاہر ہے۔ میں میں جاؤں گا۔"  
"اور میرے ساتھ ظاہر ہے۔ آنتاب جائے گا۔" فاروق بولا۔  
"الاکل۔" اس نے فوراً کہا۔  
"تب تو یہ بات طے ہو گئی کہ میں اور فرحت جائیں گی۔"  
فرزاد نے کہا۔  
"میں کیا یہ دھوکا نہیں ہوا۔ میں ایکی رہ گئی۔" رفت نے  
کہا  
"میں۔ ایکی کیوں۔ تم بھی کسی کے ساتھ جاؤ گی۔ اپنا  
بلد خدا کرد۔ ہم تو چلے ۔ یہ کہ کر فرحت اور فرزانہ بھی چل گئیں۔

"اڑے پر پروفیسر صاحب نہیں گے۔ ان کے ساتھ کون پسند کریں گے۔"  
"میں۔" شوکی نے فوراً کہا۔  
"مجھے یہ بات پسند ہے کہ شوکی میرے ساتھ رہے۔" ہمارے  
صاحب بولے۔  
"تو مت تجربے کی۔" شوکی نے تو سب سے زیادہ اتنا  
ہتھیار لیا ہے۔" محمود بولا۔  
"اگر یہ بات ہے تو تم پروفیسر الکل کے ساتھ تھوڑے میں  
جا آتا ہوں۔" شوکی نے فوراً کہا۔  
"میں۔ مجھ سے تو آرام سے نہیں بیٹھا جائے گا۔"  
"چلو ایک کلری بن گئی۔ آپ دونوں تو جائیں۔ اگر کہا تو  
پر تائے کہ اس نے سراغ لگایا ہے تو پھر سب لوگوں کو دہائی میں  
جائے۔ ہلق نوگ و قیقا" فون کر کے روپرٹ لیتے رہیں گے  
ویسے رہیں گے۔"  
"ٹھیک ہے۔" پروفیسر صاحب بولے  
وہ شوکی کو ساتھ لے کر چلے گئے  
"میرے ساتھ کون جانا پسند کرتا ہے۔" اپکر جلد بولے  
"میں۔" خان رحمان بولے  
"چلو ٹھیک ہے۔ آؤ میں۔"

"ایے کسے میں تھا را ہاتھ پکڑ لوں گا۔"

"اور اس کا فائدہ کیا ہو گا۔"

"بس دیکھتے جاؤ۔ آج ہم نے بھی دوسری ٹکریوں کو پیچھے نہ پکڑ دی تو بات نہیں۔"

"ہوں..... خبیر..... یونہی سی۔ لوہن گیا انداھا۔" یہ کہ کہ اس لئے آنکھیں بند کر لیں۔

"عشق کے اندر ہے۔ اندر ہے اس طرح بننے ہیں۔"

"اب بھی کیا ہا۔ کس طرح بننے ہیں۔ میں کوئی روز انداھا نہ آرہتا ہوں۔"

"حد ہو گئی۔ آنکھیں کھلی رکھو۔ تاہم پتلیاں ذرا اپر کو چڑھا دیں۔ میرے کندھے پر ایک ہاتھ رکھ دو۔ میں آگے چلوں گا۔" تم بھرے پیچھے رہو گے۔ اس طرح بننے ہیں انداھا۔"

"اس طرح بننے ہیں۔ ہوتے ہیں۔" اخلاص نے فوراً کہا۔

"چھا چلو۔ یونہی سی۔ اب تم بننے ہو یا میں بن جاؤں۔"

"عنان نہیں۔ میں یہ بن جاتا ہوں۔" اس نے گمراہ کر کہا۔

"کیوں کیوں۔ اس میں اس قدر گمراہنے کی کیا ضرورت۔"

"تم وقت میرے کندھے کی شامت آئی رہے گی۔"

"چھا چلو۔ تم میرے کندھے کی شامت لے آؤ۔" اشناق نے ال اکمل۔

"رفت۔ تم میرے ساتھ چلو۔" مکھن بولا۔

"ضرور کیوں نہیں۔" وہ مسکرائی۔

"آخر میں رہ گئے ہم دلوں۔ آؤ اخلاق۔ ہم بھی پہنچے ہیں۔"

اشناق نے مدد بنا کر کہا اور اسے ساتھ لے کر دہان سے چل پڑا۔

"یار ہم جائیں کس طرف۔ ہم نے سختیں تو طے کی تھیں۔" اشناق نے کہا۔

"اوٹ کی طرح چدمرد اٹھے کا چلے جائیں گے۔" اشناق نے کہا۔

"مطلوب یہ کہ جد ہر ہمارے سینگ سائیں گے۔ اور جائیں گے۔" اشناق مسکرایا۔

"اور ہمیں کہیں جا کر کرنا کیا ہے بھلا۔"

"سچ کا سراغ گانا۔ میرا مطلب ہے نعلیٰ سچ کا۔ کہاں گزارے گا۔"

"تو پھر اس کی ایک ہی ترکیب ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"تم اندر ہے بن جاؤ۔"

"ہیا کہا۔ میں انداھا بن جاؤں۔" اخلاص نے گمراہ کر کہا۔

"ہاں بن جاؤ۔ کوئی حرج نہیں۔"

"لیکن پھر میں چلو گا کیسے۔"

"بھائی صاحب! آج رات مجھ کی بہان دعوت ہے تا۔" -  
"بہان ہے۔ چلو بھاگو۔"  
"میرا یہ بھائی اندھا ہے۔ مجھ کا ہاتھ پھوٹا چاہتا ہوں۔" -  
"آج بھر رات کو آتا۔ اتنی دری پلے ہی آگئے۔"  
"یہ الہینا کرنے کے لئے آئے تھے کہ انہیں بہان آتا ہے یا  
نہ۔"

"اگر کوئی انہم کام نہ آپڑا۔ تو وہ ضور آئیں گے۔ تم ان  
کے راستے میں کھڑے ہو جانا۔ جب وہ بیل کاپڑ سے اتر کر کوئی کی  
لگ آئے۔ اسی وقت آگے بڑھ کر ہاتھ پھوڑا یعنی۔ پولیس والا شاید  
بلیک آؤں تھا۔ ورنہ تو یہ لوگ سیدھے منہ ہاتھ تک نہیں  
تھے۔"

"میرا بہت شکریہ۔ وہ خوش ہو گئے کہ اس قدر آسانی سے  
انہیں سکا سراغ لگا لیا۔ دہان سے ہٹ کر انہوں نے اپنے  
سے، فون کیا۔ دوسری طرف سے فوراً شوکی آواز سنائی دی۔

"الشکل بات کر رہا ہوں۔ مجھ کا پا چل گیا ہے۔ وہ آج  
انہیں بیل کاپڑ میں کے چیزیں کے گمراہ دعوت کھائیں گے۔ گمراہ  
کیا کوئی۔"

"تم نے تو کمال کر دیا بھی۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔  
"زیکر ہی ایسی سمجھی میں الی تھی۔"

دونوں اس انداز میں چلتے گے  
"اے بھائی صاحب۔ مجھے اپنے بھائی کی آنکھوں کا علاج کرنا  
ہے۔ میں مجھ سے کہاں مل سکتا ہوں۔" -  
"پتا نہیں۔ تھوڑی دری پلے میدان میں کیوں نہ پہنچے۔"  
"بھیز بہت تھی۔ ہم بت پہنچے رہ گئے۔"  
"کسی اور سے پوچھو۔"

وہ اسی طرح آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک سڑک کے  
مارٹ کے پنج گئے  
"کیوں بھائی صاحب۔ ہم مجھ سے کہاں مل سکتے ہیں۔ یہاں  
بھائی اندھا ہے۔ عقل کا۔"

"عقل کا؟" سننے والے نے کہا۔  
"میرا مطلب ہے۔ آنکھوں کا۔"  
"ہمیں تو پتا نہیں۔ آج رات شاید ان کی دعوت یہ بیل  
کا پوریش کے چیزیں کے گھر ہے۔"  
"اوہ بہت بہت شکریہ۔ چیزیں کا گھر کس طرف ہے؟"  
انہیں پتا بتا دا گیا۔ وہ اس طرف روانہ ہوئے۔ چیزیں کے  
گھر کے آس پاس بے تحاش پولیس دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ صورت  
آج رات رائل بہان آتے گا۔ پھر بھی وہ آگے بڑھے اور ایک پولیس  
والے سے بولے۔

"ہم اس سے بتر جگہ پر جمیں رکھیں گے۔ فلنہ کرو۔" -  
اسیں ایک پولیس اشیشن لایا گیا۔

"ہاں! اب تناوی... سچ کے خلاف کیا سازش ہو رہی ہے۔"-  
جیس ذرا اپنے بھائی کا اندرھا پن دور کروانا تھا۔ وہ اللہ نے  
وپے ہی کر دیا۔"-  
"تو تم مسلمان ہو۔"-

"ارے باپ رے۔ اب آپ نے یہ بات بھی جان لی۔"-  
"تم انازوی تم کے جاسوس لگتے ہو۔ ارے بھی ہم لوگ اللہ  
لئے خداوند کتے ہیں۔"-

"اوہ ہاں! اس بات کا تو ہمیں خیال ہی نہیں رہا۔۔۔ دیے سچ  
لئی گے تو ہیں ہا۔"-  
"ہاں! وہیں آئیں گے۔ لیکن تمہارے ساتھیوں کو ہم پسلے ہی  
کر لاد کر لیں گے۔ فلنہ کرو۔" یہ تناوی... وہ کمال غیرے ہوئے  
ہیا۔"-

اشفاق اور اخلاق نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔  
"سب کیا کریں بھی۔"-

"تباہی پڑے گا۔"-

"تم فارورڈ روڈ کے ۱۰۹ نمبر مکان میں غیرے ہوئے ہیں۔"-  
"مہت خوب! بند کر دو انہیں۔ اور فوراً فارورڈ روڈ کی طرف

"تیرا مجھے بتا۔ تم نے کیا ترکیب لایا۔"-

اشفاق نے ترکیب بتائی تو شوکی نہیں پڑا۔۔۔ پھر بولا۔

"ہبیں! اب تم میں آ جاؤ۔۔۔ اگر معلوم ہوتا کہ اس قدر امن  
سے اور جلد سراغ لک جائے گا تو سب کے جانے کی صورت ہی نہیں  
تھی۔"-

"ہم آ رہے ہیں۔"-

جو نبی دہ فون یو تھے سے باہر نکلے۔ نکل کر رہ گئے۔ باہر  
پولیس والے موجود تھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں پستول بھی تھے۔  
"ہاتھ اور اخدا دو دوستو۔"-

"ہم سے کیا جرم ہوا ہے جناب؟"-

"تموزی دری پسلے تم میں سے ایک اندرھا تھا۔ اسے اس ند  
جلد و کھلائی کس طرح دینے لگا۔"-

"ارے باپ رے۔۔۔ یہ سب اللہ کی مریانی ہے۔" اخلاق نے  
کر بولا۔

"نہیں تم لوگ ڈراما کر رہے تھے۔ اور اب تم نے کسی افسون  
پر یہ پیغام دتا ہے کہ سچ آج رات یہاں آئیں گے۔ گواہی کی  
چلا نے کا پکر ہے۔ اس لئے اب تم ہمارے مناٹھ چلو گے۔"-

"اگر آپ کتے ہیں تو چلے چلتے ہیں۔ دیے آپ بلاورڈ زند  
کر رہے ہیں۔ ہم خود اپنے گرفتے جائیں گے۔"-

روانہ ہو جاؤ۔ پولیس آفسر نے چلا کر کہا۔

"اے اے... یہ آپ کیا کر رہے ہیں... آخر ابھی انہیں پریشان کرنے کی کیا ضرورت ہے... جب وہ اس طرف آئیں گے اُنکے لئے مغلل گلی۔ کر بچے گا۔ اخلاق نے گمراہ کر کہا۔

"نہیں۔ ہم انہیں ابھی اور اسی وقت گرفتار کریں گے۔"

"جی۔ جیسے آپ کی مرضی۔ اخلاق نے منہ بیایا۔"

"اور پھر انہیں حوالات میں ڈال دیا گیا۔ آئے گھٹے ہر حوالات کا دروازہ کھول دیا گیا۔ ان دونوں کو باہر نکال کر اسی سینیر کے سامنے لے جایا گیا۔

"تو تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔"

"تنہیں تو... کیا ہوا۔"

"قادورڈ روڈ پر کوئی مکان تبرہ ہے ہی نہیں۔"

"اوہ ہو اچھا۔ اب ہمیں کیا معلوم تھا کہ وہاں ۲۰۹ مکان تبرہ ہی نہیں.... اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔"

"وہ تو میں ہمیں اب تباہ ہو گا کہ تمہارا کیا قصور ہے اور کہ نہیں۔ لکا دو اسیں الٹا۔"

"اے اے... ہم تو یہ ہے لئکے سے بھی گھرا تے ہیں۔ آپ اٹھے کی یات کر رہے ہیں۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں۔"

"خوف تو اب تم کرو گے۔"

○☆○

587  
پالیس والے ان کے بھر بادھنے لگے۔ پھر ایک ری چھٹ پریشان کرنے کی کیا ضرورت ہے... جب وہ اس طرف آئیں گے اُنکے لئے مغلل گلی۔

"آف! آپ لوگ چاہئے کیا ہیں؟"

"وہاں جانا۔ جہاں تمہارے ساتھی تھے ہوئے ہیں۔"

"لیکن سچ نے تو ہمیں عام اجازت دی ہے کہ جو چاہیں کرتے ہوں۔"

"وہ ان کا محظہ ہے۔ لیکن ہمیں ہدایات یہ ہیں کہ اگر ان کی اڑ کل جاؤں کرتا نظر آئے تو ہمیں فوراً گرفتار کر لیا جائے۔"

"ہاں۔ خوب آپ کی مرضی۔ یہ رسیاں کھول دیں۔ ہم نکل کے یہاں تیار ہیں۔"

"نہیں۔ اس حالت میں ہی تباہ میں پولیس وہاں بیکھیوں اے۔ اگر ساتھی مل گئے تو نحیک، رسیاں کھول دوں گا۔ ورنہ الٹا لکھنیر نہیں مانوں گا۔"

"چھپی بات ہے۔ میں پتا لکھ کر دے دیتا ہوں۔"

اسے کافی اور قلم دے دیا گیا۔ اس نے پتا لکھ دیا۔ پولیس ایک بار پھر روانہ ہوئی۔ جلد ہی پولیس آفسر پھر ان کے پاس آئے۔

انہاں کی آنکھوں میں خون اترنا ہوا تھا۔

"اور میں کہتا ہوں۔ تم بلاوجہ خوف زدہ ہو رہے ہو۔ مجھے تو  
اُنکے خطرے کی بو محوس نہیں ہو رہی۔"

"آپ اس کام کے ماہر نہیں ہیں۔ یہ بو اپنی لوگوں کو محوس  
اُنہیں ہے۔ ہو اس کام کے ماہر ہیں۔ جیسے ہم تجربات کی بو کو محوس  
کیں کر سکتے۔"

"تجربات کی بو۔" پروفیسر داؤڈ بڑھا اٹھے۔

"تیاں! اب مجھے یہ پتا نہیں کہ ہوتی ہے یا نہیں۔"

"لپھا بھائی۔" تم کہتے ہو تو چلا چلتا ہوں۔ لیکن اصل بات یہ  
ہے کہ یہاں کوئی خدھہ و طرہ نہیں۔ اور ہاں! ہم یہاں سے جا رہے  
ہیں۔ ہمارے ساتھی جب فون کریں گے اور جواب میں اوھر سے کوئی  
لہجہ نہیں اخراج کا تو کیا ہو گا۔ پسلے یہ سورج نو۔"

"بھروسے سمجھنے گے۔ فی الحال تو آپ یہاں سے نکلے۔"

"بلل۔ لیکن سوچتے کا کیا فائدہ ہو گا شوکی۔ فون اگر بعد سے پہلے  
اٹھے۔"

"اس پارے میں بھی بعد میں سمجھنے گے۔"

"مدد ہو گئی۔" پروفیسر داؤڈ بھنا اٹھے۔

"میں اسی وقت فون کی گفتگی بھی۔" شوکی نے پک کر فون کا  
لہجہ راخیا۔

"میں کون صاحب بات کر رہے ہیں۔" دوسری طرف سے

## تجربات کی بو

اشفاق اور اخلاق نے تو کمال کر دیا۔ سب سے بعد میں کہ  
اور سب سے پہلے سراغ لگایا۔ ان سے ایسی امید نہیں تھی۔  
پروفیسر داؤڈ مکراتے ہوئے بولے۔

"جی انکل۔ واقعی ان سے ایسی امید نہیں تھی۔ آجی کا  
خوب ڈانٹوں گا۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"لیا کہا۔ ڈانٹوں گے۔ اورے بھائی۔ انہوں نے انکی کہاں  
کی ہے۔ یہ کام تو تعریف کے لائق ہے۔ آئیں گے تو اسی مشاہدے  
وہاں۔ بلکہ میں بھی دے دوں گا۔" پروفیسر داؤڈ بولے۔

"بلل۔ لیکن اف۔" شوکی نے گھبرا کر کہا۔  
"لیکن اف! یہ کیا بات ہوئی۔"

"بلدی یہاں سے نکلنے کی تیاری کر لیں۔"

"آخر ہوا کیا بھئی۔" وہ بوکھلا گئے۔

"سم۔ میں خطرے کی بو محوس کر رہا ہوں۔ بلدی کی  
انکل۔"

بیلی ہوئی آواز سنائی دی۔ شوکی تو ڈری گیا۔

"یہ میں ہوں انکل۔" شوکی نے بیلی آواز میں کہا۔

"مختیر تو ہے،" یہ تمہاری آواز سے خوف جھانک رہا ہے۔

"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے رائل ہمیں کوئی زبردست پہنچ

کے موڑ میں ہے۔۔۔ بظاہر اس نے ہمیں یا انکل آزاد چھوڑ دیا ہے۔"

ہم پر کوئی پابندی نہیں۔ لیکن شاید ہماری گھرانی ہو رہی ہے۔

ابھی اشغال کا فون آیا تھا۔ اس نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے اپنے

سچ کا سراغ لگایا ہے۔۔۔ اور آج رات وہ چیزیں مسح نہیں کاہل کاہل

کے گھر میں دعوت اڑائے گا۔۔۔ دوقوں یہاں سے سب سے اگر

روانہ ہوئے اور سب سے پہلے سراغ لگایا۔۔۔ وہ بھی اس قدر اہل

سے۔۔۔ مجھے اس میں گزر بول گئی ہے۔۔۔ اور ہم فوری طور پر انہیں

چھوڑ رہے ہیں۔۔۔ یوں ہم رہیں گے نزدیک ہی۔۔۔ تاکہ آپ لوگوں سے

ملاقات ہو سکے۔"

"تم نے یا انکل نیک سوچا ہے شوکی۔ فوراً اس بندگی کو ہم

وہ۔ بلکہ اب تو میں اشغال اور اخلاق کے لیے غلام مند ہو گیا ہوں۔"

"میں نے انہیں یہاں آئے کی پدایت دی تھی۔ اکر۔۔۔ آکر۔۔۔

کھٹکے تک نہ پہنچے تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ ہمارے گرد کمی ہے۔۔۔

چاچکا ہے۔۔۔ اور ہم سب اس جاں میں ہیں۔"

"تم نیک کرتے ہوئے۔۔۔ ہم آرپے ہیں۔۔۔ اور اب چونکہ انہیں

لادت پھوڑ دے گے، اس نے جو کوئی بھی یہاں فون کرے گا۔۔۔ اسے  
ذکر نہیں ہے۔۔۔ لفڑا صورت حال جانے کے لیے وہ خود بخود اور  
کام کے گا۔۔۔ اس نے باقی لوگوں کے سلسلے میں پریشان ہونے کی  
بیویت نہیں۔"

"بہت خوب! آپ نے میری کامل طور پر تائید کر دی۔۔۔ جب  
کہ پورا فسرواد بندگی سے اتفاق نہیں کر رہے تھے۔"

"وہ وہ سرے میدان کے کھلاڑی ہیں۔" اسپرٹ حمید نے ہنس کر  
لے اور ریشمہ در رکھ دیا۔

"آئیے انکل۔ ہم واقعی خطرے میں ہیں۔ انکل نے بھی  
بھروسے خالات کی تصدیق کر دی ہے۔"

"تو پھر چلو بھاگو۔" انہوں نے منہ بھایا۔

دو توں باقی لوگوں کے ساتھ باہر نکلے۔ شوکی نے چاروں طرف  
اپناہ لیا۔ پایہر کوئی گزیرو نظر نہ آئی۔۔۔ اس نے اطمینان کا سافس  
لیا۔ اور پورا فسرواد صاحب کو لے کر اس عمارت سے کافی دور ایک گھر  
کے دروازے پر دستک دی۔۔۔ جلد ہی دروازہ کھلا، ایک بوڑھے آونی  
لے ان کی طرف جیران ہو کر دیکھا۔

"بیباات ہے جتاب؟"

"ہم سافر ہیں۔۔۔ تھوڑی دری کے لیے آرام کرنا چاہتے ہیں۔۔۔  
کوئے نئے کے لیے آئے ہیں۔"

"تو وہ دونوں نہیں آئے"-

"تھی نہیں"-

"اُن سے ہمارا پتا پوچھ رہے ہوں گے اور اگر اب تک

پہلی باری میں آئی تو وہ ضرور اُز کے ہوں گے۔ میں کب

سخن اخراج پولیس ان سے انکو والے گی۔ اس وقت تک رک کر بھی

اپنے ایک بیٹا کارنار سراجام دیا ہے۔ میرا خیال ہے۔ میں اور

جن رحمان ان کی حلش میں نظرتے ہیں۔ وہ ہوں گے تو کسی پولیس

نہیں میں ہی۔ تم ضرور ان کا سراغ لگایں گے۔"

"ایک آپ اپنی پولیس کے بھتے سے نجات کس طرح دلائیں

گے۔" "تو آپ مسلمان ہیں۔" شوکی بولا۔

"من۔ نہیں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"گھبرانے کی اور ڈرنے کی ضرورت نہیں۔" ہم بھی سلا

لے لیں گے۔" "تو آپ کہ رہے ہے کہ۔"

"وہ تو اس ماحول میں کہنا ہی پڑتا ہے۔"

"آئیے۔ بیٹھ کر جاتے ہیں۔"

اوپر اسکان سے گھل کر پیدل روانہ ہوئے۔

"اپنی ترتیب یا اختیار کی تھی کہ ایک اندھا بین گیا تھا اور

بھتے ہوئے آگے بڑھتے تھے کہ وہ سعی سے کہاں مل سکتے ہیں۔"

"اندھے پین کو دوڑ کر اسکیں۔ اور اس کے فوراً بعد انہوں نے

ہر ایک قدرت کا رخ کیا ہوا گا۔" ہمارے ان راستے میں سب سے

"کون سچ۔" اس نے منہ بھایا۔ پھر کچھ خیال آئے، اس۔

فوراً کہا۔

"اوہ آپ سچ سے ملاقات کے لے آئے ہیں۔ آپے ہیں۔"

اس بار اس کے لیے میں خوہنگوارت تھی۔

شوکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر انہوں اعلیٰ کے

کے

"تو آپ مسلمان ہیں۔" شوکی بولا۔

"من۔ نہیں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"گھبرانے کی اور ڈرنے کی ضرورت نہیں۔" ہم بھی سلا

لے لیں گے۔" "تو آپ کہ رہے ہے کہ۔"

"وہ تو اس ماحول میں کہنا ہی پڑتا ہے۔"

"آئیے۔ بیٹھ کر جاتے ہیں۔"

شوکی کو مختصر طور پر چند ہاتھی تھا پریس۔ آخروں ہندوستان

گزارنا تھا۔ پھر آجھہ گھنٹا گزر گیا۔ شوکی مسلسل کھڑکی سے تھر

جاتے بیٹھا تھا۔ لیکن اسے اخلاق اور اخلاق آتے نظر دیں۔

ایبت اسکلر جیشید اور خان رحمان ضرور آگئے۔ شوکی نے میں سے اسے

کی آواز کا کال کر اپنی اشارہ دیا۔ وہ تحریک طرح اس طرف آگئے۔

ان کے لیے دروازہ کھولا گیا۔

اللہ  
”اُتم اپنے ساتھیوں کو اطلاع دے رہے تھے کہ سچ رات کو  
کمل ہوں گے۔“

”جسے میں ہاں... کی بات ہے۔“  
”آن کے ہاتھوں میں ہٹکریاں لگا دو۔“ آئیس نے اپنے ماحتوں  
سے لکھ

”ایسا صور کیا ہے جتاب۔“

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔“

انس پولیس اشیش لا یا گیا۔ پولیس آفسرنے انہیں گھوڑ کر  
لکھا اور بولا۔

”اپنے دو ساتھیوں کو چھڑانے آئے ہیں۔“

”ارادہ تو یہ ہے۔ وہ سکرتے۔“

”آؤ۔ تم دونوں کو ان کے حشر دکھاتا ہوں۔“

اپکڑ جشید اور خان رحمن کا تپ گئے۔ کیونکہ اس کا لمحہ ایسا  
تھا کہ انہیں اندازہ ہو گیا کہ ان دونوں کے ساتھ کیا کچھ کیا گیا ہو گا۔

وہ انہیں ایک اذیت خانے میں لائے۔ دونوں نے دیکھا  
الخالق اور افلان اٹھ لئے ہوئے تھے۔ ان کے جسموں سے جگ جگ  
سے خون پڑ رہا تھا۔

”یہ آپ نے ان غریبوں کے ساتھ کیا کیا۔ ان کا قصور کیا

پہلی سرکاری عمارت جو آئے گی۔ ہم بھی اس سے اپنا کام شروع  
کرے۔ اپکڑ جشید کتنے پلے گے۔

”چیزے تماری مرثی... تین چیزیں... نہ جانتے کیا ہے۔  
میں خوف گھوس کر رہا ہوں۔“

”زیکھا جائے گا۔“ اسپول نے سر کو جھکایا۔  
بلدی اپس ایک سرکاری عمارت نظر آئی۔ دنتر کے  
گردی سے اپکڑ جشید نے پوچھا۔

”آپ ہا سکتے ہیں۔ ہم سچ سے کہاں مل سکتے ہیں۔“

”آج دن کی دعوت مسٹر پل کار پوریشن کے پیغمبرانے کا  
لئے اور بولا۔“

”ایسا بہت بہت شکریہ اور ان کا گھر کس طرف ہے۔“  
پتا سلووم کر کے وہ اس طرف روان ہوئے۔ دونیں پولیس  
تھیں۔ اپکڑ جشید نے ایک پولیس میں سے سچ کے بارے کی  
پوچھا۔

”رات کو آئیں گے۔“

”ایسا بہت بہت شکریہ۔“ اسون نے خوش ہو کر کہا۔  
سے آگے بیٹھے اور ایک فون باتھ میں گھس گئے۔

وکھاوے کے طور پر اسکے لئے دیکھو اخليا اور نہ کر  
لگئے۔ پھر بہب دل ان باتھ سے باہر نکلے۔ انیں پولیس کوں

بِلَهُ

اتی دیرے میں انپکڑ جمیش پولیس آفیسر کو اٹھا کر اپنے جسم کے  
ہاتھوں لگا پکے تھے اور خان رحمان ان کے چیچے آکر کھڑے ہو پکے تھے۔  
”چلاو گولے اور مار ڈالو اپنے آفیسر کو۔“ انپکڑ جمیش نہیں۔

”ٹھیک گئے پر شان ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے  
لگے ایسے میں انپکڑ جمیش نے دوسرے ہاتھ سے پستول جب میں  
سے لالی لیا اور بولے۔

”میں اس کی کن پٹی میں گولی اتار دوں گا۔“ اگر تم نے اپنے  
ہاتھ نہیں کرائے۔“

انہوں نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر پستول گردیے۔  
خان رحمان نے فوراً ایک پستول سنبھال لیا۔

”بامہر ہستنے لوگ موجود ہیں۔ ان سب کو یہیں پلا لو۔“ میں  
دک کر آواز دے۔ بلائے کے لئے باہر جانے کی ضرورت نہیں۔“

”چھا۔“ ایک نے کہا اور آواز دینے لگ۔  
”بامہری پاری۔ سب کو اندر بلا لیا گیا۔“ اور ان کے ہاتھ اور  
انھے پلے گئے۔ یہاں تک کہ سارا پولیس اسٹیشن اس کرے میں جمع  
ہو گیا۔

”اب ایک دوسرے کے ہاتھ پاندھی۔“ اگر تم نے ڈھیٹے ہاتھ  
ہدھے کی کوشش کی تو ہم سے یہاں کوئی نہ ہو گا۔“ ان کا الجھ بہت سرود

”یہ تم لوگوں کا پاہی نہیں ہتا رہے تھے۔“

”پھر ایسا کرنے پر ہتا دیا انہوں نے۔“

”یہ تو غصہ ہے۔۔۔ نہیں ہتا یا۔“

”اوہ!“ دو توں دھک سے رہ گئے۔

اشفاق اور اخلاق اس قدر مضبوط ثابت ہوں گے۔۔۔ اس  
اندازہ نہیں تھا، لیکن پھر بھی ان کی حالت دیکھ کر انہیں ترس آئے۔  
دونوں بے ہوش بھی تھے۔

”میں اماد دیں۔ ہم آپ کو اپنے ساتھیوں کا پاہی نادب  
ہیں۔“

”بہت خوب! یہ ہوئی نایات۔“

دونوں کو کھولا گیا۔۔۔ اور فرش پر لٹا دیا گیا۔۔۔ انپکڑ جمیش ان  
بھک گئے اور ان کی بیض و غیرو دیکھی۔۔۔ وہ صرف بے ہوش تھے  
”اب پہلے انہیں ہوش میں لا لائے۔“

”نہیں۔ اس سے پہلے آپ کو اپنے ساتھیوں کا پاہی ہتا ہو گا۔  
”چھا یہ بات ہے۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی انپکڑ جمیش نے ایک مکا اس کی ٹھوڑی  
پر رسید کر دیا۔۔۔ وہ اچھل کر گرا اور ساکت ہو گیا۔۔۔ اس کے آں ہزار  
کھڑے کا نسلیں گمراہ کئے۔ انہوں نے فوراً پستول کالنے کے لئے ہدھے

اسوں نے پاندھنا شروع کیا۔ اور کام ختم ہونے پر ان کی طرف دیکھا۔  
خان رحمان نے ان کی رسیاں چیک کرو۔ اگر کہیں زخمیں  
نظر آتے تو اس قدر تختی سے ہاتھ باندھو کر اپنیں پہاڑیں جل جائے کہ  
ہاتھ باندھ جاتا ہے۔

خان رحمان نے چینگٹھ شروع کی اور اپنیں کئی لوگوں کو رسیاں  
سے باندھتا پڑا۔ اب وہ اخلاق اور اخلاق کی طرف متوجہ ہوئے۔  
ان کی حالت اچھی نہیں تھی۔ پولیس اشیائیں کے انہوں ایک گاڑی  
کھڑی تھی۔ دلوں کو اس گاڑی میں لادا گیا۔ اب سب کے مذہبی  
کپڑے ٹھوٹس کے اوپر سے روکاں پاندھ باندھ سے کچے ہوکر وہ سب شور  
چاکر جلد رسیاں نہ کھلوا سکیں۔ اب وہ پولیس کی گاڑی میں روان  
ہوئے۔ اخلاق اور اخلاق اب تک بے ہوش تھے۔  
اب انہوں نے اس گھر کا رخ کیا۔ جس میں پروفیسر داؤ اور اور  
شوی وغیرہ نے پناہ لے رکھی تھی۔

لیکن ایک چوراہے پر اپنیں رک جاتا پڑا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا  
کہ گاڑیوں کی ٹھانٹی لی جا رہی ہے۔ وہ پریشان ہو گئے۔ آخنال اور  
اخلاق کو طبعی امداد کی اشد ضرورت تھی۔ اور وہ جلد از جلد گھر پہنچ جانا  
چاہئے تھے۔ لیکن اب وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کہ ان

کے پیچے اپنی گاڑیوں کی لائیں گئی ہیں تھی۔  
”اب کیا کریں؟“ اپنکا ہمیشہ تے بے چارگی کے حالم میں کہا۔  
”میرے اور انتشار کریں۔۔۔“

ایک ایک کر کے گاڑی آگئے بوٹھتے تھی۔ اور بھر ان کی پامری آ  
کر پولیس والے نے ان کی طرف آتے نظر آتے

○○○

”بخار ایسا ہے۔ لیکن میں بہت دیر سے محسوس کر رہا ہوں کہ کوئی بہت خوبی انداز میں ہماری گرانی کر رہا ہے۔ اور اگر پات دلی لیکی ہے۔ تو یہ بہت خطرناک بات ہے۔ ہم سب شدید خطرے میں ہیں۔ سچ کا سراغ تو کیا لگائیں۔۔۔ اللاد وہ ہمارا سراغ کا یہیں گے اور اب تو میں یہ بھی کہ سکتا ہوں کہ ہم جن لوگوں کو پیچھے رکھوڑے ہیں۔۔۔ یعنی یہ فیسر داؤڈ، شوکی اور دوسرے لوگوں کو۔۔۔ وہ بھی خطرے میں ہیں۔۔۔“

”تب پھر ہمارا بیان کیا کام۔۔۔ آؤ جیسیں۔۔۔ شاید انہیں ہماری مدد کی ضرورت ہو۔۔۔ یہ کہ منور علی خان اٹھنے لگے۔۔۔“

”تن۔۔۔ نیک۔۔۔ بیٹھو۔۔۔ ہم اس طرح جا بھی تو نہیں سکتے۔۔۔ جل دیکھو، جل کی دعا دیکھو۔۔۔“

”مشکل ہے۔۔۔ یہاں تھل کا رواج کہاں۔۔۔“

”بار اب تم آصف اور فاروق وغیرہ بننے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔ انپکڑ کامران مرزا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔“

”لیا کرول۔۔۔ جب وہ نہیں ہوتے تو بے تحاشہ ان کے انداز گذرا نہیں کرنے کو جی چاہتا ہے۔۔۔“

”میں اس وقت لی دی پر خبریں شروع ہو گئیں۔۔۔ لیکن ان خبروں میں اتنی سچی اس وقت تک جو کام کر چکا تھا۔۔۔ جن پر دگر اموں میں صدر لے چکا تھا۔۔۔ ان کے بارے میں بتایا گیا۔۔۔ آئندہ وہ کیا کرنے والا کیا ہیں۔۔۔ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔۔۔“

## بھول یا غلطی

”منور علی خان! تم سارے ذہن میں کوئی ترکیب ہے۔۔۔“

”مجنی سچ کا سراغ کا نہیں۔۔۔ انپکڑ کامران بولے۔۔۔“

”بھی سیدھی یہ ترکیب یہ ہے کہ کسی ہوٹل میں مل کر رہا جاتے ہیں۔۔۔ وہاں لی دی پر خبریں بھی سننے گے اور لوگوں لی جائیں گے۔۔۔ اس طرح پہاڑ مل جائے گا۔۔۔“

”چلو ایسا کر لیتے ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔ ایک بات کا خیال رہے۔۔۔ خود کسی سے راہل کے بارے میں نہیں پوچھیں گے۔۔۔“

”راہل کے بارے میں یا سچ کے بارے میں۔۔۔“

”ایک ہی بات ہے۔۔۔“

”چلو نہیں ہے۔۔۔ لیکن خود پوچھنے میں کیا حرج ہے؟۔۔۔“

”میں یہ بات محسوس کر رہا ہوں کہ اگرچہ راہل نے اپنی آنکھ پھوڑ دیا ہے۔۔۔ لیکن وہ حقیقت ہم آزاد نہیں ہیں۔۔۔“

”یہ تم کیا کہ رہے ہو کامران مرزا۔۔۔ ہم آزاد نہیں ہیں۔۔۔ کیا ہیں۔۔۔ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔۔۔“

تھا۔ اس کا پوگرام کیا ہے۔ اور اس صورت میں تھا۔ اس کے پارے میں خوبیں میں کوئی اشارہ نہیں تھا۔

”مکھام نے منور علی خان۔ سچ کے آیہ پوگرام کے پارے میں کسی کو نہیں جایا جاتا۔ اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اپنی ہم سے خطرہ ہے۔ وہ ہم سے خوف زد ہے۔ چاہے وہ رائل ہو یا ابریال۔“

”کمال ہے۔ اتنے بڑے بڑے مجرم۔ جنہوں نے پوری دنیا کا اپنے آگے لایا۔ جو پتوں کی پارش بر سائے ہیں۔ وہ ہم لوگوں سے اور خوف زد یہ بات حلق سے نہیں اترتی۔“

”اگر انہیں ہم سے کوئی خطرہ نہیں تو۔ سچ کے آیہ پوگرام ہاتے جاتے۔ لیکن ان خوبیں کے فوراً بعد وہ کیا کرے گا۔ کمل جائے گا۔ یہ تک نہیں بتایا گیا۔“

”لیکن میدان میں جانتے کے پارے میں تو پہلے ہی بتایا گیا تھا۔“

”ہاں! اس وقت تک ہماری اور اس کی ملاقاتیں ہیں۔“

”جس اس نے ملاقات کر لی۔ اس کے بعد وہ چکنا ہو گیا۔“

”جانتے ہے۔ یہ ہم ہی ہیں۔ جو ان کا پہلی کھول سکتے ہیں۔“

”البun جلدی کھل۔“

”لیکن کیسے کامران مرزا۔ جب تک نہیں فتحی کے مطابق

”اک پروگرام معلوم نہ ہے۔ اس وقت تک ہم کیا کر سکتے ہیں۔“

”ہم کی شکری طرح پروگرام معلوم کر لیں کے۔ تم فرماد کہ اسے ہاں۔ اور اسیں ہوئی کافون کر لو۔ اور ہم کی خبر بھی لیتے رہنا ہے۔“

”یعنی ابھی ابھی تو ہم ہاں سے آئے ہیں۔ ابھی ہاں کی کوئی خوشی لے کر چلے گی۔“

”کوئی نہ ہے۔ مگر تھی۔ تھے۔ تھے۔“

”کھلاس سے جو اسکے کو اڑ کا پا معلوم کرنا ہے۔“

”اور اس کے کھلی کھلی کھر قسمیں آ رہے۔ اس پار ان لوگوں سے حد دیتے رہندا ہے۔ کام لیا ہے۔ یہاں تک کہ اشارجہ کے حد تک کام کیا گیا تھا۔ بن اکر معلوم ہے تو اہلاں کو یا اہل کے اہلاں کو کسی نے دیکھا تھا۔“

”کیا کام کیا گیا ہے۔ اسے افوا کرنا آہمن کام نہیں۔ اور اگر ہم اکارگیں ہیں۔ تو بھی اس سے بھیز کو اڑ کا پا معلوم نہیں کیا جائے۔“

”لیکن کیا اگر ہم کسی ذریتے سے کوئی سراغ لگانے میں کامیاب ہوں گا۔“

”میں۔ میں صیحہ جانتا کیا ہو گا۔“

”انہوں نے حد درجے پوچھا۔“

”کہا کیا کہ ہم اس حد تک بھی آزاد نہیں رہیں گے۔ پانچیوں

کس لئے ہے دلاغ موجود ہیں۔ ہمارے پاس اللہ کی مہربانی سے  
پہنچنا کو موجود ہیں۔ ہم ان کے دلاغ سے کام لیں گے۔ ہمارے  
اے غزاد، رحمت اور فرحت کے دلاغ ہیں۔ اسن کی ترکیبیں ہمارے  
خواہ ہم آئیں گی۔

”تو پھر پڑو یا۔۔۔ مل بینیں۔۔۔ یہاں تو شاید ہم وقت منافع کر  
سکیں۔۔۔ ان لوگوں نے اب نعلیٰ سعی کے کام آئندہ پوگراموں کی ہوا  
شروع کرنے کا پروگرام بنا لایا ہے۔۔۔“

”ہم۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ یعنی پھر بھی ہمیں اپنی کوشش ضرور  
کیا ہے۔۔۔ اور وہ ہم کر کے رہیں گے۔۔۔ ایک مندرجہ میں اب  
ان رہیں گوں۔۔۔“

”یہ کہ کہ اسپکٹر کامران مرزا اٹھے اور کاونٹر جا کر فون کے نمبر  
لائے کے۔۔۔ یعنی دوسری طرف ہفتی بھتی رہی۔۔۔ کسی نے رسیور نہ  
الٹیس۔۔۔ ان کی پیشانی پر مل پڑ گئے۔۔۔ آخر وہ واپس اپنی میز پر منجھے  
”اس طرف کوئی گزبر ہے۔۔۔ وہ بولے۔۔۔“

”ایسا مطلب؟“ منور علی خان چوکے  
”گزبر کا مطلب“ گزبر ہی ہوتا ہے منور علی خان۔۔۔ اب میں اس  
کام ترین لفظ کا اور کیا مطلب بتاؤں۔۔۔“

”جب تم آتا ہے۔۔۔ آسف کے انداز میں بات کر رہے ہو۔۔۔“

”بات لگی ہے۔۔۔ جب وہ پاس خیں ہوتے۔۔۔ ان کا خیال

کا خطاب تو ہمیں پسلے ہی دوا جا چکا ہے۔۔۔ بس پھر حکم دا جائے گا  
پوری حقوق مل کر ہم پر ثبوت پڑے۔۔۔ جب سچ یہ حکم دے گا  
اس وقت ہم بے چارے کیا کر سکھ کے۔۔۔ یہ سوچو۔۔۔“

”ہاں کامران مرزا! تھمارے باتیں تو مجھے مایوسی کے ادھے ہیں  
میں دھکیل رہی ہیں۔۔۔ میں نے آج سے پسلے تھمارے مدرسے کا  
مایوس ترین باتیں کبھی نہیں سنیں۔۔۔ مہربانی فرمائیں ایسی باتیں دیکھ  
ہونا تو جو ہے۔۔۔ ہو گا، یعنی ایسی باتیں تو مجھے پسلے ہی مار دیں گی۔۔۔“

”ہاں! تم بھی نجیک کتے ہو۔۔۔ خیر میں اب حوصلہ الہامی  
شروع کر رہا ہوں۔۔۔“ اسپکٹر کامران مرزا سکرائے۔۔۔

”ہماں! تو کیا ان حالات میں تھمارے پاس حوصلہ افذا نہیں  
موجود ہیں۔۔۔“

”ہاں! ایکوں نہیں۔۔۔ یہ ایسی مہربانی سے۔۔۔“ سکرائے  
”بس تو پھر۔۔۔ وہ باتیں کرو۔۔۔“

”تب پھر سنو۔۔۔ ایک حوصلہ افذا بات تو یہ ہے کہ یہ  
نعلیٰ سعی ہے۔۔۔ اور نعلیٰ نعلیٰ ہی ہوتا ہے۔۔۔ کہیں نہ کہیں، کہیں نہ  
موزو پر ان سے کوئی خوفناک بھول یا غلطی ضرور ہوئی ہو گی۔۔۔“  
جائے گی۔۔۔ ہم اس بھول یا غلطی سے فائدہ اٹھائیں گے۔۔۔“

”یعنی۔۔۔ وہ بھول یا غلطی ہم کہاں سے تلاش کریں گے۔۔۔“  
”تم فکر نہ کرو۔۔۔ ابھی یہم سب مل کر نہیں بیٹھے۔۔۔“

”یہ رکاوٹ بھی ای سلسلے میں ہے... غر نہ کرو۔“

”باتیں فسک۔ غاموشی سے جو کے پڑھو۔“  
اور پھر وہ اپنیں ایک کمرے میں لے آئے۔ وہاں ایک بھاری  
کم توی بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔  
”کمال سے آئے ہو تم لوگ؟“ اس نے فرا کر کہا۔  
”مکمل۔ کامات ہے۔“

”میں نے تم لوگوں کی باتیں سنی ہیں۔“  
”وہ کیسے؟“ اپکل کامران مرزا نے اسے گھورا۔  
”میں بھال جیسے ہر ہیز بے ہوتے والی باتیں سن سکتا ہوں۔“  
”وہ کچھ گئے... دیے یہ کوئی اچھی بات نہیں۔“  
”بھی باتیں اچھے لوگ کیا کرتے ہیں اور میں ایک برا آدمی  
ہوں۔“

”یہ جان کر خوشی نہیں وہی۔ ہم اچھے لوگوں سے مل کر خوش  
ہتے ہیں ہیں۔“  
”چند اچھے لوگوں سے بھی ملاقات کرواؤ گا۔“ غر نہ کہ۔ فی  
حال وہیں اس نقل سچ کا رگڑا کرنا چاہتا ہوں.... اس مقصد کے لئے  
لے اُن سے بہتر آدمی نظر نہیں آیا۔“  
”لیا کہا۔ نقل سچ کا رگڑا کرنا چاہتے ہو۔ یہ بات ہم نے

ہمارے ذہنوں پر چھا جاتا ہے اور جب پاس ہوتے ہیں تو ان کی اندازی  
ہم جھنجلاتے رہتے ہیں۔“  
”کم از کم ہم لوگ تو نہیں جھنجلاتے۔ تم اور اپکل جو  
جھنجلاتے ہو گے۔“

”ہاں شاید۔“ وہ سکر کئے اور پھر ہوئے۔  
”اب میں یہاں نہیں رک سکتا۔“ میں وہاں جا کر دکھلا کر  
کہ کیا ہات ہے۔ کس پر وہ فرد اؤد اور شوکی کی مخل میں آنحضرت  
پہن گئے۔

”ٹھیک ہے۔ چلو۔“  
”وہ اٹھے ہی تھے کہ چند آدمیوں نے انہیں گھیر لیا۔  
”ہوشی کے مالک آپ سے ملتا چاہتے ہیں۔“ ہماری جیگہوں میں  
ریو اور ان کے رخ آپہ وہنوں کی طرف ہے۔ زرائی  
حرکت کی تو بھون کر رکھ دیں گے۔“ ان میں سے ایک نے سوچا  
میں کہا۔

”کوئی قللہ حرکت کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی تو میرے ان  
کے اور تم ہمیں روک نہیں سکو گے۔“ سمجھے جتاب۔ اب ہے۔  
پیغیر ریو اور وہیں کے بھی چل سکتے ہیں۔ اپکل کامران مرزا نے پھر  
آواز میں کہا۔

”یکن بھی۔ ہمارا وہاں جانا بھی ضروری ہے۔“

بھیب ترین سی ہے۔"

"میرے پاس تم لوگوں کے لئے اس سے زیادہ بھیب و غیرہ  
باتیں موجود ہیں۔ اگر تم سننا چاہو۔۔۔ لیکن یوں مزا نہیں آئے گا۔۔۔  
تو پھر کیسے مزا آئے گا؟"

"تم اپنے ساتھیوں کی باتیں کر رہے تھے۔۔۔ پروفیسر راؤڈ فرماں  
فرحت اور رفتت کی۔۔۔ وہ کہاں ہیں۔۔۔ انہیں بھی یہاں بلاں۔۔۔ یہ  
میں جمیں اپنے پروگرام اور تم مجھے اپنے پروگرام بتانا۔۔۔ یہ مل کر  
ضور اس نعلیٰ سج کا ہیڑہ غرق کر سکتیں گے۔"

"آپ نے اب تک اپنا تعارف نہیں کر دیا۔۔۔ ویسے آپ ہیں  
و پھر آدمی۔۔۔ اسپکٹر کامران مرزا بولے  
"میرے۔۔۔ میں راکا ہوں۔۔۔ اصل نام ہے رائیل۔۔۔ لیکن  
میرے دوست مجھے راکا کہنا پسند کرتے ہیں۔"

"لیکن یہاں سج کے خلاف کا کیا کام۔"

"تم ابھی اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔۔۔ اس بات کی  
وضاحت میں پھر کروں گا۔۔۔ تم اپنے ساتھیوں کو بھی یہیں بلاو۔"  
"میں نے فون کیا تھا۔۔۔ آپ نے دیکھایا تھا ہیں ہو گا۔۔۔ انہیں  
میں اپنے ساتھیوں سے رابطہ نہیں کر پایا۔۔۔ اب ہم خود وہاں جائے  
اراہ رکھتے ہیں۔۔۔ اگر میں سب کو ایک جگہ جمع کر سکتا تو یہاں پڑھ  
لے آؤں گا۔۔۔ لیکن پہلے اس بارے میں اطمینان کرنا چاہوں گا کہ

وہ آپ کہ رہے ہیں۔۔۔ وہ بالکل درست ہے۔"

"ابھی بات ہے۔۔۔ تم لوگ جاؤ۔۔۔ اس نے اپنے ان ساتھیوں  
سے گماہو افسن لے کر یہاں تک آئے تھے۔

وہ پہلے گئے تو اس نے اشتعہ ہوئے کہا۔

"او۔۔۔ اور کمرے سے نکل کر ایک برآمدے میں چلتے لگا۔۔۔"  
اُن کے پیچے چلتے لگے۔۔۔ ابھی تک اسپکٹر کامران مرزا اس کے بارے  
میں کوئی اندازہ نہیں لگا پائے تھے۔۔۔ انہوں نے اس کی آنکھوں میں  
بُراکر بھی اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ وہ انہیں چکر باز تو تندر  
لیں گیا تھا۔۔۔ لیکن ابھی بالکل درست اندازہ نہیں لگا سکے تھے۔۔۔ لذا  
وہ غامبوٹی سے اس کے پیچے چلتے رہے۔

اور پھر وہ انہیں ایک خفیہ = خانے میں لے آیا۔۔۔ خانہ بھی  
جن طرز پر چلا ہوا تھا۔۔۔ اور اس میں صورت کی ہر چیز موجود تھی۔۔۔  
طلب یہ کہ اگر کوئی خفیہ طور پر اس = خانے میں وقت گزارنا چاہتا تو  
ابھیتھے تک آسانی سے گزار سکتا تھا۔۔۔  
"یہاں میں ہاتا ہوں۔"

یہ کہ کروں نے ایک الماری کھول ڈالی۔۔۔ الماری میں قرآن  
لکھ کر نئے لوار احادیث کی کتب موجود تھیں۔۔۔

"میں ایک چاہا مسلم ہوں۔۔۔ میں نے قرآن کریم کا بخوب  
ولاد کیا ہے۔۔۔ اور احادیث کا بھی لیکن۔۔۔ اس سج کے آثار حضرت

لے۔ لیکن ہرگز کے اندر رہتے ہوئے یہ لوگ میرے خلاف کوئی  
بُت بُت نہیں کر سکتے۔

"لیکن یہاں کیا وہ اس تھا نہ میں میں آ سکتے۔"

"لیکن اس تھا نہ میں جاتے کارہتا میرے سوا کوئی نہیں جاتا۔ اگر  
تھا تو اور وہ کھو لوں تو اپنے سے کوئی چیز نہیں آ سکے گا۔"

"اُن خوش ہمیں میں نہیں دہنا چاہیے۔" اپنکے کامران مرزا  
لے۔

"یا مطلب؟"

"لکھ دو اور کھول سکتا ہوں۔" وہ مسکرا کے

"لیں۔ نہیں۔" کہے ہو سکتا ہے۔

"ہوئے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔"

"یا مطلب؟"

"پہ اس بیٹھ کا مطلب پوچھ رہے ہیں۔"

"لیں۔ نہیں۔ لیکن عجیب سالگت ہے۔ ہونے کو اس دنیا  
لیں۔ نہیں۔"

"لیکن میں کھوتا ہوں۔"

"لیکن اپنکے کامران مرزا اس جگہ کی طرف ہوئے جہاں دروازہ  
لیکن کامران مرزا نے دیوار پر نہ جانے کیا کیا کہ دروازہ کھلکھل کی آواز  
لے۔

لے۔

میں کے بالکل الٹ ہیں۔۔۔ مطلب یہ کہ ہمارے نیکم ملے اور  
مسلم نے جس طرح فرمایا ہے۔۔۔ "لیکن اس کے بالکل خلاف  
ہے۔۔۔ لیکن یہ ان لوگوں کا پچکر ہے۔۔۔ بہت بڑا پچکر اور میں کام  
اپنی آگ میں جعل رہا ہوں۔۔۔ کیونکہ میں مجبور ہوں۔۔۔ یہاں کام  
اپنی مسلمانی کو چھپائے ہوئے ہوں" اس لئے کہ خود کو مسلمان  
کرنے کے بعد مجھے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ میں سے بھر  
بھروسہ موت میساں بن جاتا ہوں۔۔۔ اور کچھ ہو سکتا کہ اگر ہمارے  
آج آپ دونوں کی باتیں سن کر چڑک گیا۔۔۔ میں نے جوہل۔۔۔

لوگ ہی وہ انسان ہیں۔۔۔ جو اس پچکر کا بھائی اپنے کھوئے ہیں۔

"اپ ہمارا اطمینان ہو گیا ہے۔۔۔ سوال یہ ہے کہ آپ اسی  
کس طرح کر سکتے ہیں۔۔۔ ہمارے پاس دو راستے ہیں۔۔۔ ایک ہے۔۔۔  
کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔۔۔ دوسرا سماں پر قابو پانی۔۔۔ اس کا آئندہ  
کیا ہے۔۔۔ کیا آپ یہ باتیں جانتے ہیں۔"

"نہیں۔۔۔ لیکن میں اسی باتیں جانتا ہوں۔۔۔ کہ آپ  
مدلے کریے باتیں جان سکیں گے۔۔۔ اس نے کہد

"ہمارے لئے یہ بھی بہت ہے۔۔۔ تب ہمیں ہاں آئیں۔۔۔  
اپنے ساتھیوں کو لے کر اوہر آ جائیں گے با پھر آپ کو دیں۔۔۔  
گئے۔۔۔ کیا خیال ہے آپ کا۔"

"میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔۔۔ مجھ کا کام

## خوف ہی خوف

"یار بھودو..... اگر ہم کسی طرح اپنال کا سراح لگائیں..... تو اس  
ہم کا سراہارے سر بھو گا۔" آصف نے چلتے ہوئے کہا۔  
"ہم سراتہ ہمارے سر ضرور ہو گا، لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں  
ہے۔ اپنال نے اسی لیے تو آج تک اپنا چھو کسی کو نہیں دکھایا۔ کہ  
اکل اس تک نہ بچنے سکے۔ اور اپنال کوئی عام مجرم بھی نہیں ہے۔  
لیکن الاقوای شرست یافتہ مجرم ہے۔ دوسرے رائل بھی کوئی کم نہیں  
ہے۔ ان حالات میں ہم کریں تو کیا۔"

"کوئی کام۔ کوئی کارناہم انجام دنا ہو گا.... جان کی پازی لگانا  
چسے گی۔" آصف بولا۔

"اوہو..... ہم لگائیں گے.... لیکن کوئی راستا بھی تو ہو۔ کوئی  
حل بھی تو ہو۔ ابھی تو ہم صحرائیں بھک رہے ہیں۔ اس پار قوب  
سے بڑی مشکل یہی ہے..... کہ ہید کوارٹر کا کوئی سراح نہیں لگ رہا۔"

"اگر ہم غور کریں۔ تو یہ ذرا بھی مشکل نہیں۔" آصف بولا۔

"ذرا کہا۔ ذرا بھی مشکل نہیں ہے۔ دلاغ تو نہیں چل گیا۔"

دوسرے ہی لگے وہ نور سے اچھے۔  
راکا کی آنکھیں حیرت سے سکھی کی سکھی رہ گئیں۔  
دروازے میں پریس کھڑی تھی۔

○☆○

"پلو نجیک ہے۔ بینہ کر سوچ لیتے کیا اس طرح ہمارے سپنے کی رلار بیٹھ جائے گی۔" آصف بولا۔  
"ذیال لکی ہے۔ جو ملٹا بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ کسی الگ اخیال نہیں ہے۔ صرف اور صرف میرا ہے۔"

"اگر ادھر کی ہائکٹے کا بھوت تو سوار نہیں ہو گیا تم پر۔"  
"بھرپور بھوت۔ امرے پاپ رہے۔ کمال ہے بھوت؟"  
اور نے گمراہ کر کما۔  
"جد ہاگئی۔ میں جانتا ہوں۔ تم بھوت دوست سے بالکل نہیں تھا۔"

"صرف بھوت کی یات کو بھائی۔ دوست سے تو خیر میں ڈرتا کیا۔" اسے بھی رہے تھے۔

"اوہ دیکھو۔ ایک عدد پارک۔ آہلا۔ بہت خوبصورت پارک ہے۔" آصف نے پونچ کر کما۔

"اس پارک میں بینہ کر سوچنا تو واقعی بہت آسان کام ہو گا۔" اور ہاں۔

"اہا! سوچنا واقعی آسانی کام ہو گا۔ لیکن ہم یہ سوچنے میں اہلاں ہو سکتے ہیں۔ اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"  
"جس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا، اس بارے میں کچھ کئے لیا جائیں کیوں کرتے ہو۔" محمود نے جمل کر کما۔

"بھی سوچو۔ دماغ پر زور دے کوئی ترکیب۔ کوئی یات ادا ذہن میں ضرور آ سکتی ہے۔ جس کے ذریعے ہم کچھ نہ پکھ مصروف کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔"

"اچھی طاقت ہے۔ اگر تم سوچتے پر اعتمادی زور دے رہے تو میں ابھی سے زور دنا شروع کر دیتا ہوں۔ لیکن یہ کار تم بھی نہیں رہو گے۔ تم بھی میرے ساتھ مل کر زور لگاؤ۔ تمہارا دماغ کوئی گھاس چلتے تو چلا نہیں گیا۔" محمود نے جملے کے انداز میں کما۔  
"میں نے یہ کہ کیا۔ میں بھی سوچنے لگا ہوں۔"

دو نوں سوچ میں ڈوب گئے۔ راستا بھی طے کر رہے تھے۔ اس سوچ بھی رہے تھے۔ آخر محمود نے کہا۔  
"یوں کوئی یات ذہن میں نہیں آئے گی۔ آئے گی میں ڈلتے یہ نکل جائے گی۔"

"تو اپنے دماغ کے سوراخوں کو بند کر لو ٹا۔"  
"اس طرح میں نہ دیکھ سکوں گا نہ سن سکوں گا۔"

"دہت تیرے کی۔" آصف نے جھلا کر کما۔  
"میرے! اس پیوری اور سیست زور کا۔" محمود نے منہ بڑیا۔  
"تو کیا چاہتے ہو۔"

"جو تم کئے نہیں دے رہے۔ ہم کہیں بینہ کر کیں اور سوچیں۔"